

# ملفوظاتِ فضیلہ

== نقل از قلم ==

رَیْسُ الْعَاشِقِیْنَ فَخْرُ الْأَوْلِیَاءِ  
حضرت مُرشدنا و مولینا خواجہ محمد عبدالغفار صاحبِ بیہ مہمّا  
فضلی نقشبندی مُجددِ دُی رَحْمَتُ اللہ عَلَیْہِ  
(درگاہِ عالیہ رحمت پور لاڑکانہ)



ناشر:

مکتبہ غفارِیہ

جامع مسجد سیٹھارجہ ضلع خیرپور





[www.maktabah.org](http://www.maktabah.org)



پاکستان برائے مسلمانان

# ملفوظات فضلیہ در محاسن

## فضلیہ

قبلہ عالم قطب الاقطاب و معظم حضرت مولانا محمد فضل علی ترمیزی عتبات قدسیہ الغریہ

درگاہ سکین پور شریف ضلع مظفر گڑھ پنجاب

فضلی نقشبندی مجددی

نقل از قلم

رئیس عاشقین فخر الاولیاء

قطب الاقطاب عارف باللہ حضرت مولانا خواجہ محمد عبد الغفار صاحب درگاہ عالیہ رحمت پور شریف لاڑکانہ

ترتیب

فقر الاشیء خدا بخش مسر سابقہ بیخروج غفاری خلیلی  
خطیب جامع مسجد غوثیہ سیٹھار جہ ضلع خیر پور

اول

حصہ

ملنے کے تے

جناب مولانا خلیفہ قادر بخش صاحب خلیلی درگاہ رحمت پور شریف لاڑکانہ سندھ

ناشر

مکتبہ غفار صاحب سیٹھار جہ ضلع خیر پور



نام کتاب \_\_\_\_\_ ملفوظات فضلیہ در مجالس فضلیہ حصہ اول

نقل از قلم \_\_\_\_\_ قطب الاقطاب حضرت خواجہ محمد عبدالغفار پیر مٹھار حجتہ اللہ تعالیٰ علیہ

ترتیب \_\_\_\_\_ فقر خدا بخش مسرور سابقہ بے خرچ سیٹھار جہ ضلع خیر پور

تعداد \_\_\_\_\_ ۱۰۰۰

قیمت \_\_\_\_\_ ۱۵ روپیہ یا حسب توفیق

ناشر \_\_\_\_\_ مکتبہ غفاریہ جامع مسجد سیٹھار جہ ضلع خیر پور میرس

کتابت \_\_\_\_\_ نور قلم پان منڈی سکھر سندھ ۲ جنوری ۱۹۸۱ء

طباعت \_\_\_\_\_ بار اول جنوری ۱۹۸۱ء

طابع : ضیاء الدین پبلیکیشنز

جی۔ کے ۱۷/۴ نزد شہید سید کھارادر کراچی فون: ۲۳۰۳۹۵



مُحَمَّدًا وَصَلَّى عَلَى سُلَيْمٍ الْكَرِيمِ

## عَرَضِ نَافِثِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

عرصہ درانے سے یہ تمنا تھی کہ حضور قبلہ عالم قطب الاقطاب حضرت مرثدنا و مولانا محمد فضل علی صاحب قرشی عباسی قدس سرہ درگاہ مسکین پور شریف کے ملفوظات شریفہ جو کہ حضور عارف باللہ پیر مٹھارجمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے انکی مجالس سفر میں قلمبند فرمائے تھے شائع کئے جائیں تاکہ ان کے معتقدین اور عوام و خواص حضرات مستفیض ہوں، الحمد للہ میری یہ سیرتہ تمنا اس طرح برآئی کہ واجب صد احترام نبیرہ قبلہ عالم قرشی صاحب جناب حضرت علامہ مولانا محمد رفیق احمد شاہ صاحب مسکین پور شریف والے مظلہ العالی نے یہ احسان عظیم فرمایا کہ وہ ملفوظات جو انہوں نے پیر مٹھارجمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ازواج مبارکہ سے حاصل کئے تھے مجھے (خدا بخش مسرور سابقہ بے خرچ) عنایت فرما کر ارشاد فرمایا کہ ان ملفوظات کو شائع کرنے کی کوشش کریں تاکہ عوام و خواص کے استفادہ کے ساتھ ساتھ ان کی حفاظت بھی ہو جائے فقیر نے ملفوظات میں آمدہ مشکل الفاظ کا مفہوم قوسین یعنی اس شکل میں ( ) دیا ہے تاکہ اصل عبارت بھی رہے اور عام قارئین بھی سمجھ سکیں۔

اسکے شائع کرنے کے سلسلے میں میرا بھرپور تعاون جناب محترم قائم بھائی خلیلی نے مقیم کراچی نے فرمایا اور تمام اخراجات اپنے ذمہ لے لئے ورنہ فقیر اس کام کی تکمیل سے قاصر تھا۔ الحمد للہ آج آپ کے سامنے ملفوظات فضلیہ موجود ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ اللہ عزوجل حضرت محترم شاہ صاحب اور محترم قائم بھائی صاحب ان حضرات کو اجر عظیم عطا فرمائے جنہوں نے اس کی آج تک حفاظت فرمائی۔ آمین۔

فقیر لاشیٰ خدا بخش مسرور سابقہ بے خرچ غفاری و خلیلی غفرلہ



## راقم مافوظات حضرت پیر محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مختصر تعارف

الانتظار اشد من الموت والامعاملہ تھا۔ رات لمبی معلوم ہو رہی تھی۔ دل چاہتا تھا پر لگ جائیں  
اڑ کر درگاہ رحمت پور پہنچ جاؤں، کبھی داسنی کر دے لیتا کبھی بائیں، نیند اڑ گئی تھی، کبھی آنکھ لگ جاتی  
تو اپنے آپ کو اسٹیشن پر دیکھتا، گاڑی آگئی کمانی پکڑ کر پڑھنے لگا گاڑی چل پڑی آنکھ کھل گئی  
اضطراب کی کیفیت پیدا ہو گئی تھی کبھی تاروں پر نظر کبھی چاند پر کبھی گہری سوچ میں پڑ جاتا تصور اتنی دنیا  
کی سیر کرتا کرتا پیر محمد محبوب خدا کے قدموں میں پڑا ہوا دیکھتا، شوق یہ تھا کہ کسی طرح اس غوث  
پر نظر پڑ جائے جس کی محبت میں لوگ مست ہو کر رقت آمیز لہجے میں تعریف کرتے ہیں، اُن کا نام زبان  
پر آیا ان کی بات چلی آنکھیں اشکبار ہو گئیں گریہ طاری ہو گیا۔ آخر کیا بات ہے اس پر میں  
کہ لوگ ان کی محبت میں دیوانے ہو رہے ہیں۔ پرلے مال سے پرہیز، بے عمل شخص سے میل جول سے پرہیز  
عورتیں باپردہ، نمازی تہجد گزار، ذکر قلبی پر توجہ رکھتے ہیں تو بے ساختہ منہ سے اللہ کا نام نکل  
جاتا ہے۔ سردا ہیں اشکبار آنکھیں مرد و عورت یکساں متاثر، ان کی صحبت ان کی محبت کو  
دیکھ کر دل کھینچا چلا جا رہا تھا، دراصل بنیادی طور پر دل کا رجحان ان کے ایک اولوالعزم خلیفہ  
جناب حضرت قبلہ کریم بخش صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت کی وجہ سے حضرت قبلہ عالم پیر مٹھائی  
طرف ہو گیا تھا۔ یہ بات غالباً ۱۹۵۷ء کی ہے، ساری رات انتظار میں کٹی وہ رات مجھ پر بھاری ہو  
گئی تھی جسکی لذت آج تک محسوس ہوتی ہے، صبح ہوئی اللہ والے اسٹیشن کی طرف روانہ ہوئے  
باپردہ خواتین، بارش مرد، نمازی اور تہجد گزار لوگ، عشق و محبت میں سرشار، رقیق القلب  
اور فیض یافتہ مریدین پلیٹ فارم پر آجھ ہوئے، پنجرہ روانہ ہوئی ہم اپنے مضطرب دلوں کو



سمبھال کر سوار ہو گئے۔ پہلی دفعہ اللہ اور اس کے محبوب (جلّ شانہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے لیے دور دراز سفر کرنا نصیب ہوا، عشار کا وقت تھا ہم سب لوگ لاڑکانہ اسٹیشن پر اترے، ہر طرف سے نیک اطوار صالح شعار لوگوں کی ٹولیاں اللہ کا ذکر کرتی ہوئی دربار عالیہ غفاریہ رحمت پور شریف کی طرف بڑھ رہی تھیں۔ عجیب سماں تھا، نرالا وقت تھا، عشق و محبت نے دل پر مضبوط گرفت جما رکھی تھی، سخت بھوک اور شدید اشتہا کے باوجود دل پر پیر کامل کی ایک جھلک دیکھنے کی تمنا غالب تھی۔ آدھا فرلانگ سفر کیا، دربارِ معلیٰ پر حاضر ہو گئے، عشار کی نماز پڑھ کر اپنے وقت کا غوث الاعظم محبوب ربانی حضرت پیر مٹھا دولت کدہ پر شریف لے جا چکے تھے جماعت دیکھی لوگ دیکھے، اللہ اللہ کی سدا ئیں فضا کو پُر فیض کر رہی تھیں، دل کی دھڑکن تیز ہو گئی۔ حیرت زدہ ہو گیا، نہ آج تک ایسی جماعت دیکھی اور نہ اللہ کا ذکر سنا تھا، ہزاروں کی تعداد میں لوگ ہیں، کوئی سگریٹ نوش نہیں، وارمی تراش نہیں بے نمازی نہیں، اس کے ساتھ اللہ اللہ کے پرکھنے لگے، کوئی رُہا ہے، کوئی مضطربانہ مچھلی کی طرح زمین پر لوٹ رہا ہے اور زبان پر بے سائنتہ اللہ اللہ جاری ہے، ادھر لانگری صاحب مولوی عبدالرحمن صاحب آواز دے رہے ہیں، جو لوگ ابھی آئے ہیں وہ لنگر شریف کھالیں، خلیفہ صاحب کی معیت میں ہم سب مرد لوگ دس دس کی ٹولیاں بنا کر بیٹھ گئے۔ پہلا نوالہ منہ میں لیا ہی تھا کہ گریہ طاری ہو گیا، بڑی مشکل سے ضبط کیا اور لنگر شریف کی لذت سے سیریاں ہوا، رات تھی تقاریر کا سلسلہ جاری تھا، نعتِ رسولِ سندھی زبان میں لوگ مستانہ وارانہ سربلی آواز میں اللہ والوں کی محفل کو گریا رہے تھے، صبح ہوئی اذان سن کر نورانی لوگ وضو کی تیاری کرنے لگے، وضو کیا صف میں آکر بیٹھ گئے۔ ایک ایک ساعت ایک ایک مہینہ کی سی ہو رہی تھی۔ اچانک صف میں بیٹھے ہوئے کھڑے ہو گئے، اللہ اللہ کی آوازیں اتنا بلند ہوئیں کہ ابلیس لعین نے اپنا کلیجہ تھام کے رکھ لیا ہو گا۔ صفیں مسادے، اور درست ہو گئیں تو تکبیر اقامت ہوئی۔ نماز ہو گئی۔



التحیات کے بعد سلام پھر گیا، درمیان صفوں میں ہونے کی وجہ سے اگلی صف کی دہنی طرف اپنے پڑانوں کا پیراؤ مجبین کے محبوب تشریف فرما پر نظر نہ پڑ سکی، بے حسینی بڑھتی گئی، اے خدا، کب اپنے یار کا دیدار کرانے گا، دعا ہو گئی تو فقر اہل الذکر دائرہ کی شکل میں مسجد کے صحن میں بیٹھنے لگے، خلیفہ صاحب کے ساتھ دائرے میں ہم بھی جا بیٹھے اب غوث الاعظم اور ہمارے درمیان صرف وہ لوگ حجاب ہوئے تھے، جن کے کندھوں پر بندوقیں، سر پر دستار تھی اور زیادہ لوگ جن کے بخت جاگ اٹھے اور وہ خدا کے محبوب قلبی ذکر کی تلقین لے رہے تھے دل کی تیز دھڑکنوں کے ساتھ آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر محبوب ربانی کی طرف ہم ٹکٹکی باندھے بیٹھے ہیں، لیکن محبوب اب بھی اپنے طالبوں کے جھرمٹ میں چھپا ہوا بیٹھا تھا، خدا کی رحمت کا کرشمہ دیکھو کہ بادل چھٹ گئے، پردے بٹ گئے حجاب کٹ گئے، کیا دیکھا کہ ایک پر نور شخصیت، بڑی بڑی آنکھیں سرسریں پلکیں گول چہرہ برگ گل سے نازک ترین لب، سفید براق داڑھی، چہرہ پر گولائی میں ایسی سچی تھی جیسا چودھویں کی رات آسمان پر چاند چمکتا ہے، گلابی رنگ کی یاسکٹ، کلاہ مبارک پر زرین دستار باندھے، سفید سفید مبارک کے بال مبارک گوش سے اوپر ہو کر پھیلے ہوئے تھے، اچانک نظر پڑی سخت گریہ طاری ہو گیا، دل بے قابو ہو گیا، آنکھوں سے آنسوؤں کی بارش جاری ہو گئی، حیرت میں ڈوب گیا کہ یارب ہمارے علاقے سے ایسا محبوب سندھ میں روانہ کر دیا جس نے اپنی بے مثال صلاحیتوں، لائتہا خوبوں سے تیری مخلوق کو گرویدہ بنا رکھا ہے، یہ دیکھو علماء ہیں، یہ دیکھو قاری ہیں، یہ دیکھو نیک صورت نیک سیرت لوگ ہیں، جوان پر پردانہ وار گر رہے ہیں مسجد کا صحن خاک اور مٹی سے مزین ہے ابھی تک فرش بندی نہیں ہوئی، ادھر دیکھو کچھ آدمی بڑی عمر کے ہیں خاک پر مرضہ بسمل کی طرح تڑپ رہے ہیں گریہ اور آہ دلبکا سے فضا گونج رہی ہے، اللہ اللہ زبان پر بے ساختہ جاری ہے میری حالت بدستور دگرگوں ہوتی جا رہی ہے۔ رقت ہے جو ختم ہونے کو نہیں آتی، دل



ملا مت کر رہا ہے کہ اتنا عرسہ ایسے محبوب ربانی کی صحبت سے کیوں محروم رہا۔ علماء کے جلسے میں شرکت کیا کرتا تھا، علمائے بریلویہ سے بھی عشق کا سبق لیا تھا، اور پھر دیوبندیوں کی خشک توحید سے بھی سزنا رہو چکا تھا عقائد میں موحد کہلاتا تھا، اور ان کی شرک و بدعت کی جھگڑندیوں میں بھی کچھ عرسہ بھٹکتا رہا تھا، مگر آج جیسا نظارہ نہ کہیں دیکھا تھا اور سنا تھا، مراقبہ ہوا، مراقبہ کے بعد دعا ہوئی، محبوب خدا اپنے مصلیٰ سے اٹھ کر دولت خانہ تشریف لے گئے مگر ہمیں مضطرب حالت میں گریہ و بکا اور آہ و فریاد کرتا ہوا چھوڑ گئے، ایک منٹ کیلئے بھی اُن کا تصور ختم نہ ہونے پایا، لنگر کھایا، پھر تک وقت گزارا، اب نماز پر زیارت کی توقع تھی، پھر کی نماز پر تشریف لائے مگر ہماری توقع کے خلاف وہ محراب شریف کے دروازے سے تشریف لائے اور نماز پڑھا کر اسی راستہ سے واپس تشریف لے گئے۔ ہم روتے ہی رہے، مگر وہ مسکراتے ہوئے چل دیے۔

یہ تھے راقم ملفوظات فضلیہ حبس کی عظمت کے ڈنکے چار دانگ سندھ و پنجاب میں بچ رہے ہیں۔ آپ کا آبائی وطن ضلع ملتان تحصیل شجاع آباد نزد جلال پور پیر والا موضع لنگر تھا، آپ کے آباؤ اجداد پشت در پشت بحر العلوم و منبع علم و عرفان رہے ہیں، آپ کے والد گرامی کا نام مبارک حضرت مولانا یار محمد صاحب، آپ کا سلسلہ نسب حضرت مخدوم چنڑ پیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے شروع ہوتا ہے جن کا نام نامی اسم گرامی عطاء الدین قدس سرہ تھا چنڑ پیر لقب تھا۔ آپ کی خانقاہ مبارک بہاول پور سے جنوب مشرق کی طرف تقریباً چالیس کلومیٹر دور ریگستان کے علاقہ میں واقع ہے۔ حضرت چنڑ پیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لا ولد تھے ان کے بھائی حضرت خواجہ محمد اویس قدس سرہ جاشین ہوئے چنانچہ حضرت پیر مٹھا رحمۃ اللہ علیہ کا سلسلہ نسب اس طرح اُن سے جا ملتا ہے، ① حضرت پیر مٹھا خواجہ محمد عبدالغفار صاحب قدس سرہ ابن ② حضرت مولانا یار محمد صاحب علیہ الرحمۃ ابن ③ حضرت مولانا خیر محمد صاحب علیہ الرحمۃ، ابن



- ۴ حضرت مولانا عبدالرحمن صاحب علیہ الرحمۃ ابن ۵ حضرت خلیل احمد صاحب علیہ الرحمۃ ابن ۶ حضرت حافظ خان محمد صاحب علیہ الرحمۃ ابن ۷ حضرت محمد پناہ صاحب علیہ الرحمۃ ابن ۸ حافظ محمد صاحب علیہ الرحمۃ ابن ۹ حضرت غلام رسول صاحب علیہ الرحمۃ ابن ۱۰ حضرت نور محمد صاحب علیہ الرحمۃ ابن ۱۱ غلام حسن صاحب علیہ الرحمۃ ابن ۱۲ حضرت احمد علی صاحب علیہ الرحمۃ ابن ۱۳ حضرت غلام رسول صاحب علیہ الرحمۃ ابن ۱۴ حضرت نور محمد صاحب علیہ الرحمۃ ابن ۱۵ حضرت محمد اسحاق صاحب علیہ الرحمۃ ابن ۱۶ حضرت محمد ذکریا صاحب علیہ الرحمۃ ابن ۱۷ حضرت محمد دم خواجہ محمد اویس صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جانشین حضرت خیر پیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔

**سلسلہ تعلیم** | حضرت پیر مٹھار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ابتدائی تعلیم اپنے والد بزرگوار سے حاصل فرمائی اور حضرت مولانا امام الدین صاحب جو ادب شریف میں مدرس تھے ان سے بھی تعلیم حاصل کی، مولینا امام الدین صاحب جناب مولینا خلیفہ غلام محمد صدیق پوری کے مرید تھے علاوہ ازیں ڈیرہ نواب صاحب میں مولوی نظام الدین صاحب کے پاس بھی تعلیم شروع کی مگر جب والد صاحب کو معلوم ہوا کہ مولوی صاحب مولینا روم اور دوسرے پیران کبار پر اعتراض کرتا ہے تو آپ کو واپس بلالیا اور بڑے بھائی مولینا محمد اشرف صاحب سے تعلیم دیوائی، آخری کتابیں جلال پور پیر والا میں وہاں کے بہت بڑے بزرگ عالم دین حضرت مولینا عاقل محمد صاحب کے پاس پڑھیں اور قرأت حضرت مولینا قاری محمد طبع اللہ صاحب سے پڑھیں۔

**بیعت** | آپ حضرت حافظ فتح محمد صاحب جلال پور پیر والا سے سلسلہ قادریہ میں منسلک ہوئے، ان کے سلسلہ عالیہ مجددیہ نقشبندیہ کے مایہ ناز بزرگ شیخ المشائخ خواجہ خواجگان قطب اللہ قطاب حضرت مولینا فضل علی قریشی عبا سی مسکین پوری



موضع حمزہ والی تحصیل علی پور ضلع مظفر گڑھ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور شرف بیعت سے مشرف ہوئے اُن سے خلافت حاصل کی۔ چنی گوٹھ شہر سے شمالی جانب ایک میل اور ٹمیشن سے ڈیڑھ میل کے فاصلہ پر بار عاشق آباد میں قیام فرمایا آج سے تقریباً چالیس سال قبل عاشق آباد سے سندھ منتقل ہو گئے۔

**اولاد** : آپ کے اپنے خاندان والی زوجہ محترمہ سے ایک بیٹا اور بیٹی ہوئی۔ اور سندھ میں شادی کے بعد ایک زوجہ سے ایک بیٹی ہوئی، بقول حضرت حافظ نور احمد رضا احمد پوری کے کہ حضور نے یکے بعد دیگرے چودہ شادیاں کیں لیکن اولاد صرف دو بیٹوں سے ہوئی

**وفات** : درگاہ رحمت پور شریف لاڑکانہ میں ۷۰ برس اتوار مورخہ ۸ شعبان المعظم ۱۳۸۲ھ میں ۸۴ سال کی عمر رپاکر راہی ملک بقا ہوئے۔ انا

اللہ وانا الیہ راجعون ط

حضرت کے وصال کے بعد اُن کے لخت جگر مرشدنا قطب زماں حضرت علامہ مولانا محمد خلیل رضا رحمۃ اللہ تعالیٰ جانشین دُبار ہوئے، جن کی مساعی جمیلہ سے پنجاب سندھ کی جماعت میں استحکام پیدا ہوا اور کراچی میں تبلیغی مشن جاری فرما کر جناب ڈاکٹر سعید احمد صاحب جناب قائم بھائی اور مولانا عبدالحمید صاحب جیسے ذی شعور لوگ جماعت میں داخل فرمائے، اور حضور پیر مٹھا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مزار پر انوارِ روضہ شریف تعمیر کرایا، آپ بہت بڑے عالم تھے حضرت کی پیدائش تعلیم اور بیعت کے حالات سے ملفوظاتِ غفاریہ میں پیش ہوں گے، آپ کا وصال ۷ ذی قعدہ ۱۳۹۶ھ کو ہوا۔ آپ کی اولاد صرف صاحبزادہ حضرت خواجہ محمد ظہر جان جاناں ہیں۔



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

# مختصر سوانح مبارک

حضور قبلہ عالم قطب الاقطاب حضرت مولانا و مرشدنا محمد فضل علی قرشی عباسی قدس سرہ العزیز  
درگاہ مسکین پور شریف ضلع مظفر گڑھ پنجا

مُحَمَّدٌ وَنُصَلِّیْ وَنُصَلِّمُ عَلٰی حَبِیْبِهِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی اٰلِهِ وَاصْحَابِهِ  
وَبَارِکْ وَسَلِّمْ

متقدمین اولیاء را غیاث و اقطاب ابدال و اوتاد کے حالات پڑھ کر قاری یہ محسوس کرتا ہے کہ اُن کی مثل زمانہ حال یا استقبال میں کوئی نہیں ہو سکتا۔ لیکن یہ خیال عدم معرفت کی بنا پر پیدا ہوتا ہے۔ سرور کائنات علیہ آلہ افضل الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ میری امت مرحومہ ہے کیا معلوم اُن کے اولین مقربین ہوں گے یا آخرین، پھر مثال کے طور پر فرمایا۔ بارش ہوتی ہے تو کبھی پہلے زور سے برستی ہے یا کہ بھی آخر میں۔

لہذا نہیں کہا جاسکتا کہ امت مرحومہ میں سابقہ زمانہ میں تو مقربین اولیاء گزرے ہیں زمانہ حال یا استقبال میں پیدا نہیں ہوں گے۔ جب ہم حضور پر نور قبلہ عالم قطب الاشاد حضرت مولانا مرشدنا محمد فضل علی صاحب قرشی عباسی قدس سرہ متوفی ۱۳۵۲ھ کے حالات و کرامات اپنے بزرگوں سے سنتے ہیں تو یقین ہونے لگتا ہے کہ زمانہ سابقہ کے کوئی قطب شاد ان کے رُپ میں تشریف لائے ہیں۔ آپ شریعتِ مطہرہ پر دیوانگی کی حد تک عاقل تھے اور



فرائض و واجبات سنن و مستحبات پر ظاہری طور پر یکساں عمل کرتے تھے۔ ترک ادنیٰ ان پر گراں گزرتا تھا ان کے معتقدین و مریدین میں بھی شریعت پر عمل کا نام ولایت ہے۔ آپ ذرا ماضی کے اوراق الٹ کر دیکھیں جب بھی کوئی فتنہ پیدا ہوا اور دین متین میں نقصان اور بدعات کا ظہور ہوا اس وقت امتِ مصطفیٰ علی صاحبہا افضل الصلوٰۃ والسلام میں سے ایک مصلح پیدا ہوا جس نے ڈٹ کر مقابلہ کیا اور دین کو از سر نو تروتازہ کر دیا۔ لوگ اُسے مجددِ غوثِ قطب وغیرہ کے نام سے یاد کرتے۔ فتنہ رافضیت کے خلاف اور فتنہ خارجیت کے خلاف اولوالعزم اولیاءِ ائمہ پیدا ہوئے۔ فتنہ وہابیت اور فتنہ مزاریت کے خلاف بھی ایک معروف ہستی اگر پیدا نہ ہوتی تو آج ہندوستان میں بھی شعائر اللہ کے نشانات ختم کر دیے جاتے۔ اولیاءِ کرام کی مزارات جو مرجع عام و خاص ہیں کو منہدم کر دیا جاتا۔ جس طرح صمدین شریفین پر وہابیت قابض ہوئے تو صحابہ کرام اور ازواجِ مطہرات اہبات المؤمنین کے مزارات پر قبۂ جات جو ان کی عظمت اور اللہ تعالیٰ کے پیار کی علامت تھے کو منہدم و سمار کر دیا اور قبروں کے نشانات تک مٹا دیے پھر عالم اسلام کے احتجاج کرنے پر کہیں کہیں علامات قائم کیں۔ اللہ عز و جل کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مجدد ملت جنابِ لینا الشاہ احمد رضا خاں صاحبِ فاضل بریلوی کی مزار شریف پر جس نے تعظیم رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر حملہ آور کے خلاف منہ توڑ اور دندان شکن دفاعی مورچہ قائم کئے اور ساری دنیا پر اچھی طرح واضح کر دیا کہ عشق رسول کا نتیجہ تعظیم رسول ہے اور علم بغیر عشق نبی نری گمراہی ہے۔

ادھب انگریزوں نے اپنے خیالات مسلمانوں کی نسل میں پیدا کر کے انھیں شریعتِ مصطفیٰ سے دور کر دیا اور عیسائیت جیسی منحوس بد عملی کو نئی روشنی کے نام سے مسلمانوں میں رائج کرنا شروع کر دیا تو اس فتنہ بد عملی کے خلاف حضرت پیرِ قریشی صاحبِ رحمۃ اللہ علیہ



جیسی عظیم شخصیت نے اپنے روحانی تصرف سے مسلمانوں کو شریعتِ مصطفیٰ پر عمل کرایا۔  
 علمی کارنامے فخر الدین رازی اور امام غزالی جیسی عظیم ہستیاں دکھائیں۔ توحید حقیقی  
 اور معرفت الہی کے لئے غوث الاعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، بہاؤ الدین نقشبندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ  
 خواجہ غریب نواز اجمیری چشتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ  
 تشریف لائے۔ وہ زمانہ قرب نبوی کی وجہ سے افضل زمانہ تھا۔ لوگ ابھی تک علم سے نابلدہ نہ  
 ہوئے تھے۔ علم حدیث علم فقہ و تفسیر کی درسگاہوں میں ہزاروں لاکھوں کی تعداد میں طلباء  
 مستقبض ہو رہے تھے اور پھر وہ دنیا کے کونے کونے میں پیغام اسلام پہنچا رہے تھے اور  
 لوگ اکثر و بیشتر شریعت پر عمل کرتے تھے۔ اسلئے ماسلف اولیاء نے اپنی کرامات کا اظہار  
 کمر کے ولایت کے درجات کی طرف متوجہ کیا، مگر آج وہ وقت نہیں۔ فتنہ عیسائیت نے ساری  
 دنیا پر ایک دفعہ اپنا تسلط جما لیا تھا اور اتنا عرصہ اکثر زمین پر مسلط رہا کہ نسل انسانی میں سے  
 تغیر و تبدل پیدا کر دیا۔ مسلمان دینی علوم سے نابلدہ ہو گئے۔ درس گاہیں ناکام کر دی گئیں  
 نئی نسل کو نئی روشنی کے نام سے گمراہی پر آمادہ کر لیا۔ ایک وقت آگیا جو مسلمان شکل و  
 صورت میں بھی عیسائیت پر فریفتہ ہو گئے تا حال یہ سلسلہ جاری ہے۔

عوام بظاہر مسلمان کہلاتے ہیں مگر نماز ہے نہ روزہ ہے نہ دارِ طہی ہے نہ تلاوتِ  
 قرآن۔ عورتیں بے پردہ بازاروں میں خرید و فروخت کے لئے گھومتی ہیں۔ حلال اور حرام کی  
 تمیز ختم ہو چکی ہے۔ زنا اور چوری عام ہے۔ نہ شادی شریعتِ مصطفیٰ کے مطابق ہے نہ  
 غمی بلکہ مسلمان رسم و رواج کے دلدادہ ہو چکے ہیں۔ علماء کرام قابلِ بصد احترام طبقہ  
 ہے مگر انگریز نے انگریزی کالج کھول کر انھیں ترقی دی اور ذریعہ معاش بنایا دینی علوم کی  
 درسگاہیں مفلوج ہو کر رہ گئیں۔ علماء کرام عوام کے دروازوں پر بھیگ مانگنے پر مجبور ہو گئے



اس طرح انہوں نے علوم شریعت کو محفوظ کر لیا مگر عوام کی نگاہ میں اُن کا وقار ختم ہو کر رہ گیا۔ بڑے بڑے بزرگوں نے خانقاہیں قائم فرما کر منبع فیوضات بنا گئے مگر اُن کے بعد اُن کی اولاد نے صرف جانشینی کو ہی مقصود بنا لیا اور شریعت کو ہاتھ سے چھوڑ دیا۔ نہ خود عمل کیا اور نہ اپنے مریدین کو سختی سے شریعت کا پابند کیا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ مریدین نے بھی صرف دنیا کی عزت کے لئے پیری مریدی کو مفید سمجھنا شروع کر دیا۔ الا ماشاء اللہ تعالیٰ شاذ و نادر بزرگان موجود رہے جو شریعت کی اشاعت کو ہی اپنا مقصود و مطلوب سمجھتے رہے اس کے ساتھ ساتھ ایک ایسے بزرگ شخصیت کی ضرورت تھی جو شریعت و طریقت میں مرج البحرین ہو جس کے ایک اشارہ سے تقدیر بدل جائے۔ نظر فرمائیں تو مردہ دل کو زندہ کر دیں۔ وہی کالجارتہ قلوب کو رقیق بنا کر اُن میں عشق الہی کی آگ لگا دے مردہ دلوں کو ذکر اللہ کے نور سے زندہ کر دے۔ سخت سے سخت مخالف طریقت کی طرف دیکھے تو وہ قدموں میں گر کر غلامی اختیار کر لے۔

حضرت محبوب سبحانی قطب ربانی شہنشاہ بغداد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تصنیفات کا مطالعہ کریں آپ کو وعظ و نصیحت اور اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب حبیب رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی فرماں برداری اور حصول معرفت الہی اور ذکر اللہ کے بغیر اور کوئی بات نہ ملیگی شریعت تصوف اور تزکیہ نفس کی تلقین مشفقانہ ملے گی۔ لکھائے کہ اُن کی مجلس وعظ میں عشق الہی کا اتنا جوش و جذبہ پیدا ہوتا تھا کہ روزهانہ بیس بچپس آدمی جذب وستی میں فوت ہو جاتے تھے۔ بڑے بڑے بزرگوں کے حالات زندگی پڑھیں تو آپ کو اُن کی مجلس میں جذب وستی اور ذکر الہی کا جذبہ اور غلبہ نظر آئے گا۔ اسی توجہ باطنی اور جذبہ عشق الہی کی وجہ سے غیر مسلم مسلمان ہو جاتے تھے۔



نہ مدرسوں سے نہ کالج کے در سے پیدا  
دین ہوتا ہے بزرگوں کی نظر سے پیدا

قطب الاقطاب قبلہ عالم حضرت پیر محمد فضل علی قریشی عباسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی  
ایسے ہی صاحب نظر بزرگ گذرے ہیں جن کی صرف توجہ سے سخت سے سخت دل والے لوگ  
جذب و مستی کی نعمت سے سرفراز ہو جاتے تھے۔ عام آدمی پر توجہ فرمادیتے تو وہ بھی جذبہ  
عشق الہی اور ذکر اللہ کرتے کرتے تڑپنے لگتا تھا۔ جناب حضرت مولانا عبد الممالک صاحب  
خلیفہ مجاز احمد پوری اپنی تالیف تجلیات فضلیہ میں فرماتے ہیں کہ میں وہابیہ کے مدرسہ میں  
پڑھتا تھا۔ تصوف سے نفرت اور پیری مریدی کو بدعت تصور کرتا تھا، حضرت احمد پور شریف  
لائے جب ان کی زیارت ہوئی ایک عجیب کیفیت پیدا ہو گئی بس پھر کیا تھا بغیر بیعت ہونے کے  
اور کوئی چارہ نہ تھا۔ حضرت قریشی صاحب کامل مکمل صاحب سلوک بقا باللہ کے درجے  
پر فائز تھے۔ ہزاروں کی تعداد میں لوگ آپ کی تربیت میں سلوک تمام کر چکے ہیں۔ آپ کے  
مجاز خلفاء کرام بھی صاحب اثر صاحب سلوک صاحب کشف و کرامات تھے۔

آپ کے عقائد اہلسنت و جماعت کے عقائد کے مطابق تھے۔ حنفی مذہب، مجددی  
مسلک پر سختی سے کاربند تھے۔ آپ کے حالات میں ایسے واقعات ملتے ہیں جن سے معلوم  
ہوتا ہے کہ آپ ہمیشہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جاگتے میں زیارت کا شرف  
حاصل کیا کرتے تھے۔ نزول ارواح کا سلسلہ تو آپ کے غلاموں پر بھی ہمیشہ کھلا رہتا تھا۔  
وہابیہ کو سگ سفید کہتے تھے۔ لیکن آپ چونکہ مسند رشد و ہدایت پر فائز تھے اس لئے  
طریقہ تبلیغ حکیمانہ تھا۔ اخلاق کریمانہ تھیں اس لئے ہر فرقہ کے لوگ آپ کے فیض سے  
مستفیض ہو کر جاتے تھے شیعہ اور وہابی فرقوں کے لوگ کثرت سے حلقہ ارادت میں



داخل ہوئے۔ ان کی تربیت محبت کے انداز میں کر کے صحیح عقائد کی طرف راغب فرماتے تھے۔ اختلافی مسائل چلا کر انہیں مناظرانہ کش مکش میں مبتلا نہیں فرماتے تھے۔ بلکہ ہر ایک آئے والے کو ذکر اللہ کی تلقین، شریعت پر عمل کی تبلیغ اور توجہ الی الآخرت پیدا کرنے کی کوشش فرماتے تھے۔ بالآخر وہی شیعہ بچے سُنی اور وہابی عاشقِ رسول بن جاتے تھے۔ ویسے وہابیہ کی کفریہ عبارات اور اہلسنت کی بحث کا اتنا پرچار بھی نہ ہوا تھا۔ کیونکہ وہابی علماء بظاہر اہل سنت بن کر وعظ کرتے تھے اور عشقِ رسول کی تلقین کرتے تھے تاکہ عوام اُن کے مذہب کو آسانی سے قبول کریں۔ اسلئے اکثر بزرگانِ اہلسنت اُن کے ظاہری لبادہ پر اکتفا کرتے ہوئے اختلافی مسائل سے صرفِ نظر کرتے تھے۔ کیونکہ یہ بات تجربہ سے ثابت ہو گئی ہے کہ اختلافی مسائل پر عام مجلسوں میں عوام کے سامنے بحث کرنے سے ایک دوسرے پر بدگمانی پیدا تو ہوتی ہے یقیناً کامل پیدا نہیں ہوتا۔ سامعین کے دلوں میں کشمکش پیدا ہو جاتی ہے اور پھر وہ ہر دفرقہ کے علماء کے پاس تحقیقات مسائل کے لئے اور سکینِ خاطر کیلئے جانا شروع کر دیتے ہیں اور جب کوئی کسی کی صحبت میں پہنچتا ہے اُس کے دلائل سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ اس لئے حضور قبلہ عالم غریب (قریشی صاحب) رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے دعوتِ عام کا یہی طریقہ اپنایا ہوا تھا کہ ہر ایک میں صرف توجہ الی الآخرت پیدا ہو جائے اور پھر آہستہ آہستہ عشقِ رسول کا نور اُن کے دل میں پیدا ہو جائے۔ دوسرا یہ کہ وہابیہ کی تصانیف میں جو گستاخانہ عبارتیں ہیں یا عقائد اہلسنت کے خلاف مواد ہے اُن کا برسرِ عام پرچار بھی نہ ہوا تھا اور پھر یہ کہ کسی نے آپ سے اُن کی کفریہ عبارتیں پیش کر کے رائے لینے کی بھی زحمت نہیں کی۔ ورنہ وہ ضرور کفریہ عبارات کے محررین پر گمراہ و زندیق کا فتویٰ لگاتے۔ ایک اور وجہ بھی تھی جس کی وجہ سے کسی کو کافر نہ فرماتے تھے وہ ہے قومی مسلمان ہونا۔ کیونکہ سب فرقے اپنے آپ کو مسلمان کہلاتے ہیں یہ اور بات ہے کہ حقیقت



میں وہ کافر ہوں۔ مگر ہر شخص کا انفرادی طور پر قطعی کافر ہونا ثابت بھی نہیں ہو سکتا اس لئے ہر وہابی یا ہر دیوبندی کو کافر نہ سمجھتے تھے۔ جیسا کہ حکیم الامت حضرت مولانا مفتی احمد یار خاں صاحب نے بھی دو مرآت شرح مشکوٰۃ میں متعدد جگہ تحریر فرمایا ہے کہ اگرچہ یہ لوگ اپنی گستاخانہ عبارتوں کی رو سے کافر ہیں مگر قومی مسلمان ضرور رہیں گے۔ اس لئے سطحی نظر والا شخص ہر کلمہ گو کو کس طرح کافر کہہ سکتا ہے۔

سلسلہ تحریر طویل ہو رہا ہے مقصد دراصل یہ بیان کرنا ہے کہ حضور قبلہ عالم قطب الارشاد پیر قریشی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کامل عارف اور درجہ غوثیت پر متمکن تھے۔ ان کے عقائد حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مطابق تھے۔ جو لوگ موسیٰ زئی شریف درگاہ عالیہ نقشبندیہ سے متعارف ہیں وہ خوب جانتے ہیں کہ یہ دربار عالیہ اہل سنت و جماعت کا سرچشمہ ہے۔ اور قریشی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ان کے ہی تربیت یافتہ اور فیض یافتہ ہیں۔ لیکن ان کی بظاہر شریعت کی پابندی اور بیاطن فیض کی فراوانی سے متاثر ہو کر ہزاروں دیوبندی عام لوگوں کے ساتھ ساتھ خاص علماء بھی حلقہ ارادت میں منسلک ہو گئے۔ ان میں سے کچھ وہ ہیں جو مذہب اہل سنت کو اپنا چکے ہیں لیکن بظاہر علماء دیوبند سے برائے نام تعلق رکھتے ہیں۔ جیسا کہ مولانا عبدالغفور صاحب مدنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اجمعین اور بعض متوسلین نے اپنی کم فہمی کی بنا پر صرف مذہب دیوبند کو ہی حق بجانب سمجھ کر ان سے گہرا تعلق پیدا کر لیا ہے جو حضرت قریشی صاحب کو بھی دیوبندی ثابت کرنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں۔ یا تو شاید یہ وجہ ہے کہ کفریات و ہابیہ کفریات دیوبندیہ ان حضرات کے علم میں نہیں ہیں۔

ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ راقم الحروف دربار عالیہ مسکین پور شریف سالانہ عرس پر حاضر ہوا غالباً ۱۹۷۲ء کی بات ہے۔ صبح کی تقریب تھی۔ حضرت مولانا عبدالملک صاحب گھلو مہتمم



نے تقریر فرماتے ہوئے فرمایا کہ حضرت قبلہ عالم قریشی صاحب دیوبندی تھے اور دیوبندی مسلک کو پسند کرتے تھے اور بریلوی حضرات کی بدعات سے سخت اجتناب کرتے تھے، اسلئے سلام و قیام نہ کرتے تھے۔ بوقت اذان بوسۂ ایہام بوقت سماعت اسم خیر الانام نہ فرماتے تھے وغیرہ وغیرہ۔ ان کے بعد حضرت مولانا کلیم اللہ شاہ صاحب نے اپنی تقریر کے دوران فرمایا کہ حضرت پیر سریشی صاحب موجد تھے سنت کے پابند تھے بریلویوں کے رسم و راج سے پرہیز کرتے تھے وغیرہ وغیرہ، ان کے بعد حضرت مولانا بزرگوار سید عبداللہ شاہ صاحب بخاری کراچی والے اٹھے اور فرمایا جن دوستوں نے حضرت قریشی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ کو دیوبندی ہونے کی تہمت لگائی ہے میں انہیں واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ میں بیس سال حضرت مرشد قریشی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں رہا ہوں میں نے کبھی بھی ان کی زبان فیض ترجمان سے یہ لفظ نہیں سنا کہ وہ دیوبندی ہیں یا بریلویوں کی فلاں باتیں بدعات ہیں۔ بلکہ وہ فرمایا کرتے تھے کہ وہ حنفی اہلسنت مجددی نقشبندی مسلک رکھتے ہیں۔ (یوں فرماتے تھے کہ نہ بریلوی ہوں نہ دیوبندی) میں کسی کو کافر نہیں کہتا، اور کسی کی برائی کرنا پسند نہیں کرتا ہوں۔ ساری جماعت حیران و ششدر ہو گئی کہ قریشی صاحب کے مسلک کی ترجمانی اور پھر غلط بیانی۔

الحمد للہ اسکے سامنے ان کی ملفوظات شریف کی پہلی جلد موجود ہے جسے رقم الحروف نے حضرت قبلہ مولانا علاء الدین رفیق احمد شاہ صاحب نمبرۃ قبلہ عالم کے ذریعہ حاصل کر کے جناب قاسم بھائی مقیم کراچی کے تعاون سے چھپوایا ہے قاسم بھائی کا میں تہ دل سے شکر گزار ہوں جنہوں نے ملفوظات فضلیہ، ملفوظات غفاریہ اور مکتوبات غفاریہ اور کلام غفاریہ کے چھپوانے کا پروگرام بنا رکھا ہے۔ اور انشاء اللہ تعالیٰ امید ہے کہ یکے بعد دیگرے یہ تبلیغی



سلسلہ مکمل ہو کر رہے گا اور ان شاء اللہ تعالیٰ یہ سعادت بھی جناب حضرت قائم بھائی کے حصہ میں آئیگی  
 قائم بھائی نہایت مخلص بااخلاق اور سنجیدہ شخصیت ہیں ان کے رگوں ریشہ میں عشق شیخ اور عشق  
 رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سوطے جاری ہیں۔ ان کی باطنی نسبت حضرت مرشدی و مولائی قطب  
 الاقطاب جناب حضرت مولانا محمد خلیل صاحب صاحبزادہ غفاری سے منسلک ہے۔ حضور پر مٹھا  
 رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی مزار مبارک پر عالیشان روضہ ان کی ساعی جمیلہ سے وجود میں آیا ہے۔ اور  
 درگاہ شریف رحمت پور کے اکثر و بیشتر ترقیاتی امور میں بڑی دلچسپی رکھتے ہیں۔ عرس شریف پر حاضری  
 کے وقت دربار عالیہ کے مساکین فقر کی خفیہ مدد کرتے رہتے ہیں۔ چھوٹے چھوٹے بچوں پر نظر پڑ  
 جاتی ہے تو انہیں بلا کر کچھ نہ کچھ عطا فرمادیتے ہیں۔ خاموش طبع، دورانہش، اور بولنے سے پہلے  
 سوچنے کے قائل ہیں۔ میں نے انھیں حضور صاحبزادہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے قدموں میں لوٹتے  
 فریاد کرتے اور روتے ہوئے کئی بار شاہدہ کیا ہے۔ اُس وقت نہ صرف ان کی طبیعت پر کیف  
 و مستی کی حالت طاری ہوتی تھی۔ بلکہ حضرت مرشدی صاحبزادہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر بھی  
 عجیب سی کیفیت طاری ہوتی تھی۔ پیر و مرید دونوں اشکبار آنکھوں سے ایک دوسرے کیلئے تسکین کا  
 باعث بن جاتے تھے۔ قائم بھائی و فور جذبات سے مغلوب ہو کر عرض کرتے تھے کہ بس اب تو  
 کرا دو زیارت سرکارِ مدینہ کی، اب دیر کیوں ہے میں اب اتنا بڑا داشت نہیں کر سکتا۔ آخر تھوڑے  
 عرصہ کے بعد یہ اضطراب اطمینان میں بدل گیا، آہ وزاری سکون میں تبدیل ہو گئی۔ میرے ایک  
 محترم دوست اور قائم بھائی کے قریبی ہم قوم جناب مولانا عبدالمجید صاحب نے مجھے خفیہ انداز میں  
 بتایا کہ قائم بھائی کی یہ آرزو پوری ہو گئی ہے اور وہ سرکارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت سے  
 مشرف ہو چکے ہیں، راقم الحروف، اپنے آقا و مولا مرشد محبوب صاحبزادہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو  
 کچھ لکھتے ہوئے دیکھتا تھا، اور کاغذ کے ٹکڑے جمع کرتے جاتے تھے۔ حضرت کے وصال کے بعد



جب کتب خانہ میں حاضری ہوئی تو ان کے تحریر کردہ کانغذ دیکھے ہر کانغذ پر جناب قائم بھائی کو خطاب سلام دعا اور محبت کے الفاظ درج تھے محب اگر بیتاب تھا تو محبوب بھی مضطرب تھا۔ سبحان اللہ کیا عجب قسمت ہے قائم بھائی صاحب مدظلہ العالی کی، اکثر مرید اپنے مرشد کے محب ہوتے ہیں مگر یہ مرید اپنے مرشد کے محبوب ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آپ دینی معاملات میں اور مرشد کے منسوب سب مہمات کے حل کرنے میں کوشاں رہے ہیں۔ اور یہ ملفوظات فضلیہ ان کی مساعی جمیلہ سے منصہ شہود پر جلوہ افروز ہوئے ہیں جن کے مطالعہ سے قاری کی دل متوجہ الی اللہ ہو جاتی ہے ترک ماسوا اللہ حاصل ہو جاتا ہے اور لطائف میں ذکر کی لذت پیدا ہو جاتی ہے۔ پڑھیں اور دوست و احباب کو بھی پڑھنے کی ترغیب دیں۔

بقیہ: صفحہ نمبر ۲۶ سے آگے کا، ملاحظہ ہو

رہیں، لاڑکانہ قیام کے دوران اپنے والد گرامی کی موجودگی میں وصال فرما گئیں، جن کے مزار شریف پر حضرت پیر مٹھارحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے قبہ تعمیر کرا دیا تھا جو آج بھی وہ قبہ شریف زیارت گاہ ہے۔



حمد بحمد مرخداے پاک را  
آنکہ ایماں داد مرثت خاک را

## خاندانی حالات



حضرت غریب نواز خواجہ فضل علی شاہ قریشی قدس سرہ کے آباد اجداد عباسی  
یلغار کے ساتھ عرب سے سندھ میں اور وہاں سے میالوالی کے ضلع میں آکر آباد ہو گئے تھے،  
داؤد پوترے ہونے کی وجہ سے اس بستی کا نام داؤد خیل مشہور ہو گیا۔ آپ کے کچھ اعزہ و  
اقارب کالا باغ میں بھی سکونت پذیر تھے۔ ہاشمی عباسی ہونے کی وجہ سے آپ کا خاندان  
عوام میں قریشی کے نام سے مشہور تھا، آپ کا خط (تحریر) مبارک نہایت خوش خط تھا اور  
عمل کتابت کی وجہ سے منشی صاحب، کہلاتے تھے۔ [تجلیات ص ۱۵]

**ولادت و سلسلہ نسب** | آپ کی ولادت باسعادت داؤد خیل میں ۱۲۷۰ھ  
میں ہوئی۔ آپ کا اسم شریف فضل علی شاہ اور والد

ماجد کا اسم گرامی مراد شاہ تھا۔ ہاشمی قریشی ہونے کی وجہ سے لوگ آپ کو قریشی صاحب یا پیر  
قریشی کہا کرتے تھے ۳۔ آپ کا سلسلہ نسب اس طرح پر ہے۔ حضرت محمد فضل علی شاہ  
بن مراد علی شاہ بن موح علی شاہ بن برخوردار شاہ بن سعید الدین شاہ بن محمد شاہ، بن

۱۔ حیاتِ فضلیہ ۲۔ تجلیات ۳۔ حیاتِ فضلیہ



داؤد شاہ بن جمال شاہ بن قطب الدین شاہ، بن ایوب شاہ، بن پیر عبدالرحمن شاہ مکی، بن علی نور شاہ، بن عبدالغفور شاہ بن عبدالرحیم شاہ، بن عبدالعزیز شاہ، بن یوسف شاہ، بن احمد شاہ، بن محمد شاہ، بن ابو حسین شاہ، بن نور حسین شاہ، بن سفیان شاہ، بن طاہر شاہ، بن عبدالشکور شاہ بن عبدالفتح شاہ، بن خواجہ علی بن حضرت عبداللہ بن حضرت عباس بن عبدالمطلب، بن ہاشم، بن عبدمناف الی آخر۔

□ از شاہ کلیم اللہ صاحب □

**تعلیم تربیت** حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ابتدائی زمانہ کالاباغ میں گذرا اور اسی علاقہ میں اردو، فارسی، اور عربی کی تعلیم حاصل کی فارسی

زبان پر اچھی دسترس تھی، کبھی کبھی فارسی زبان میں دو ایک شعر بھی فرمایا کرتے تھے مگر عربی کو تعلیم بظاہر شرح وقایہ اور شرح جامی تک تھی۔ □ حیات فضلیہ □

حضرت مولانا عبدالمالک صاحب احمد پوری مدظلہ العالی ”تجلیات“ میں تحریر فرماتے ہیں کہ، حضرت شیخ کا علمی پایہ اور حصول علم کے سلسلے میں مجھ سے ایک مجمع عام کے اندر بارہا اس کا اظہار فرمایا کہ میں نے حضرت مولانا قمر الدین صاحب وغیرہ سے درسی کتب پڑھے اور دہرہ حدیث مبارک مولانا احمد علی صاحب سہارنپوری سے حاصل کیا۔

تحصیل سلوک ابتداء میں حضرت علیہ الرحمہ کے دل میں خیال آیا کہ ایک طوطا پا لوں اور اس کو اچھی اچھی باتیں پڑھاؤں لیکن غیب سے القا ہوا کہ طوطے کو پڑھانے سے اتنا فائدہ نہیں ہوگا جتنا کہ مخلوق خدا کو پڑھانے سے اور قلب جو کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے طوطا ہے اس کو بھوں نہ ذکر خدا کی طرف لگایا جائے۔ □ ایضاً □ چنانچہ آپ کے دل میں پیر کامل کی جستجو پیدا ہوئی اور عالم شباب ہی میں آپ کی آمد رفت حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی قدس کی خدمت میں شروع ہو گئی تھی مگر چونکہ خواجہ صاحب آخری عمر میں بہت کم بیعت فرماتے تھے،



اور جو اس نیت سے آتا اس کو حضرت سید لعل شاہ صاحب قدس سرہ خلیفہ اول یا صاحبزادہ صاحب حضرت خواجہ سراج الدین صاحب قدس سرہ کی خدمت میں بھیج دیا کرتے تھے اس لئے آپ کی اول بیعت حضرت سید لعل شاہ دندانی سکسری قدس سرہ سے ہوئی۔ آپ کا سلوک تمام تھا دائرہ الاتعین تک نہیں پہنچے تھے کہ حضرت سید لعل شاہ علیہ الرحمہ کا سایہ عاطفت سر سے اٹھ گیا۔ حضرت سید صاحب رحمۃ اللہ نے وفات سے قبل آپ کو یاد بھی فرمایا غالباً خلافت عطا فرمانا چاہتے تھے مگر آپ شریف نہ رکھتے تھے جب آپ سید صاحب کی وفات کے بعد دندہ پہنچے تو آپ پر شیخ کی جدائی اور اپنی ناکامی کا شدید رنج تھا۔ انہی ایام میں جب حضرت خواجہ سراج الدین علیہ الرحمہ حضرت سید لعل شاہ رحمۃ اللہ کی تعزیت کے لئے دندانی تشریف لائے تو آپ کی پیتابی اور گریہ وزاری کو دیکھ کر آپ پر رحم آیا، نہایت شفقت و مہربانی کا اظہار فرمایا، اور موسیٰ زئی شریف حاضر ہونے کا حکم دیا۔ جب آپ موسیٰ زئی شریف پہنچ کر حضرت خواجہ سراج الدین علیہ الرحمہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضرت نے آپ کو از سر نو ذکر کی تلقین کی اور غلامی میں داخل کر کے تمام سلوک دائرہ الاتعین تک طے کرایا۔

**اجازت خلافت** جب حضرت خواجہ سراج الدین قدس سرہ دہلی شریف بغرض علاج تشریف لے گئے تو آپ کو خط بھیج کر دہلی بلایا

ۛ حیاتِ فضلیہ ۛ۔ دہلی میں محلہ چلی قبر کے قریب جہاں حضرت مرزا مظہر جانجاناں رحمۃ اللہ علیہ و حضرت شاہ غلام علی اور حضرت شاہ ابوسعید قدس اللہ اسرارہم کے مزارات پر انوار ہیں اور ان دنوں حضرت شاہ ابوالخیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وہاں کے سجادہ نشین تھے وہیں حضرت سراج الدین علیہ الرحمہ کا قیام تھا۔ حضرت خواجہ سراج الدین علیہ الرحمہ نے اس متبرک مقام پر آپ خلافت



سے سرفراز فرمایا۔ ابتدا میں خلافت پچاس آدمیوں تک محدود تھی جب یہ تعداد پورے ہو گئی تو اجازت مطلق عنایت فرمائی۔ دہلی کے مبارک سفر سے واپس آکر آپ اپنے مقام فقیر پور شریف تشریف لے آئے اور سلسلہ بیعت شروع کر دیا مخلوق خدا بکثرت سلسلہ میں داخل ہونے لگی آپ کے مریدوں کو بے حد جوش و جذبہ ہونے لگا۔ جس کی وجہ سے عوام میں بدظنی کے طور پر تذکرے ہونے لگے کہ حضرت جو بیچ کھٹکاتے ہیں وہ جادو ہے لیکن آپ کے سلسلہ کی رُز برز ترقی کا یہ اثر ہوا کہ جو لوگ بدظنی کرتے تھے وہ رفتہ رفتہ آپ کی بیعت میں آ گئے اور تمام ماحول ذکر حق سے منور ہو گیا۔

**ہجرت کا ارادہ** | حضرت سید لعل شاہ دندانی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت کے بعد معمولاتِ مشائخ پر پابندی کرنے سے محبت الہی نے جوش مارا اور رفتہ رفتہ دل میں ہجرتِ حرمین شریفین کا داعیہ پیدا ہوا، چنانچہ جب ۵۵۵ھ فصلی تقریباً ۱۸۹۶ء میں میانوالی اور اس کے گرد و نواح میں سخت قسم کا قحط پڑا اور اکثر بارش نہ ہونے کی وجہ سے ایسا ہو ہی جایا کرتا تھا تو اس مرتبہ حضرت نے مع اہل و عیال ہجرت کا ارادہ فرمایا اور اسی خیال سے چند بھائیوں کے ساتھ مل کر مکان اور زمین کا حصہ فروخت کر کے دیروایتی مستاجر پریر کے سفر حجاز کی تیاری فرمائی۔ چونکہ اس علاقہ میں اس وقت تک ریل نہیں آئی تھی اس لیے کراچی تک سفر طے کرنے کے لئے ایک بڑی کشتی خریدی گئی جس میں سامانِ سفر اور اہل و عیالِ خاندان کو لیکر دریائے سندھ کے راستے سے روانہ ہو گئے۔ ارادہ تھا کہ سکھر تک اس کشتی میں سفر کریں گے اور کشتی فروخت کر کے وہاں سے کراچی پہنچیں گے پھر جس طریقے سے ممکن ہو گا حجاز مقدس روانہ جائیں گے۔ آپ کے اہل و عیال کے علاوہ آپ کے خاندان کے سات افراد مع متعلقین آپ کے ہم سفر تھے۔ اُن کے اسماء گرامی یہ ہیں (۱) فتح علی شاہ، (۲) غوث علی شاہ، (۳) نور علی شاہ۔



(۴) فیض علی شاہ۔ (۵) موسیٰ علی شاہ۔ (۶) علی محمد شاہ۔ (۷) فقیر شاہ۔

اس زمانے میں دریائے سندھ شہر جتوئی ضلع مظفر گڑھ کے قریب سے بہتا تھا۔ جب کشتی جتوئی کے قریب پہنچی تو کرنی کا موسم ہونے کی وجہ سے سب نے حسب معمول رات گزارنے کے لئے دریا کے کنارے قیام فرمایا، اسی شب کو کشتی چور لے گئے دوسرے روز جمعہ تھا دریا فٹ کرنے پر معلوم ہوا کہ یہاں سے شہر جتوئی قریب ہے آپ نماز جمعہ ادا کرنے کے لئے جتوئی تشریف لے گئے، وہاں مولوی غوث بخش صاحب خطیب جامع مسجد سے ملاقات ہوئی جو کہ حضرت کے پرانے دوست اور ہم سبق تھے، حضرت کے سفر کے مفصل حالات معلوم کرنے کے بعد مولوی غوث بخش صاحب خطیب جامع مسجد نے مشورہ دیا کہ موسم سخت گرم ہے اور دریا میں پورا جوش ہے آپ کے ہمراہ خواتین اور بچے بھی ہیں اس لئے مناسب ہے کہ کچھ روز یہاں قیام فرمائیں آپ کو یہ مشورہ پسند آیا، مولوی صاحب موصوف نے ان حضرات کے رہنے کے لئے اپنے مکانات دیئے جو کہ دریا کے قریب بیٹ میں جھلار مولوی غوث بخش کے نام سے موسوم تھے۔ چنانچہ سب حضرات وہاں قیام پذیر ہو گئے، کچھ آدمی کشتی کی تلاش میں روانہ ہو گئے تھے وہ تلاش کرتے ہوئے سکھر پہنچے سکھر پہنچ کر کشتی ملی اس کو وہیں فروخت کر دیا۔

حضرت مولانا عبدالمالک صاحب صدیقی مدظلہ العالی تجلیات صلا میں فرماتے ہیں کہ سکھر میں کشتی تو نہ ملی کشتی کے چور ملے بڑی مشکل سے ان سے کچھ رقم ملے چنانچہ عربستان جانے کا جو کچھ تھا وہ ختم ہو گیا اور اب یہیں کے قیام کا ارادہ مستقل ہو گیا۔

ادھر علاقہ میں شہرت ہو گئی کہ کچھ مسافر گھرانے جو جنگل میں جھلار پر مقیم ہیں بڑے دینار نیک لوگ ہیں قرب جوار کے لوگ ان کو دیکھنے کے لئے آتے تھے دیندار لوگوں نے درخواست کی کہ ہماری بستیوں میں چلیں وہاں ہیں دین سکھائیں حضرت صاحب نے اپنے سب ہمراہوں



سے مشورہ کیا کہ اب سفر نہ آگے ہو سکتا ہے اور نہ پیچھے جاسکتے ہیں مناسب ہے کہ ان لوگوں کی خواہش کے مطابق ایک ایک گھرانہ ایک ایک لستی میں جا کر دین کی خدمت کرے سب نے اس کو منظور کر لیا حضرت صاحب کو جلال خاں جو کہ لستی مدانی کا بڑا آدمی تھا اپنے ہمراہ لے گیا، آپ کا حقیقی بھائی فقیر شاہ بھی آپ کے ہمراہ تھا۔ تیسرا کنہہ نور علی شاہ کا لستی منشی والا میں مقیم ہو گیا اور تین کنہے، یعنی غوث علی شاہ و موسیٰ علی شاہ و علی محمد شاہ واپس داؤد خیل چلے گئے۔ ان مقامات میں آباد گھرانوں نے کاشتکاری کا طریقہ اختیار کیا۔

**مستقل قیام گاہ** | اس عرصہ میں معلوم ہوا کہ سرکار یعنی حکومت اس شرط پر جنگل دے رہی ہے کہ جب آباد ہو جائے گا تو آدھا تمھارا ہو گا اور

آدھا سرکار کا۔ بھائیوں سے مل کر مشورہ کیا کہ کیوں نہ یہ اراضی حاصل کرنی جائے مزدوری کرنے پر ہمیشہ پریشانی رہے گی بہتر یہ ہے کہ جنگل ہم بھی لے لیں اور اسکو آباد کریں چنانچہ مشورہ کر کے جنگل لیا اور اس کو آباد کرنا شروع کر دیا جب آباد ہوا تو حکومت سے مالکانہ طور پر وہ اُن کو مل گیا حضرت شیخ قدس سرہ نے وہاں ایک مسجد تیار کی اور کچھ جھونپڑیاں چھپر ڈال کر تیار کیں اس مقام کا نام فقیر پور شریف تجویز کیا گیا یہ مقام تھوٹی ضلع مظفر گڑھ سے تین میل دور کوٹلہ جم علی شاہ کے متصل واقع ہے اور وہاں سے اپنے مرشد (سید عل شاہ صاحب قدس سرہ اور سید صاحب کے وصال کے بعد اپنے مرشد ثانی حضرت خواجہ سراج الدین قدس سرہ) کی خدمت میں برابر حاضری دیتے رہے، لیکن اس جگہ بھی راستے کی دقتیں ختم نہ ہوئیں۔ نو وارد مہمانوں کو جھاڑو جھنڈ میں سے گذر کر قیام گاہ تک جانا پڑتا تھا اس لئے عوام کی سہولت کی پیش نظر آپ نے وہ جگہ بھی چھوڑ دی اور

دریائے چناب کے قریب دریائے سندھ کی پرانی گذر گاہ کی زمین پر پیر اور ڈھنڈوں (دریا کی چھوڑی ہوئی نشیبی زمین) کے درمیان سکونت پذیر ہو گئے۔ قرض لے کر بڑے جنگل کی زمین خریدی



اور اس کو صاف کر کے اس میں کاشتکاری شروع کر دی، اس مقام مبارک کا نام مسکین پور  
تجویز فرمایا، یہ مقام مبارک شہر سلطان تحصیل علی پور ضلع مظفر گڑھ سے تقریباً چار میل کے فاصلے پر ہے  
خلاصہ یہ ہے کہ علاقہ جتوئی میں سب سے پہلے آپ کا قیام جھلار مولوی غوث بخش پرہو اس کے بعد  
بستی مدانی میں پھر فقر پور میں جو کہ موضع کوٹلہ جم علی شاہ کے متصل ہے پھر مسکین پور شریف میں آخر عمر تک  
قیام رہا وہیں مدفون ہیں اور آپ کا خاندان وہیں آباد ہے۔

**خانقاہ یعنی مدرسہ سلوک** | بظاہر تو یہ کاشتکاری یا زمینداری کی صورت تھی لیکن حقیقت  
میں تزکیہ نفس کا واحد ذریعہ اور تعلیم سلوک کا مدرسہ تھا جس  
میں سائیکن کو مسکنت اور علوم ہمتی سکھائی جاتی اور ریاضت و نفس کشی کی تعلیم دی جاتی۔ آپ کی  
خانقاہ، یا مدرسہ سلوک کو دیکھ کر اصحاب صفہ رضی اللہ عنہم کی یاد تازہ ہوتی تھی۔

**شادی خاتہ آبادی** | حضرت خواجہ فضل عباسی علیہ الرحمہ نے تین نکاح کئے۔  
**حرم اول:** پہلا نکاح کالاباغ میں مسحاۃ سلطان <sup>بنی</sup>  
سے ہوا جو رشتہ میں آپ کی چچا زاد بہن تھی، ان سے تین لڑکے اور آٹھ لڑکیاں پیدا ہوئیں۔

**حرم دوم:** حرم اول کے انتقال کے چند دن بعد لڑکیوں کی تربیت اور مہانوں  
کی خدمت گزاری کے لئے حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے شہر جتوئی کے قریب بستی مدانی میں آباد  
اپنے ہم سفر کنبہ کے قریشیوں ہی میں دوسرا عقد کر لیا، ان مائیں صاحبہ کا اسم مبارک ملک بانوبی بی؟  
جو رشتہ میں آپ کے چچا زاد بھائی کی لڑکی ہیں۔ ان کے لطن سے پانچ لڑکے اور تین لڑکیاں پیدا ہوئیں  
**حرم سوم:** یہ حرم محترم مرشد ناظم الاشرار خواجہ محمد عبدالغفار صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ

کی صاحبزادی تھیں، جن کا نام آسیہ بی بی تھا۔ ان سے حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کوئی  
اولاد نہیں ہوئی۔ حضرت قبلہ عالم کے وصال کے بعد یہ بی بی صاحبہ اپنے والد گرامی کے ہاں قیام پزیر



مُحَمَّدٌ وَنُصَلِّیْ ————— بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ————— اَلرُّسُوْلُہُ الْکَرِیْمُ

## پیش لفظ

حضرت قبلہ عالم بعد عرس شریف موسم گرما میں حسب التماس عام و خاص استخارہ کرا کے سفر کا قصد فرمایا۔ علاقہ ڈیرہ غازی خان و جام پور کو سرفراز فرما کر حاجی پور شریف افرات ہوئے۔ اور بندہ کو اور لعل محمد مولودی کو بذریعہ مکتوب شریف میعاد مجوزہ پر بلوا بھیجا۔ کیونکہ بندہ بسبب شدت گرمی کے تکاسلی (سستی) کر کے متخلف (پچھے) رہ گیا تھا۔ ”مضمون مکتوب شریف مطابق اصل ہے۔“

بخدمت جناب مولوی صاحب! (یعنی محمد عبدالغفار صاحب)  
السلام علیکم

از طرف سکیں لاشی محمد فضل علی

اگر آپ بمعہ لعل خاں حاجی پور میں آجاؤ تو بہتر ہے۔ تین مہرے والا بیت پور سلطان پور  
گمیں آرائیں مہرے والا۔ پتی جمعہ آرائیں۔ حاجی پور۔ یہ راستہ ہے۔  
(مکتوب شریف ملنے کے بعد پیر مٹھا رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ)  
بندہ یہاں سے بصرایت (ہمراہی) نامبروہ و غلام حسین بلوچ و عبدالرحمن کلہاؤ  
عبدالرحیم کلہا حاجی پور میں پہنچا۔ لیکن حضرت قبلہ عالم (قریشی صاحب) بکھر پور میں جو کہ بقا صلہ  
چار میل حاجی پور سے دور ہے۔ جناب جندو ڈاشاہ صاحب کے پاس رونق آرا ہوئے تھے اور  
مخدوم جندو ڈاشاہ صاحب بڑا رئیس اور معزز آدمی ہے۔ اور حضرت غوث الاعظم (قریشی صاحب)



کا نہایت درجہ معتقد اور مخلص ہے۔ بندے نے اپنے رفیقوں سے سنا ہے کہ مخدوم صاحب حضرت سید الاولیاء (قریشی صاحب) کی نعتیں سن کر اشک ریزی کرتے تھے اور کہتے تھے کہ روئے زمین پر اولیاء کا چہرہ آج میں نے دیکھا ہے۔ پھر تمام اپنے شہر والوں کو بیعت کر دیا ہے ایسا ہی سنا گیا ہے کہ ایک شخص (باشندہ اس شہر کا) حضرت محبوب الہی (قریشی صاحب) حضرت قبلہ عالم کے حلقے میں کلمات استہزار اور استخفاف کے بکنے لگا تو مخدوم صاحب سنتے ہی سخت اشتعال میں آگئے اُسے فرمایا کہ بس ابھی میرے شہر سے نکل جا! اور کہا ارے! بے ادب تو میرے مرشد میرے اقلے نامدار کو سب کرتا ہے؟ خدا تیرا ستیا ناس کرے پھر تو اس نے بڑی منت سماجت سے اپنی تقصیر (غلطی) معاف کرائی۔

آخر دوسرے دن حضرت قبلہ عالم حاجی پور تشریف لے آئے۔ سب پہلے حضرت نے مولوی عبدالغفور کے ہاں قدم رنجہ فرمایا۔





## بابِ اوّل مَجْلِسِ اوّل

مولوی عبد الغفور نے ایک نابینا حافظ کے لئے عرض کیا، حضرت! دعا فرمائیے یہ حافظ داڑھی منڈاتا ہے۔ پھر تو حضرت غوثِ اعظم (قریشی رحمۃ اللہ علیہ) نے داڑھی کے متعلق وعظ فرمایا (اور فرمایا) کہ حضرت رسول کریم علیہ افضل الصلوٰۃ کی ایک سنت کا تارک اور منکر گویا تمام سنتوں کا تارک اور منکر متصور کیا جائیگا، جیسا کہ کلام اللہ شریف کی ایک آیت کا منکر سارے قرآن کا منکر سمجھا جاتا ہے۔ لہذا اس عقیدہ کے متعلق نصِ قطعی تنزیل میں اللہ ہو چکی ہے، ارشاد ہے: آمَنَ الرَّسُولُ بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْهِ مِنْ رَبِّهِ وَالْمُؤْمِنُونَ كُلٌّ آمَنَ بِاللَّهِ وَمَلَأَتْهُ وَكُتِبَ لَهُ وَرُسُلِهِ ۚ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهِ ۚ

بعدہ میاں غلام سرور پٹواری سا نہوی قدم بوس ہوا اور مرخص ہوا (رخصت چاسی) تو آپؐ نے فرمایا یہاں کے لوگ فرطِ محبت سے رخصت نہیں دیتے لیکن پانی کی یہاں بڑی عسرت (تنگی) ہے ہمارے لئے بھی چار کوس دور سے لے آتے ہیں جو میٹھا ہے۔ اس لئے اب میرا ارادہ یہاں سے جانے کا ہے۔



ایک شخص جو بکھر کے علاقہ کا تھا اُس نے محی ذکر کے متعلق شکایت عرض کی تو آپ نے زبان حق ترجمان سے ارشاد فرمایا، لوگ دنیاوی معاملات میں لاہور تک مقدمہ کو نہیں چھوڑتے مگر دین کے واسطے بکھر پور سے فقیر پور تک بھی نہیں آسکتے۔ ایک شخص اُسی علاقہ کا باشندہ شرف بیعت سے سرفراز ہوا۔

مولوی عمرو ڈا صاحب نے قدم بوسی کے بعد عرض کیا کہ حضرت! بہنگام (بوقت) آپ کی تشریف آوری کے میرے اہل خانہ دروازہ پر منتظر تھے کہ آج ہمارے کلمہ اخراں میں مسرت افزائی فرمائیں گے لیکن جب آپ نے دروازہ سرائے سے گذر کر آگے قدم بڑھایا تو ان کے آنسو جاری ہو گئے۔ آنکھوں سے آنسو کی بارانی ہونے لگی۔ خود بیساختہ رونے لگی اور سب اہل خانہ کو رولایا۔ تو محبوب رب العالمین (قریشی صاحب) نے فرمایا ”فراق میں شوق بڑھتا ہے“ پھر مولوی صاحب نے بہت اصرار کیا اور عرض کیا، کہ یا حضرت میری دعوت کو تقدیم (اولیت) ہونی چاہیے تو حضرت غوث اعظم نے فرمایا اب تو مولوی عبدالغفور کی دعوت ہے (لیکھنؤ) مولویوں کی دعوت کو ہم کسی طرح نہیں چھوڑ سکتے کیوں کہ زیبا یہ ہے کہ یہ مولوی لوگ دعوت دینے کی عادت سیکھیں (کیونکہ) کھاتے کے تو عادی ہیں کچھ کھلانے کی بھی عادی نہیں حاکم مجلس اس بات پر خوب ہنسے۔

آپ نے فرمایا ایک دفعہ ایک پٹھان قرآن شریف خریدنے لگا تو دکاندار نے قیمت میں افزونی (زیادتی) کر دی۔ تو پٹھان نے کہا ارے میاں! کیا تمہیں پتہ نہیں کہ میں پٹھان ہوں؟ ارے تم شکر نہیں کرتے کہ ہم پٹھان ہو کر بھی قرآن پڑھنے کے واسطے مول (خرید کر) لیتا ہے۔ ورنہ ہم خان پٹھان لوگوں کا قرآن سے کیا کام۔ پھر فرمایا اب تو وہابی مولوی میرے رفیق بہت ہیں (لیکن) الحمد للہ بڑے مؤدب ہیں (ان کے دل ذکر

**حکایت**

اب تو وہابی مولوی میرے رفیق بہت ہیں (لیکن) الحمد للہ بڑے مؤدب ہیں (ان کے دل ذکر



سے پُریں۔ ادب بایں کہ فقیر پور میں میدان سمرائے لنگر خانہ کے اندر جوتا اتار کر پاؤں ننگے (ہو کر) چلتے پھرتے ہیں۔ اور مولوی نذیر احمد (احمد پور شرقیہ والے) ایک دن عین حالتِ جذبہ میں مولوی بشیر احمد کو کہہ رہے تھے ارے بھائی ادھر آ۔ آج ننگ تو دو ہا بیت کا مزہ چکھتے رہے، اب تو کچھ یہ چاشنی بھی چکھیں۔

آپ نے فرمایا، اس عاجز نے ایک رفیق مولوی سے مسئلہ پوچھا کہ اذان اور اقامت میں کتنا فرق ہے؟ جواب دیا کہ مجھ کو معلوم نہیں آپ بیان فرمادیجئے بندہ نے ہما مجھے تو اس طرح معلوم ہے کہ اقامت کو بہ نسبت اذان کے تھوڑا آہستہ کر کے ادا کرنا چاہئے۔ اس مولوی صاحب نے سن کر مسئلہ تسلیم کیا۔

پھر فرمایا

**حکایت** ایک ولی اللہ تھے جو جفت راس گاواں (دو بیلوں) کو بوقتِ کلبہ رانی (ہل چلانے) مارتے نہ تھے اور گالیاں بھی ہرگز نہ دیتے تھے اور کہتے تھے ارے چلو۔ چلو۔ تو ہی اس سے تھوڑا تیز چلو! بس وہ دونوں بیل تھوڑا سا چل کر ٹھہر جاتے تھے۔ اس طرح بیلوں کو چونکہ مار کوٹ کا ڈرنہ تھا بالکل کم چلتے تھے اسی وجہ سے زمین بھی تھوڑی کاشت کرتا تھا (وہ بزرگ) گھاس اور بھوسہ دونوں کو ترازو میں تول کر ڈالتا تھا بلحاظ اسکے کہ زور آور افزوں اپنے حصے سے کھانہ لے۔ عجیب بات یہ ہے کہ اس کا غلہ دوسرے گرینڈاروں سے زیادہ ہوا کرتا تھا۔ یہ سراسر عدل کی برکت تھی، اس لئے یہ عاجز اپنے رفیقوں (مریدوں) کو عدل (انصاف) کے بارے میں بہت تاکید کرتا ہے۔ اسی اثنا میں ایک شخص بیعت مشرف ہوا اور آپ نے فرمایا۔

**حکایت** کہ مولوی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد الطالبین میں لکھتے ہیں کہ نقشبندیوں



کے ماسوا (دوسرے سلاسل والے) سلوک نا تمام کر کے مرجائیں تو محروم رہ جاتے ہیں لیکن نقشبندی محروم نہیں سکتے اس لئے کہ قلب تو انہیں ابتدا میں حاصل ہو جاتا ہے (لیکن) قلب دوسرے سلسلوں میں نہایت (آخر) میں ہے۔ اور اس سلسلے میں یدایت (ابتدا) میں ہے۔ اور ہمارے مجدد منور الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”وَضَعُ النَّهَائِيَّةُ فِي الْبَدَايَةِ“

پھر فرمایا کہ جاہلوں کو تو کامل اور ناقص پیر کا امتیاز ہی نہیں رہا۔ ایک سندھی جاہل (آدمی) کہتا ہے کہ میرا پیر ایسا کامل ولی اللہ تھا کہ شطرنج کی بازی کسی کو نہ جیتنے دیتا تھا۔ اسی اثناء میں کسی نے رفع شب کوری کے لئے تعویذ (متعلق) عرض کیا۔ مولوی عبدالغفور نے فرمایا گھی اور مسک (مکھن) اور دودھ استعمال کرنے سے یہ بیماری فوراً رفع ہو جاتی ہے۔ پھر تو حضرت غوث اعظم کلمات عدیل اور آجیات نصیحت بدلائل و بینات آغاز فرماتے ہوئے فرمایا کہ قیامت کے دن ایک شخص ایک عالم کو پکڑے گا اور کہے گا ادھر آتیرے اوپر میرا دعویٰ ہے۔ وہ کہے گا کہ کس طرح؟ وہ بولے گا جب میں تیرے سامنے گناہ کیا کرتا تھا تو تم نے مجھے منع کیوں نہ کیا تھا اس لئے کہ میں بے علم اور بے خبر تھا اور تو عالم اور باخبر تھا۔

آپ نے (مزید) فرمایا کہ مریاں اور چھلے اتارنے سے لوگ انکار کرتے ہیں۔ بلکہ جاہل تو یوں کہتے ہیں کہ زیورات اصل میں تو مردوں کے لئے ہیں۔ لیکن یہ نہیں جانتے کہ خود عورتیں مردوں کے لئے ہیں۔ اُن کے زیورات بھی مردوں کے ہوئے، کیونکہ زمین میں جو کھیتی مٹر ہو کر پکتی ہے یہ سب زارع (کاشتکار) کے لیے ہوتی ہے۔ وہ بچاری عورتیں دیکھ لو کان اور ناک میں سنورن (سوئی) سے سُراخ کرتی ہیں یہ سب دکھ اور پاپ بارادہ استرضامرد کے کرتی ہیں یعنی مرد کی رضا حاصل کرنے کیلئے کرتی ہیں۔) دراصل زیورات کاکانوں میں پہننا اور ناک میں لٹکانا یہ سب مرد کی خوشنودی کے سبب ہوتا ہے، اب جہاں لوگ کیوں



کہتے ہیں کہ زیور مرد کیلئے ہیں اور مرکیاں اور چھلے اور کنگن تختیاں اتارنے سے بے وجہ  
 ازکار کرتے ہیں یہ نہیں سمجھتے کہ عورتوں کا زیورات پہننا بھی ہمارے لئے ہے۔ ہاں اگر  
 انھیں عورتوں کا لباس پہننا ہی ہے تو پھر گھگھرا، اور بوچھن (دوپٹہ) سرخ، زرد، اُن  
 ہی کے طرز پر ان کے ملبوسات زیب تن فرمائیں۔ تاکہ پوری طرح تشبیہ اور تطابق ہو جائے  
 اس کے بعد مولوی عبدالغفور صاحب نے عرض کیا کہ حضرت! میرے سامنے، اس علاقہ  
 کا رہنے والا ایک مولوی بخد مت مولوی اشرف علی صاحب تھانوی آپ کی بڑی شہد مد  
 سے شکایت کی۔ تو مولوی صاحب نے سُن کر کہا کہ ان دعووں پر جو وہ کرتے ہیں انا الحق  
 اور انا محمد۔ کیا لوگوں کو مجبور کرتے ہیں کہ تم ہمارے ان حالات اور شیطانات پر ضرور یقین کرو  
 اور ضرور مان لو؟ اس مولوی نے کہا نہیں، تو مولوی اشرف علی صاحب نے کہا۔ کیا  
 ہوا پہلے زمانہ کے صوفیا بھی تو یہ انا الحق وغیرہ کے دعویٰ کر چکے ہیں۔ اس پر مولوی  
 معترض بولا کہ میری طبیعت ان صوفیوں کی یہ باتیں سُن کر سخت تنفر اور گریز کرتی ہے  
 تو مولانا صاحب نے فرمایا تمھیں کون کہتا ہے کہ تم ان کے پاس جاؤ۔ پھر میں نے آپ کے  
 حالات سے بے رحم و کاست مولوی صاحب کو مطلع کیا تو مولانا صاحب نے سُن کر فرمایا  
 ”خیر اگر وہ اپنے دعووں میں مدعی نہیں ہیں تو کیا باک ہے۔ مولوی عبدالغفور نے عرض کیا کہ  
 حضرت! آپ کی جماعت میں بنسبت جمیع حضرات گذشتہ رحمہم اللہ تعالیٰ کے بڑے بڑے  
 حالات اور واردات کھلے ہوئے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ شیخ کی نسبت کا اثر جماعت  
 میں ضرور منعکس ہوتا ہے۔

ایک دن فقیر پور شریف میں آپ کی حالت بندہ (پیر مٹھا) نے دیکھی تھی کہ آپ کچھ کلام  
 بطور وعظ فرما رہے تھے تو چہرہ مبارک آپ کا مُتَلَوْن نورانی چمکدار ہونے لگا اور انھیں



بالکل سُرخ ہو گئیں اور تقریر نہایت پُر تاثیر تھی۔ سامعین کے دلوں میں جائے گیر تھی۔ بہت عمدہ تراز شہد و شیر تھی۔ سبحان اللہ ہر دل میں دلپذیر تھی۔ آپ کی زبان عذب البیان سے یہ الفاظ نکلے کہ: مَنْ رَأَى نَفَقْدَ رَأَى الْحَقَّ۔ جب آپ کی طبع مبارک کچھ سرد ہوئی تو مجھے مخاطب کرتے ہوئے آپ فرمایا: مولوی صاحب! مجھے معذور رکھنا کہ یہ الفاظ مجھ سے بے ساختہ نکلے ہیں۔ بندہ نے ہنس کر عرض کیا حضرت! کیا ہوا یہ تو آپ نے حدیث شریف پڑھی ہے۔ باعتبار ظاہر کے اس کی تاویل کی بھی ضرورت نہیں ہے حق تعالیٰ کا شکر ہے کہ آپ ان صادر شدہ الفاظ کے مدعی نہیں ہیں آپ اتباع سنت کی بڑی احتیاط فرماتے ہیں۔ کثرت حالات اور واردات کے باوجود لغزش سے بچنا بڑی استقامت اور رستگاری ہے۔

علاقہ سناواں قہیرے والا میں ایک عالم اجل اور شیخ جمیع متبع سنت آدمی تھا۔ باغوائے شیطانی اس نے اپنے حالات کا دعویٰ شروع کر دیا اور ایک کعبہ بھی بنا دیا اور اس کی طرف نماز پڑھنا بھی شروع کر دی۔ بڑے بڑے عالم اُس کے مرید تھے۔ اکثر لوگ بھاگ گئے لوگوں میں چرچا ہو گیا۔ بندہ سابقہ تعارف کے سبب اُس کے پاس گیا اور مکابرہ شروع کر دیا۔ آخر نماز کا وقت آیا تو اُس نے کہا اگر میرے پیچھے نماز پڑھنا منظور ہے تو پڑھو میں تو اپنے کعبہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھوں گا بندہ نے انکار کیا۔ جب نماز کی جماعت برپا ہوئی تو میں نے نمازیوں کی گنتی شروع کر دی تو تقریباً تیس آدمی اُس کے پیچھے نماز پڑھ رہے تھے وہ بھی بڑے بڑے عالم تھے جب فارغ ہوئے تو میں نے ان سے کہا تم اس ضلالت (گمراہی) میں کیوں پھنسے ہو! کہنے لگے واللہ جب ہم اس کعبہ کے اندر مراقبہ کرتے ہیں تو جمیع انبیاء کو اسی کعبہ کی طرف منہ کر کے نماز



پڑھتے ہوئے دیکھتے ہیں تو کیا ہم انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی اتباع نہ کریں؟ میں نے یہ سن کر کہا نعوذ باللہ من ذالک یہ تو شیطان متمثل بشکل انبیاء علیہم السلام ہوتے ہیں اور تمہیں گمراہ کرتے ہیں۔ تو حضرات! اب وہ مولوی صاحب بعون (مدد) الہی اس حرکت ناشائستہ سے تائب ہو گیا ہے پھر وہی سابقہ پیری مریدی کا سلسلہ بھی جاری ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ اگر اپنے دعووں کا مدعی نہ بنے کوئی خطرہ نہیں اور نہ ہی کوئی ضرر ہے۔ لیکن اپنے دعووں کو لوگوں سے اجباراً منوانا تبلیس ابلیسی ہے۔

پھر غوث الاعظم قبلہ عالم نے فرمایا۔ آج کے دیہاتی ملا اتنا تیزی سے اور مختصر نماز پڑھتے ہیں کہ قومہ اور جلسہ تو بجائے خود ماند رہا، لیکن قیام اور قعدہ رکوع اور سجود کا پتہ بھی نہیں چل سکتا اور رمضان شریف میں تراویح کے اندر مدھامتناں پڑھ کر اللہ اکبر کہہ دیتے ہیں اور دوسری رکعت میں ہل من مہلک کر اللہ اکبر۔ بوڑھے آدمی تو ان کے پیچھے پڑھ ہی نہیں سکتے۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں خوش لہجہ سادہ اور صحیح پڑھنے والا افضل ہے۔ اور آج کل کے علماء کریمہ اور پند نامہ پر بھی عمل نہیں کرتے۔ کیا ہوا اگر شرح جعینی تک پڑھ کر عالم ہو گئے کیا طوطا و مینا قرآن پڑھے ہوئے نہیں ہیں؟ پھر تو انھیں بھی عالم کہا جائے۔ دیکھو علماء میں بجائے علم و حیا اور خشیت کے غرور اور غضب و تعصب پایا جاتا ہے۔ کتاب کریمہ کا ایک بیت ہر

۵۔ تواضع کند ہوشمند گزیر ہند شاخ پرمیوہ سر بر زمین

ترجمہ: عقل والا آدمی تواضع اختیار کرتا ہے۔ میووں سے بھری ہوئی شاخ زمین پر سر رکھتی ہے۔

اس بیت پر عمل نہ کیا تو کریمہ کتاب پر عمل کس طرح ہوا۔



## مجلس دوم

علی الصباح میاں خدا بخش زرگر حضرت غوث الاعظم کو اپنے گھر لے گیا۔ اتنے میں مولوی عبدالغفور صاحب اور مولوی غلام صدیق معلم مدرسہ اسلامیہ دین پور شریف اور مولوی محمد مراد اور مخدوم جندو ڈاشاہ صاحب بکھر پوری آگئے تھوڑی دیر کے بعد حضرت محبوب رب العلمین واپس تشریف لائے۔ بعد از قدم بوسی عرض کیا حضرت! عرض کنیں منقضی دگنرا ہوا ہے کہ بعارضہ (مرض) تپے اسہال مبتلا رہا ہوں حتیٰ کہ آثار مایوسی کے بر ملا ہویہ (ظاہر) تھے کہ ناگاہ آپ کی تشریف آوری کی نوید (خبر) اس عاجز کے سمع دکانوں تک پہنچی بس اس خبر کے اثر نے گویا مجھ کو حیات از سر نو عطا فرمائی اب آپ کی خدمت میں جو حاضر ہوا ہوں تو گویا میں کبھی بیمار ہی نہیں ہوا۔ حضرت خلیفہ کریم بخش چنپڑ نے فرمایا اگر تم بجز دعا نہ ہونے بیماری کے حضرت قبلہ عالم کی قدم بوسی کا عزم بالجزم کرتے تو دیکھتے فی الفور یکدم بیماری کھباہ، منشور ہو جاتی۔ حضرت محبوب رب العلمین کے لب لعل، گلبرگ کے تمثال پر خشکی کی وجہ سے زوال اور اثر ملاں نمودار ہوا اور لسان عذب البیان سے فرمایا کہ اس جگہ کا پانی جتنا بیکشکی کو بڑھاتا ہے۔ یہ لوگ ہمارے لئے پانی بھر لاتے ہیں پھر تو یہ بیت زبان حق ترجمان سے چند بار مترنم فرمایا ہے

خدا تعالیٰ دے کم نظری پے آندے ★ آگے کو جھاندے پے سوہنے کماندے  
ترجمہ :- خدا تعالیٰ کے کام نظر آرہے ہیں۔ بد صورت کے آگے خوب صورت کما ہے ہیں۔  
فرمایا رنجیت سنگھ شکل کا بڑا قبیح بلکہ اقیح تھا بد صورت تھا، ایک دن  
حکایت | لوگوں نے اُسے کہا۔ ارے سردارے آج جس دن قسام ازل نے حسن



تقسیم فرمایا تھا تو کہاں تھا؟ رنجیت سنگھ نے کہا، میں اس وقت رتی بخت کو ڈھونڈھنے گیا تھا۔ (رتی بخت یعنی زر دولت)۔

بعد نماز پھر مولوی عبدالغفور صاحب نے عرض کیا کہ حضرت! اگر ارشاد ہو تو مولود شریف پڑھے جائیں؟ آپ نے اجازت فرمائی بشہر کی مخلوق بالکثرت جمع ہو گئی۔ اور جماعت صوفیاء میں جذبہ کی دھوم مچ گئی۔ ایک شخص جو پندرہ سولہ سال سے آسیب جن کے عارضہ میں مبتلا تھا اسی مجلس میں موجود تھا۔ ناگاہ عین حالت جذبہ میں مسیحی نبی بخش شاہ جمالی اور حضرت خلیفہ خدا بخش صاحب لیل۔ اور حضرت خلیفہ کریم بخش صاحب چنڑ اس مجنون کے جنون (جن) کو پہنچان کر حملہ آور ہوئے۔ اس جن نے بھی طیش میں اور غضب میں اُکراؤں پر حملہ کیا حتیٰ کہ دونوں حضرات کے پیراہن پھاڑ ڈالے۔ پھر تو میاں عبدالرحمن صاحب آرائیں جذبہ کی حالت میں مجنون کے بالوں سے پکڑ کر خوب رگڑا اور ادھر ادھر کشاکش اور کھینچا تانی کرتا رہا۔ حضرت قبلہ عالم نے بسبب عدم تعارف لوگوں کے اس زد و کوب یعنی جن آسیب کی مار کوٹ سے روک دیا۔ عصر کی نماز کے بعد وہ جن چلا گیا پھر اس شخص نے باہوش و حواس نماز جماعت پڑھی۔ قول: حضرت غوث الاعظم نے فرمایا جانندھریں بھی اسکے موافق بڑا سرکش جن تھا۔ واقعہ: پھر آپ شہریوں کی طرف متوجہ ہوئے اور ایک شخص کو بطور امتحان نماز سنانے کا حکم فرمایا۔ اس نے کہا۔ یا حضرت! ہم جاہل لوگ ہیں اور سیکھانے والا کوئی نہیں۔ قول: آپ نے فرمایا۔ اس شہر میں تو تین بڑے عالم ہیں اور چھوٹے ملاؤں کی تو امید ہے کثرت ہوگی۔ یہ تمھاری معذرت قابل اعتبار نہیں ہے۔

واقعہ: پھر آپ نے مولوی غلام صدیق سے اس بارے میں باز پرس فرمائی تو اُس نے عرض کیا حضرت اگر ہم کسی کو نماز کی تعلیم دیتے ہیں تو لوگ ہمیں فوراً وہابیت کا الزام لگاتے



ہیں اور وہابی وہابی کہنا شروع کر دیتے ہیں۔ آپ نے فرمایا مولوی صاحب! کیا لوگ آپ کو پیغمبر یا نبی کہیں؟ انبیاء کو تو لوگ جادوگر اور کافروں کا ہنسنے کا کذاب کہتے تھے۔ کیا انہوں نے تبلیغ کو چھوڑ دیا تھا؟ مصرعہ ۷

ترجمہ: چاند روشنی پھیلاتا ہے اور کتنا غوغا کرتا ہے

تمہیں تو کیا کہا۔ مولوی صاحب! لوگ مجھے جو ملامت کرتے ہیں۔ دجال کافر اور ساعر کہہ چکے ہیں کیا اب میں بھی اللہ اللہ بتانا اور تبلیغ کرنا چھوڑ دوں؟

اس کے بعد مولوی عبدالغفور صاحب نے عرض کیا حضرت! سچ یہ ہے کہ ہم ملا لوگوں کے وعظ کا اثر بالکل نہیں رہا۔ گویا ہم وعظ کرنا بے سود سمجھتے ہیں۔ ہاں! اولیاء اللہ کا وعظ اگرچہ بقدر دانہ سپند کے ہو، تاہم بڑا اثر رکھتا ہے اور لوگوں کے دلوں کو ہدایت کی طرف کھینچتا ہے۔

قول: آپ نے فرمایا مولوی صاحب! بیشک یہ بات صحیح ہے ایک شخص سکھر سٹیشن پر مجھے ملا اور ذکر پوچھا اسکی پہلی حالت یہ تھی کہ شراب بھنگ اور چرس و حقہ پیتا تھا۔ شطرنج بازی، زنا میں مبتلا رہتا تھا۔ نماز تو پڑھتا ہی نہ تھا۔ عام صفاتِ رذیلہ اس میں جمع تھیں۔ اب سنتے میں آیا ہے کہ وہی شخص اسم ذات کے ذکر کی برکت سے جمیع صرکاتِ رذیہ سے تائب ہو کر بڑا مخلص اور ارادت مند ہو گیا ہے۔ وَلَٰذِکُمُ اللّٰہُ اَکْبَرُ۔ دیکھو حق سبحانہ تعالیٰ نے ذکر کا رتبہ کیسا بلند فرمایا ہے کہ ارشاد فرماتے ہیں وَلَٰذِکُمُ اللّٰہُ اَکْبَرُ اور البتہ اللہ کا ذکر سب سے بڑا ہے۔

واقعہ: مولوی عبدالغفور صاحب کے بھائی مولوی غلام قادر جو ابھی دیوبند سے پڑھ کر آئے تھے اسی مجلس میں موجود تھے تعجب افزا یہ بات ہے کہ ان کی مونچھیں بہت بڑی



ہوئی تھیں اور داڑھی مبارک بالکل چٹ تھی جیٹل میں بنے ہوئے تھے۔

قول: آپ نے اس سے پوچھا کہ جناب آپ نے اپنا مسئلہ کیوں کر بنا رکھا ہے؟ افسوس کہ اس نے جہلا کی طرح جواب دیا کہ جی یہ تو حجام کی غلطی ہے حضرت غوث الاعظم یہ سن کر خاموش ہو گئے۔ جواب جاہلاں باشد خاموشی۔

**واقعہ اور تقریر:-** مغرب کی نماز پڑھ کر آپ نے جمیع حاضرین مولوی اور سادات

حضرات کو تنبیہ فرمائی اور لب شیریں شکر ریز سے یوں گوہر افشانی فرمائی کہ سادات عظام تو ازل قوم کی طرح تہمند کاکنار اٹھنوں سے نیچے لٹکا کر چلتے ہیں گویا اپنی امت کے

لئے راستے کی صفائی کرتے ہیں تاکہ کوچوں اور گلیوں میں خس و خوار نہ رہے، اور مولوی

حضرات کا یہ حال ہے کہ علم پڑھ کر بچتے ہیں۔ چرب اور قلم شیریں کے لئے حلال اور حرام کا

امتیاز ہی نہیں کرتے بس جو چیز ملے **هَنِيئًا مَرِيئًا** (رچتا پچتا ہو جاتے ہیں) ارے

مولویو! تم تو اپنے آپ کو وارث الانبیاء علیہم السلام کہلاتے ہو اور حدیث پاک العلماء

وَارِثُ الْأَنْبِيَاءِ لوگوں کو پڑھ کر سناتے ہو! کیا تم نہیں جانتے کہ حضرت رسول کریم

علیہ علی آلہ افضل الصلوٰۃ کے خانہ اطہر میں چالیس دن آگ نہ جلتی تھی۔ اور طعام کی خوشبو

تک بھی نہ سونگھتے تھے۔ ابولہب اور ابو جہل اگرچہ ایدارسانی میں کوشاں رہتے تھے مگر

آپ تبلیغ کا کام روز بروز بڑھاتے جاتے تھے بلکہ ہر آن و آوان، اس سلطان زمان شہنشاہ

کون و مکان۔ والئی دوران امر بالمعروف میں مصروف رہتے تھے۔ دیکھو! آج کل بعضے

مولوی صاحبان اگر ممبر پڑھ کر خوش الحانی سے وعظ فرماتے ہیں مگر آخر میں اپنی احتیاج

بیان کر کے چندہ کی بابت سلسلہ جنبانی ضرور کرتے ہیں۔ اور جب لوگ متاثر نہیں

ہوتے اور روتے نہیں تو پھر مولوی صاحبان تھوڑا سا قصہ کر بلا چھیڑ دیتے ہیں تاکہ کسی طرح



پیسہ وصول ہو، اور حضرات سادات کی نماز کا کیا پوچھتے ہو! یہ تو نماز کا نام تک بھی نہیں لیتے۔ آباء واجداد تو غزوات میں شرکت کرتے کرتے شہید ہو گئے جیسا کہ سیدنا امام حسن اور سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے دم آخر تک نماز نہ چھوڑی دوسری بات یہ ہے کہ انگریز نامراد نے پارچات بالکل نفیس اور سستے کر دیئے ہیں اعلیٰ ادنیٰ سب بڑے آدمی بن گئے ہیں۔ اگر میرے اختیار ہوتا تو دو دو صوفی ہر ایک پرستعد (مقرر) کرتا تاکہ مار مار کر سو جھا (درم کر) دیتے اور جوتوں سے مغز اڑا دیتے، حافظوں اور مولویوں کا حال یہ کہ دعوتِ چالیسواں اور جمعرات کی تلاش میں رہتے ہیں اور پیٹ کے لئے طرح طرح کے حیلے اور مکائد کرتے ہیں اور قرآن پڑھتے وقت نہ خارج کا خیال رکھتے ہیں اور نہ عربی کی صحیح ادائیگی کا اور نہ ترتیل کا اور نہ تجوید کا خیال رکھتے ہیں یکا یک سیل گاڑی چلا دیتے ہیں۔

**حکایت** | آپ نے فرمایا ایک حافظ صاحب قرآن بڑا تیز پڑھتا تھا ناک میں غن غن غن اور زبان پر مٹن مٹن کرتا جاتا تھا اور وانی قال ربك زور سے پڑھ کر پھر مٹن مٹن شروع کر دیتا تھا اور پھر کہہ دیتا کہ چلو جی اب تو دو پارے تمام ہو گئے اور بے کوئی؟ جو اس سے بھی جلدی جلدی پڑھ دے۔ تو کوئی بولا ہاں جی! آدھ پارہ میرا ہے پھر تو وہ اسی طرح ہی مٹن مٹن کو شروع ہو جاتا تھا اور یا ایہا الدین زور سے پڑھ کر پھر وہی دھن جو لگی ہوئی تھی غن غن اور مٹن مٹن کر کے کہتا چلو جی! ختم ہو گیا۔

آپ نے فرمایا اللہ پاک فرماتے ہیں۔ فَوَيْلٌ لِلْقَاسِيَةِ قُلُوبُهُمْ مِنْ ذِكْرِ اللَّهِ وَمَنْ يَكْتُمْهَا فَإِنَّهُ آثِمٌ قَلْبُهُ ترجمہ (پس ہلاکت ہے ان دلوں کو جو اللہ کے ذکر سے سخت ہو گئے ہیں اور جو اس کو چھپائے گا تو بیشک وہ وہ ہے جس کا دل گنہگار ہے)۔

دیکھو اللہ تبارک تعالیٰ نے قلب سیاہ کی مذمت فرمائی ہے۔ اس آیت شریفہ میں مضمون



یہ معلوم ہوتا ہے کہ ذکر نہ کرنے سے دل کالا ہو جاتا ہے۔ بخاری شریف کی حدیث ہے  
 لِكُلِّ شَيْءٍ صِفَاتٌ وَصِفَاتُ الْقُلُوبِ ذِكْرُ اللَّهِ (ترجمہ:- ہر چیز کے  
 صفائی کے لئے کوئی آلہ ہے اور دل کی صفائی اللہ کے ذکر سے ہوتی ہے)۔ اس سے  
 بالبدلت معلوم ہوا کہ دلوں کو مصفی اور مستقل کرنے والا اللہ کا ذکر ہے۔ افسوس یہ ہے  
 کہ دو فرقے برگزیدہ ہیں حضرات سادات اور علماء کرام۔ لیکن یہ دونوں اللہ کے  
 ذکر سے کیوں پہلو تہی کرتے ہیں اور دانستہ اللہ کے ذکر سے غفلت کرتے ہیں۔ غرور  
 اور استکبار ان کا دھیرہ ہو گیا ہے اور سینہ میں کینہ، خودی کا خزینہ ان حضرات کا کام  
 چوہے کی طرح اسلام کے بیخ کن۔ دین سے بیزار بچھو کی طرح نیش زن مردم آزار ناز و  
 نعیم، صولت و عزت کے طلبگار کسی نے ہندی میں کیا خوب شعر کہلا ہے۔ ے

خودی تکبر ترے گھر مٹھے سید ملا مصر

وڈا وڈا آپ کہا دن وڈا کیونے وڈیر

ترجمہ:- خودی تکبر میں تین گھرتباہ ہوئے سید ملا مصر، بڑا بڑا خود کہلائیں لیکن  
 بڑا انہیں یاد نہ رہا۔

فرمان الہی ہے۔ وَعِبَادُ الرَّحْمَنِ الَّذِينَ يَمْشُونَ عَلَى الْأَرْضِ هَوْنًا وَإِذَا  
 خَاطَبَهُمُ الْجَاهِلُونَ قَالُوا سَلَامًا۔ (ترجمہ:- خلاصہ یہ ہے کہ اللہ کے بندے  
 جاہلوں کی ہزیمات (زیہودہ باتیں) کان لگا کر نہیں سنتے اور ان کے آگے ٹھہرتے  
 نہیں ہیں۔ سلام کرتے ہوئے چلے جاتے ہیں خشیت اور خضوع کے سبب آہستہ  
 آہستہ قدم اٹھاتے ہیں۔ دیکھو! قرآن مجید ہر قسم کی تعلیم دے رہا ہے اور حضرت حق  
 سبحانہ و تعالیٰ لوگوں کو دین اور شریعت کے تمام آداب سکھاتا ہے۔ ارے! علماء



ارے سادات! تم قرآن سے کیوں بیگانہ ہو گئے۔ کیا تم یہ نہیں جانتے کہ قرآن کا پڑھنا سنت اور اس پر عمل کرنا فرض ہے؟

مخدوم جندو ڈا شاہ صاحب نے عرض کیا۔ یا حضرت! ہمارے علاقہ بکھر پور میں تو گھر گھر میں یکتا رار کھا ہوا ہے۔ اور بے دین (بے عمل) جہاں لوگ اپنی ماں بہنوں اور بیٹیوں میں بیٹھ کر اس مضمون کے ابیات پڑھتے ہیں جو شیطانِ اشتیاق برا نیختہ کرتے ہیں۔ اور فتنہ کی آگ کو مشتعل کرتے ہیں جیسا کہ ۵

س۔ سو ہاگ دی رات بھلی چڑھ سچ ادا تے گولیں بولے ہوئے  
میری چوٹی دے بند لطیف طے فی متاں ترٹ پون کھولیں ہوئے ہوئے  
میدے کنیں دے بندے پیر کرن متاں دکھ پون چولیں ہوئے ہوئے  
علی حیدر! ایہ پاڑا ہے دھوتیاں دامتائیں گھن بولیں ہوئے ہوئے  
اور کسی وقت گاتمن پکارتے ہیں اونچی آواز سے بھورل بھورل للکارتے ہیں  
۵۔ بند دے پاروں جٹ دیاں جواریں ★ تے ہکاری ملیں دوسجنا تو ٹریں دوسن تلواریں

### ترجمہ

- ۱۔ شادی کی رات اچھی ہے دلہن کے تخت پر چڑھ کر آہستہ آہستہ تلاش کرنا
  - ۲۔ میرے گرتی کے تسے نازک ہیں شاید ٹوٹ جائیں آہستہ آہستہ کھولنا
  - ۳۔ میرے کانوں کے بالے درد پیدا کر رہے ہیں شاید کھنکھیں آہستہ آہستہ بلانا
  - ۴۔ اے علی حیدر! یہ قریب والے مخالف ہیں شاید سن لیں آہستہ آہستہ بولنا
  - ۵۔ بند کرا سپار کسان کی جوار کا کھیٹ، بس ایک بار ہم ملیں گے اگرچہ تلوار برسنے لگے
- جب ایسے نغمے عوتوں کے کانوں تک پہنچیں گے تو پھر وہ بھائی پر آمادہ کیوں نہ ہوں گی۔



ان کے شوہر بھی خود بے حیائی کے دلال بنتے ہیں۔ اور دل جوئی کرتے ہیں کہ شاباش! اگر سر پر تلوار چلے تو بھی یار کے دیدار سے بیزار نہ ہونا۔

**حکایت** | اور مولوی عبدالغفور صاحب نے کہا کہ حضرت! میرا یہ چشم دید واقعہ ہے۔ ایک شخص ناجائز دوستی میں مبتلا تھا۔ اُس کی زوجہ اس تلاش میں تھی کہ کسی طور اُس کا خاوند اس ناروا حرکت سے باز آجائے چنانچہ اُسی لستی دگاؤں کے ملانے اس عورت سے کہا کہ آدھ من گندم اگر اُسے دے تو وہ اپنے مجرب تعویذوں میں سے ایک سرج الاثر تعویذ لکھ دے گا کہ تیرا خاوند تیرا شیدا ہو جائے گا اور وہ اپنی محبوبہ سے باز آجائے گا۔ اس عورت نے مولوی کی گداف (جھوٹی بات) سُن کر آدھ من گندم اُسکے گھر بھجوا دی اور تعویذ لے گئی۔ ناگاہ قضیہ اتفاق سے اس کا خاوند سخت بیمار ہو گیا وہی مُلا صاحب عیادت کے لئے تشریف لے آئے اور اس کے کان میں خفیہ سے کہہ دیا کہ تیری بیوی کسی سے تعویذ لے آئی ہے اور فلاں جگہ دفن کر دیا ہے تاکہ تو مر جائے۔ اگر وہ تعویذ فوراً نہ نکالے گا تو تیری ہلاکت کا سخت اندیشہ ہے۔ اور مُلا صاحب نے ساتھ ہی یہ کہہ دیا کہ میں نے کتاب میں حساب کیا ہے۔ لہذا ایک من گندم میرے گھر بھجوادو تو میں تعویذ ابھی نکال لوں گا۔ اس بچارے نے ایک من گندم مولوی کے گھر بھجوا دی۔ مُلا نے اس کی بیوی سے جس جگہ تعویذ دفن کرایا تھا وہاں سے نکال کر اس کو دکھا دیا۔ وہ تھوڑے عرصہ میں صحت یاب ہو گیا۔ قہر یہ ہوا کہ میاں بیوی میں پہلے سے بھی زیادہ مناقشہ اور تناقص پیدا ہو گیا اور بعد انقضائے ایام (کچھ دن گزرنے کے بعد) اور مردِ اوقات و زمانے (کچھ زمانہ اور وقت گزرنے کے بعد) دونوں میں مصالحت ہو گئی۔ تو دونوں نے مُلا کی روبازی (چالاکي) سمجھ لی اور ہر ایک نے اپنا اپنا ماجر اسنایا۔ اُس آدمی نے مُلا کی بہت بے عزتی



کی اور عوام الناس کے سامنے اُسے بہت دبایا۔ آخر کچھ نہ کچھ گندم مُلا سے واپس لے لی۔  
واقعہ:- آپ نے فرمایا ایک آدمی کا نوجوان بیٹا فوت ہو گیا تو مُلا نے ساٹھ روپے  
 اس شرط پر لے لئے کہ ۱۵ دن کے بعد تیرے بیٹے کی ملاقات کرا سکتا ہوں۔ جب اس طرح  
 کے کئی پندرہ دن گزر گئے تو میاں جی (مُلا) نے کہا کلام پر بہت لگتا ہے میں کیا کرسی  
 بات یہ ہے کہ پڑھتے میں مجھ سے ذرا غلطی ہو گئی ہے اس لئے پندرہ دن کی میعاد اور بڑھا  
 دو! اعلیٰ ہذا کئی پندرہ دن گزر گئے مگر کام نہ ہوا۔ اس آدمی نے یہ رقم بنیارس سے سود پر  
 لے کر مُلا کو دی تھی اس لئے بنیارس نے اس کے بھائی سے ساٹھ روپے اور مع سود کا مطالبہ  
 کیا۔ جب بھائی نے پوچھا تو اس نے مُلا کی افسوسوں بازی کا تمام واقعہ کہہ سنایا۔ پھر تو بھائی  
 بندوں نے مُلا کو پکڑ کر خوب دبا یا اور ساٹھ روپے یک مُشت وصول کئے۔ یہ حال ہے آج  
 کے مُلاؤں کا۔ بتاؤ دنیا کی غداری کہاں اور دین پروری اور دین کی تابعداری کہاں؟  
 مصرعہ ۵ بہ ہیں تفادوت ز کجائتا بلجیا۔

واقعہ:- نماز عشاء کے بعد مولوی عبدالغفور صاحب۔ مولوی غلام صدیق اور  
 مولوی غلام قادر صاحب کی تقاریر کا سلسلہ شروع ہوا۔ مولود خوانی بھی ہوتی رہی۔ ردِّ  
 روافض کے موضوع پر بڑی زور کی تقریریں ہوتی رہیں حتیٰ کہ صبح کاذب ہو گئی اور حضور  
 محبوب رب العالمین تمام رات مجلس میں موجود رہے۔

## مجلسِ سوْم

واقعہ:- صبح سویرے حضرت نور محمد رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ شریف پر تشریف  
 لائے آپ نے فرمایا کہ یہ بزرگ اپنے پیر خواجہ نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں



حاضری کے لئے جارہے تھے کہ ایک بوڑھی عورت نے راستے میں ایک مرے ہوئے بیٹے کو چھپا کر حضرت کے سامنے پیش کیا اور عرض کیا دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اسے کبے عمر دراز کرے۔ آپ نے فرمایا جابا! مئی اللہ تعالیٰ اس کی حیاتی دراز کرے گا۔ تو فوراً وہ لڑکا بوڑھا ہو کر اس دنیا سے آخر انتقال کر گیا۔

واقعہ:- آپ نے فرمایا ان ہی حضرت کے سامنے ایک زندہ آدمی کو جنازہ کی طرح اٹھا کر لائے اور وہ عرض کرنے لگے کہ آپ اس کا جنازہ پڑھائیں۔ آپ نے تین مرتبہ اُن سے جنازہ کیلئے اذن طلب کیا۔ انہوں نے کہا جی ہاں پڑھا دو جب جنازہ پڑھ کر فارغ ہوئے تو لوگ ہنسنے لگے تو ان بزرگوں نے فرمایا کیوں ہنستے ہو؟ بولے یہ تو زندہ آدمی ہے ہم نے آپ کا امتحان لینے کے لئے یہ ساری کاروائی کی ہے خواجہ صاحب نے فرمایا اب اسکو دیکھو تو سہی! دیکھا تو وہ مرا ہوا تھا۔

آپ نے فرمایا ہی حضرت نور محمد نارس والے اپنے اُستاد کے گھوڑے کے آگے دوڑتے ہوئے اپنے پر حضرت خواجہ صاحب ہماروی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں جارہے تھے لباس آپ کا بالکل کہنہ دیرانہ، اور پھٹا ہوا تھا۔ اور رقعہ برقعہ دوختہ (چٹھڑے) لگا کر سیاہ ہوا تھا، نیز آپ کی شکل مبارک بہت سادہ اور غربت زدہ تھی اور آپ کا جوتا اتنا پرانا تھا کہ اُسے پہن کر چل نہ سکتے تھے اس لئے آپ اُسے ہاتھ میں یا بغل میں لیکر پا برہنہ چلتے تھے۔ آپ کا اُستاد آپ کی فہمائش کی خاطر بہت تنگ اور ترش رو ہوا اور بولا نور محمد! میں نے تیرے جیسا خفیف العقل نہیں دیکھا۔ اگرچہ تیرے ساتھ ریاضت بہت کی جاتی ہے مگر اس کا نتیجہ کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ سارے طالب علموں تو پہلے درجہ کا غنی ہو اور بد نصیب لیکن جب پیر کی خدمت اقدس میں پہنچے تو جاتے ہی مرشد نے خلافت عطا



فرمائی اور حضرت نور محمد کے سینہ کو نور سے معمور کر دیا۔ پھر تو واپسی کے وقت اُستاد بلحاظ ادب پیدل گھوڑے کے آگے چل رہے تھے اور حضرت نور محمد صاحب گھوڑے پر سوار جا رہے تھے۔ اُستاد نے کہا! ہائے افسوس میں تو آپ کو ناقص العقول سمجھتا تھا اور بد قسمت کہہ رہا تھا اور میں یہ تو جانتا ہی نہ تھا کہ اصل میں ناقص میں ہی ہوں۔

حضرت غوث الاعظم محبوب رب العلمین (قریشی صاحب) اس بزرگ (نور محمد) کو خانقاہ شریف میں ختم پڑھ کر واپس تشریف لائے۔ اور تھوڑی مسافت طے کرنے کے بعد شہر کے لوگوں سے مرخص (رخصت) ہوئے اور مولوی حضرات کو تبلیغ کی بہت تحریریں لائی اور تاکید فرمائی۔

راستے میں فقیر کمال الدین نے عرض کیا کہ یا حضرت! آپ کوئی تعویذ **لطیفہ** عطا فرمائیں تاکہ شادی ہو جائے آپ نے فرمایا ایک نوجوان پٹھان تھا۔ اور شبابت (جوانی) کا عنفوان تھا۔ وہ اپنے باپ کو شادی کے متعلق بہت تنگ کرتا رہتا تھا بالآخر اس کی شادی ہو گئی پھر تھوڑا عرصہ نہ گزرنے پایا تھا کہ اُس کے باپ نے اُسے کہا اب سُناؤ کیا حال ہے۔ بولا بس بابا جی! یہی ایک عورت تھی اور مجھے اور سارے جہان کو کافی ہے۔

راستے میں دھند ہی نالہ کے کنارے پر بہت سے چھوٹے چھوٹے متواتر گاؤں آباد ہیں اور وہ متعاقب (ایک دوسرے کے آگے پیچھے) بنے ہوئے ہیں۔ وہاں کے مرد لوگ تو اپنے اپنے کاروبار کو چلے گئے تھے مگر حضور جب وہاں سے گزرے تو عورتیں جمع ہو گئیں۔ آپ نے سب کو ذکر اللہ کی تلقین فرمائی۔

بس ایک پر (تین گھنٹے) دن نہ گزرا ہو گا کہ حضور غوث الاعظم سید الاولیاء جمع عجات مہر شاہ صاحب کی جگہ پر تشریف افرا ہوئے۔ یہ مہر شاہ صاحب بکھروالے جنڈ وڈاشاہ صاحب



کے بھتیجے ہیں۔ ان کے قلب کی یہ حالت تھی کہ قلبی ذکر کا جوش زروں پر تھا جس کی وجہ سے اُن کا  
 بایاں ہاتھ کندھے تک لرزتا رہتا تھا اور کاپنتا تھا۔ دل کی حرکت کرنے کی وجہ سے ہاتھ لڑتا  
 تھا مگر ناواقف لوگ شاہ صاحب کہتے تھے کہ جناب آپ رعشہ کی بیماری میں مبتلا ہیں  
 اس کا علاج کیوں نہیں کرتے عجب بات یہ ہے کہ خود شاہ صاحب اس نعمت غیر مترقبہ  
 سے منتظر ہو گئے تھے اور محبوب رب العلمین کی خدمت میں عرض کیا جناب مہربانی فرما کر میری  
 اس حالت کو رفع فرمائیں کیونکہ لوگ مجھ پر ہنستے ہیں۔

نماز ظہر کے بعد لوگ کثرت سے جمع ہو گئے آپ نے سب ذکر کی تلقین فرمائی اور ان  
 کے کانوں سے سرکیاں ہاتھوں سے دستانے اور چھلے بہت اتارے گئے۔

آپ نے اس طرح تقریر فرمائی کہ یہ دل کا ذکر ہے۔ دل سے اللہ اللہ کرو۔ ہاتھ کا  
 کی طرف دل یار کی طرف، چلتے پھرتے، اُٹھتے بیٹھتے ہر وقت دل سے صرف ایک دفعہ اللہ کا  
 نام لیا جائے تو دل کا ذکر زبان سے ستر حصہ زیادہ ہے۔ اللہ وہ اللہ ہے جو لطیف اور  
 خبیر ہے وہ زمین پر کپڑے کے پاؤں کی آہٹ عرشِ معلیٰ پر سُستا ہے۔ زبان کا ذکر تو مرنے  
 کے بعد بند ہو جاتا ہے مگر دل کا ذکر مرنے کے بعد قبر اور حشر میں بھی جاری رہیگا جب آدمی  
 کی دل زندہ ہو جاتی ہے تو اسے موت بھی ضرر نہیں پہنچا سکتی۔ بیت ۷

چوں دل زندہ شود ہرگز نہ میسرد

چوں زندہ گشت خواہش ہم نہ گیسرد

پھر آپ نے ذکر کا حلقہ بنا کر مراقبہ کرایا لوگوں میں جذب و جد طاری ہو گیا۔ پھر ارشاد فرمایا  
 کہ اب تم جاؤ اور ذکر کا نیز خیال رکھے رہنا اور عشاء کی نماز کے بعد لوٹ کر آنا۔





## حکمت

واقعی:- میاں عبدالرحمن آرائیں کو شدت گرمی کی وجہ سے پیشاب سُرخ آتا تھا آپ نے فرمایا دودھ کی لسی بنا کر پیا کرو۔ کچھ دن بعد آپ نے اُسکی طبع پر سی فرمائی تو میاں صاحب نے عرض کیا کہ حضرت دودھ کی لسی استعمال کرنے سے بالکل آرام ہو گیا ہے۔

واقعی:- خلیفہ محمد بخش صاحب پتی والے نے آپ کی خدمت میں عرض کیا کہ مرض اسہال ہو گیا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ چاولوں کا بھت استعمال کیا کرو۔

آپ نے پانی طلب فرمایا۔ کیوں کہ دھندلی نالہ کے سوا اور کہیں پانی نہیں مل سکتا تھا اس لئے نالہ کا پانی پیش کیا گیا۔ آپ نے نوش فرما کر ارشاد فرمایا کہ دیپائی پانی جتنا پیو ایہ خشکی کو اور بڑھاتا ہے۔ کیوں کہ دریا کا پانی اصل میں برف کا پانی ہے۔ دیکھتے نہیں دیکھتے ہیں۔ جاڑے کا موسم آتا ہے تو دریا سوکھ جاتے ہیں مگر تالستان میں سبحان اللہ موجیں مار کر لہراتے ہیں۔

واقعی:- مہر شاہ صاحب نے عرض کیا حضرت! فلاں مولوی صاحب مخلوق خدا کو گمراہ کر رہا ہے وہ کہتا ہے خوبصورت عورتوں پر عشق پکا وہی خدا سے ملنے کا راستہ ہے اور مونچھیں منڈانے اور کترانے سے منع کرتا ہے اور کہتا ہے کہ تین بنانا اچھا نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا تین (صاف رکھنا) بنانا اچھا ہے کیونکہ ایسی صاف جگہ آباد ہو سکتی ہے لیکن وہ (مونچھیں) جنگل کس طرح آباد ہو سکتا ہے جس میں خنزیر گیدڑ بیلے اور رچھ بندے ٹکے رہتے ہیں۔

## تلقین ذکر

ایک شخص کو آپ نے نفی اثبات کا ذکر سمجھایا اور فرمایا کہ آج کل موسم گرم ہے اس



لئے ذکر کم کیا کرو (کیونکہ نفی اثبات کے ذکر میں صراحت خون بڑھ جاتی ہے)  
واقعہ:- ایک نیا مرید جس کا نام میوہ تھا۔ اس کو فرمایا کہ میوہ مثل تو بنیوں اور ہندو  
 کا نام ہوتا ہے۔ تیرا نام اللہ بخش ہونا چاہیے۔

مغرب کی نماز کے بعد مولود خوانی شروع ہوئی۔ حضرت خلیفہ عبدالمالک صاحب گھلوکو  
 وعظ کرنیکا اذن صادر ہوا۔ حضرت مولینا ممدوح نے اس آیت کا مضمون پیش کیا۔  
 يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ادْخُلُوا فِي السِّلْمِ كَافَّةً وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ  
 إِنَّ لَكُمْ عِدًّا وَوَعْدًا (ترجمہ: اے ایمان والو! اسلام میں پورے طور پر داخل ہو  
 جاؤ اور شیطان کی تابعداری نہ کرو وہ تو تمہارا ظاہر دشمن ہے) خلیفہ صاحب نے اس آیت  
 کی بڑی وضاحت فرمائی جس سے لوگ بہت محظوظ ہوئے عالم ہو یا جاہل سب کو پسند آئی۔  
واقعہ:- نماز عصر کے بعد ایک اسکول ماسٹر جو دارللمی منڈا تھا جماعت سے استہزار  
 اور یادہ گوئی کرنے لگا تو مہر شاہ صاحب نے اُسے خوب ڈانٹا اور وہاں سے اُسے نکال باہر  
 کیا تو اُس مُلحد نے لوگوں کو درغلایا اور کہا کہ یہ پیر صاحب جادو کر رہے اُس سے خبردار رہنا!  
 یہی وجہ تھی کہ پہلے کے نسبت اب لوگ کم تھے۔

## مجلس چہارم

علی الصباح حضرت صاحب۔ مہر شاہ صاحب کی جگہ سے روانہ ہو کر پتی جمعہ علی  
 حضرت خلیفہ محمد بخش صاحب کی جگہ پر پہنچے۔ حضرت غوث الاعظم نے ایک سرکاری ہنگامہ  
 میں قیام فرمایا اور حسب عادت مبارک ہر ایک صوفی بیمار کی طبیعت پر سی فرمائی اور فرمایا صوفیوں  
 کو حاجی پور شریف کے پانی نے بڑی تکلیف پہنچائی ہے۔



واقعہ:- مولوی عمرو ڈا صاحب نے عرض کیا کہ حضرت کل بندہ بسبب دریاؤں کے (چل نہ سکتا تھا) چلنے سے متعذر ہو گیا تھا۔ (اس لئے) آپ کی اونٹنی پر سوار ہو گیا اب اسی بے ادبی کی وجہ سے میری یہ حالت ہے کہ سارا کام بگڑ گیا ہے۔ پاؤں اونٹنی کی گردن کی طرح سوج (متورم ہو گیا ہے) اور درد اتنا ہے کہ مجھے بیٹھنے اور سونے نہیں دیتا۔ باطن کی قساوت تو اللہ تعالیٰ دانا تر ہے کہ بالکل خالی ہو گیا ہوں اب براہ کرم! میری گستاخی معاف فرمائی جاوے۔ اس پر آپ نے فرمایا: مولوی حسنا! حضرت محبوب سبحانی رحمۃ اللہ علیہ کی دربار پر ایک لنگڑے کو پڑے ہوئے ایک برس گزر گیا۔ اتفاقاً ایک ولی اللہیارت کے لئے دربار میں حاضر ہوا۔ اس نے لنگڑے کے متعلق پوچھا کہ حضرت! اسکو معافی کیوں نہیں ملتی؟ ارشاد ہوا یہ لنگڑا ابدالوں میں سے ہے۔ ایک دن مجمع جماعت ابدالوں کے یہاں سے گذرا۔ دوسرے ابدال تو بلحاظ ادب میری دربار سے ایک طرف ہو کر گذر گئے لیکن یہ دربار کے اوپر سے گذرا جس کی وجہ سے یہ گر گیا اور بے ادبی کی سزا بھگت رہا ہے۔ بے ادبی کرنا کوئی آسان کام نہیں۔

ایک اور واقعہ:- آپ نے فرمایا کسی شیخ کا بل کو کسی احمق نے گالیاں دیں اور ناسزا الفاظ کے توحق سبحانہ تعالیٰ نے فوراً اس شیخ کا بل کو الہام فرمایا کہ میں اسے بے ادب آدمی سے ابھی مواخذہ کرتا ہوں۔ شیخ نے ایک مرید کو حکم فرمایا کہ دوڑ کر جاؤ۔ اس آدمی کو دھکا مار کر زمین پر لٹا دے اور اس بہودہ کوئی کی سخت سزا دے لیکن مرید بچارا عدم رسائی کے سبب اصل حقیقت کو نہ سمجھ سکا اور لگا ہنر کرنے اور منت و سماجت کرنے کہ حضور! اسے معافی دی جائے۔ مگر نتیجہ یہ ہوا کہ اتنی دیر میں وہ بد سگال شخص پھٹکنا ہوا زمین پر گر گیا اور وائے ویلہ اور مائے ہائے کرتا ہوا جان شیریں قابض الارواح (روح



قبض کرنے والے) کے سپرد کردی تو شیخ نے مرید کو فرمایا۔ دیکھا ہے تو نے؟ اگر تو میرے حکم پر عمل کرتا تو اس کی اس بے ادبی کا قصاص ادا ہو جاتا اور اس نکال (عذاب) موت بچ جاتا اور میں باری تعالیٰ کی جناب میں یوں عرض کرتا "یا الہ العالمین اس کی برائی کا بدلہ اب میں نے لے لیا ہے تو یہ بچا را مرنے سے بچ جاتا اور عذاب آتا ہوا رک جاتا۔

اور پھر مولوی عمرو ڈاسے فرمایا مولوی صاحب! میں نے بھی آپ کو معافی دے دی ہے۔ لیکن بنظر انصاف دیکھو! یہ طریقہ کیسا نازک ہے اور اس میں کتنا خطر رکھی ہوئی ہے۔ الطریق کُلُّہَا اَدَبٌ (یہ راستہ سارے کسارا ادب سے تعلق رکھتا ہے) اس میں تھوڑی سی بے ادبی کرنے سے گرفت ہو جاتی ہے۔

آپ نے فرمایا رات جس جگہ ہمارا قیام تھا وہاں کے لوگ بالکل جاہل ہیں یا تو انہیں کوئی عالم نہیں ہے یا پھر ہے تو انہیں تعلیم نہیں دیتا۔

واقعا :- آپ نے فرمایا خلیفہ حافظ اللہ بچا یا صاحب بھٹی پہلے دعائیں مانگتا تھا کہ خداداد اطفال اس کلام اللہ شریف کے اس نقش بندی پیر کے قرب مجھے بچانا اور مجھے نہ پھنسانا۔ لیکن اب وہی حافظ صاحب فرماتے ہیں کاش! میں نے گذشتہ عمر کیوں راتے گاں برباد کر دی۔

آپ نے فرمایا رب العالمین ایک مجدد پیدا کرتا ہے جو پورا نبیوں والا کام کرتا ہے مگر نبوت ختم ہو چکی ہے اور ولایت بمنہ تعالیٰ باقی ہے۔

آپ نے فرمایا جس جگہ بھی ہم گئے ہمیں کوئی نہ کوئی مخالف ضرور ملتارہا اور پھر یہ آیت ترتیل سے پڑھ کر سنائی۔ وَكَذَلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا مِّنَ الْمُجْرِمِينَ  
وَكَفَىٰ بِرَبِّكَ هَادِيًّا وَنَصِيرًا اور فرمایا لِكُلِّ فِرْعَوْنٍ مُّوسَىٰ وَلِكُلِّ قَوْمٍ



ترجمہ:- اور اسی طرح بنایا ہم نے ہر نبی کیلئے دشمن سے اور تیرا رب کافی ہے ہدایت دینے اور مدد کرنے والا۔ اور فرمایا ہر فرعون کی (ہدایت) کیلئے موسیٰ ہوتا ہے اور ہر موسیٰ کے لئے فرعون (دشمن) ہوتا ہے۔

فرمایا۔ کوئی فقیر جب بھیک مائتگنے کے لئے کسی گاؤں میں جاتا ہے تو وہاں کے کتے اسے کانٹے کی کوشش کرتے ہیں تو وہ بے چارہ ہاتھ میں لاٹھی لے کر انہیں مارتا اور ہٹاتا رہتا ہے اور اپنا مطلب پورا کر لیتا ہے وہ کتوں کی وجہ سے اپنا کام چھوڑ تو نہیں دیتا۔ اسی طرح چاہیے بھی کہ منکرین اور مخلصین کی باتوں پر توجہ نہ دو۔ مقابلہ اور مکابراہ اُن سے نہ کرو نتیجہ یہ ہوگا کہ ایک دن وہ خود شرمندہ اور نادام ہوں گے۔ لیکن شرط یہ ہے کہ تم استقلال اور استقامت میں رہو۔

واقعا:- مولوی عمرو ڈھ صاحب نے عرض کیا کہ میں حضرت خواجہ غلام فرید علیہ الرحمت کوٹ مٹھن والے کا مرید تھا۔ اب آپ کی بیعت سے سرفراز اور شرف یاب ہوا ہوں تو قلب کا اتنا جوش پیدا ہو گیا ہے جو نماز تہجد بھی نہیں ادا کر سکتا۔ حتیٰ کہ نماز تہجد متروک ہو گئی ہے۔

آپ نے فرمایا مولوی صاحب! تہجد پڑھنے سے قلبی ذکر افضل ہے۔ اور مولوی نے عرض کیا حضرت! اب تو گزشتہ عمر کا سخت افسوس ہوتا ہے کہ بے سود اور بے فائدہ زندگی گزر گئی۔ ریاضت کرنے سے دل تو رہا اپنی جگہ ایک بال بھی نہ ہلا۔ اور حضرت غوث الاعظم سید الاولیاء

خاتم الاصفیاء (قرنیشی صاحب) نے فرمایا۔ مولوی صاحب! مشہور بات ہے کہ اپنا جھگا (گھر) فٹے (بستار ہے) بیا کوئی رے بھاویں ہتے۔ (دوسرا کوئی رتار ہے یا ہنستار ہے ہمیں کیا؟)

مولوی صاحب! بدوں ذات باری تعالیٰ کے کسی کی رفاقت کام نہیں آتی۔ جب معراج شریف کی رات روح الامین علیہ السلام حضرت رسول کریم علیہ السلام کو



سدرۃ المنتہیٰ پر اکیلا چھوڑ دیا اور ہاتھ جوڑ کر عرض کیا میت ۛ  
اگر یکدم موئے برتر پریم ★ فروغ تجلی بسوزد پریم

تو بس سوائے ذات باری تعالیٰ کے سب یار ناپائیدار ہیں۔

آپ نے فرمایا ایک صوفی راستہ میں جذب کی حالت میں زمین پر گر گیا اور میری گھوڑی  
کا پاؤں اس کے سینے پر لگا۔ اس سے پوچھا گیا کہ گھوڑی کے پاؤں سے چوٹ تو نہیں آئی وہ  
بولا چوٹ تو کہاں بلکہ میرا ایک لطیفہ بند تھا جو گھوڑی کے پاؤں لگنے سے کھل گیا ہے فرمایا کہ  
مولوی صاحب! یہ تو قسمت کی بات ہے جس پر حق سبحانہ تعالیٰ کی عنایت اور رحمت ہو جائے  
ذالک فضل اللہ یوتیہ من الیشاء جس کو چاہتے ہیں اپنے فضل سے سرفراز فرماتے اور ممتاز کرتے ہیں  
آپ نے فرمایا کراچی میں ایک انگریز ملازم مسلمان ہو گیا اور نوکری سے استعفیٰ دے دیا  
بارہ سو روپے مشاہرہ تھا جو چھوڑ دیا۔ تعجب کی بات یہ ہے کہ اُسی دن ایک مسلمان پانچ سو  
روپے لیکر کرانی (عیسائی) ہو گیا

اسی اثنار میں ایک بوڑھا آدمی شرفِ قدم بوسی کے بعد اپنی عمر با تقدیم کے حسرت آیات  
اور حکایات بڑے فسوس کے ساتھ بیان کرنے لگا اور دو آیات ہندی بیان کئے جن کو  
حضرت غوث الاعظم نے پسند فرمایا اور اس کمترب کو فرمایا کہ یہ دو بیت لکھنے کے قابل ہیں وہ تھے  
چولی ہوئی لیراں لیراں بوچھن دھیاں دھیاں || ملن سیالیں کرن مقالیں ادگا نہیں کتھ گیاں  
ساوٹ گیا النکھ خواب چالے پوچھ خبراں پیاں || پوہ پوہیلا ڈکھ ڈوہیلا رمل کھیڈن سیاں  
ترجمہ (کرتا پرزے پرزے ہو گیا دوپٹہ دھجیاں ہو گیا سیاں عورتیں ملتی ہیں تو یہ کہتی ہیں کہ وہ  
باتیں کہاں گئیں۔ ساوٹ کا مہینہ گذر گیا خواب غفلت میں حتیٰ کہ پوہ سردی والا مہینہ آ گیا تو  
خبر لگی۔ پوہ کا مہینہ درد والا ہے دکھوں بھرا ہے ہیلیاں مل جل کر کھیلتی ہیں۔)



## علامہ رازی کی حکایت | آپ نے فرمایا علامہ فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ مصنف تفسیر کبیر ایک دن اپنے پیر حضرت خواجہ

ابوالنجیب علیہ الرحمۃ کی خدمت میں بیٹھے تھے کہ ایک دہریہ نے عدم وحدانیت حضرت رب العالمین کا تذکرہ چلایا اور دوسو دلیلیں پیش کر کے حاضرین مجلس کو مغلوب کرنے لگا تو آپ (علامہ صاحب) یکایک سمندر بلاغت میدان فصاحت میں دوڑایا اور براہین قاطعہ اور حجت بالغہ سے اس ملحد کے دلائل کی تردید کر دی اور اسے لاجواب کر کے مقام حیرت میں بیٹھا دیا اس کی لوح قلب سے تمام خطرات مٹا دیئے تو اس دہریہ کو سکوت اور تسلیم کے سوا چار نہ رہا۔ علامہ رازی نے فرمایا اب تجھے اسلام لانے میں کیا روکاؤٹ ہے بس اس دہریہ نے بڑے شوق سے کلمہ شہادت پڑھا اور شرف باسلام ہو گیا۔ خواجہ صاحب نے فرمایا آج اگر علامہ صاحب نہ ہوتے تو یہ فوز عظیم نصیب نہ ہوتی۔ آپ نے فرمایا علامہ صاحب کا جب وقت دم آخر میں پہنچا تو شیطان نے اگر عدم وحدانیت کے بارے میں مکابرہ شروع کر دیا حتیٰ کہ شیطان لعین نے علامہ صاحب کو لاجواب کر دیا تو علامہ صاحب روتے ہوئے اپنے پیر کی طرف متوجہ ہوئے اور عرض کیا کہ یا حضرت! اس وقت ابلیس میرا ایمان سلب کرنا چاہتا ہے اب تو اللہ میری مدد فرمائیں۔ بس علامہ کا یہ کہنا تھا اُدھر خواجہ صاحب اپنے مقام پر وضو فرما رہے تھے۔ علامہ رازی کی یہ آواز سنتے ہی وضو والے لوٹے کو زمین پر پھینک دیا اور زبان مبارک سے بھی کچھ ارشاد فرمایا۔ اس پر مریدین نے پوچھا حضرت! آج خلافِ عادت آپ سے یہ افعال صادر ہوئے کیا وجہ تھی؟ آپ نے علامہ رازی کا سارا ماجرا کہہ سنا یا اور فرمایا کہ یہ لوٹا میں نے شیطان کے سر پر دے مارا اور علامہ صاحب کو میں نے سمجھایا کہ تو کہہ دے کہ میں اللہ تعالیٰ کو بلا دلیل واحدۃ لا شریک سمجھتا ہوں جادفع ہو میرے سامنے



سے! ان کا یہ کہنا تھا کہ شیطان بھاگ گیا۔

ط (ف) حاشیہ از حضرت رفیق احمد شاہ صاحب مسکین پوری۔

ایں دُعائے شیخ نے چوں ہر دعا ست	فانی است و گفت او گفت خدا ست
چوں خدا از خود سوال و کد گشت	پس دعائے خویش را چوں رد گشت
بتدگانِ خاصِ علام الغیوب	در جہاں دانی جو اسیس القلوب
در درونِ دل در آید چوں خیال	پیشے او مکشوفے باشد سر حال
آنکہ واقف گشت بر اسرارِ ہر	سر مخلوقات چہ بود پیشے او

ترجمہ:- یہ دعا شیخ کی نہیں ہے جو بھی دُعا ہے۔

وہ تو فانی ہے اور اُسکی کلام خدا تعالیٰ کی کلام ہے

جب خدا تعالیٰ اپنے آپ سے سوال کرے گا۔

پھر اپنی دُعا کیوں رد کرے گا۔ !

خواص لوگ علم غیب جاننے والے ہیں

جہاں میں دلوں کے جاسوس ہوتے ہیں

دل کے اندر جب کوئی خیال آئے

اس کے آگے مکشوف ہوگا راز کا حال

وہ جو اُسکے (اللہ رب العزت) اسرار سے واقف ہے

مخلوقات کے اسرار اُس کے سامنے کیا ہیں

طالع دعا: فقیر حافظ عبید اللہ طاہری



## مجلس پنجم

صبح سویرے حضرت محبوب سبحان غوثِ زمان، پتی سے روانہ ہو گئے۔ یہاں سوتا  
 کوس کی طے مراحل (منزل طے) کر کے بوقت تقریباً نیم پاس (دوپہر) کے راجن پور پہنچے اور  
 محمد کبیر کھوڑہ ہسپتال جو حضرت خلیفہ محمد بخش صاحب کامرید ہے قطبِ نالہ (کی پل پر  
 حضرت قبلہ عالم کے قدمِ میمنت لزوم کا منتظر تھا۔ آگے بڑھ کر بھوپوں کے ہار آپ کے گلے میں  
 ڈال دیئے اور دستار مبارک پر بھی۔ اس کے ساتھ ایک مولوی آیا ہوا تھا جس نے بڑے ہی  
 خوش لہجہ اور ترنم تان سے ہندی زبان (سرائیکی) میں غزل پڑھنا شروع کی جس کا پہلا بیت  
 (مصرعہ) یہ تھا۔ ۷

راںجھا جوگی اماں ولس دٹا کے آیا ★ بیرنگ رنگ پورا اندر دھوم مچا کے آیا  
 ترجمہ:- اماں جان! رانجھا جوگی (محبوب) لباس تبدیل کر کے آیا ہے۔ بیرنگ (بے مثل)  
 جو ہے وہ رنگ پور (صورت والوں) کے اندر دھوم دھام سے آیا ہے (سبحان اللہ! اس  
 احقر کمترین (پیر مٹھا) پر ایک ایسی حالت طاری ہو گئی کہ ۷

نہ یارائے گفتن نہ یارائے گریز ★ بورطہ محبت دلم اشک ریز  
 کیا دیکھتا ہوں کہ حضور کے چہرہ منور پر تجلیات و انوارِ الہیہ متجلی اور منجلی ہونے لگے  
 ہیں تو بندہ بے خود ہو کر مست ہو گیا اور بادۂ محبت سے مدہوش ہو گیا اسی کیف و مستی میں  
 حضور کے ارد گرد طواف کرنے لگا اور پھر خلیفہ محمد بخش صاحب کو گھوڑے سے بالجبر اتار دیا اور  
 زبان سے یہ بے اختیار کہہ رہا تھا کہ اب سجدہ نہ کریں تو کیا کریں؟ ادھر خلیفہ صاحب جس نے  
 تمام عمر اس کیف و مستی میں گزار دی تھی اب وہ سکون سے جا رہے تھے اور مجھے کہہ رہے تھے



کہ شریعت پاک بڑی نازک ہے اسکا لحاظ رکھنا ضروری ہے۔

راجن پور کے بازار میں اللہ اللہ کے نعرے لگاتے ہوئے محمد کبیر کے مکان میں جو بالاخانہ تھا قیام اور آرام پذیر ہوئے سبحان اللہ مخلوق کا اتنا اثر دھام تھا کہ بازار اور گلیاں اور کوچے بند ہو گئے تھے اور زائرین لوگ سیڑیوں اور مکانات کی چھت پر چڑھ کر زیارت سے مستفیض ہو رہے تھے۔ آپ نے اپنے ساتھیوں اور دوسرے انبوه کثیر اور جم غفیر کو بالاخانہ سے نیچے والے مکان میں رہنے کا حکم نافذ فرمایا اور حسب عادت مبارک و عطا باتا شیر اور نصائح دلیزیر بندگانِ خدا کی اصلاح کے بارے میں ارشاد فرمائی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ لوگ ابدیدہ ہو گئے اور گناہوں سے تائب ہونے لگے۔ بہت سے لوگوں کے کانوں سے مرکیاں اور ہاتھوں سے چھلے اتارے گئے اور بہت سے آدمیوں کی مونچھیں بھی کاٹی گئیں۔

آپ نے فرمایا ایک فقیر گداگر ایک دن شاہی محل کے سایہ دیوار میں جا رہا تھا تو اتفاقاً شہزادی نے دریچہ محل سے کسی خیال میں اپنا سر باہر نکال کر جھانکا تو فقیر پر نظر پڑی اور فقیر نے بھی اس کو دیکھا اور اس کی محبت میں مفتون اور مجنون ہو کر بامید دیدار بے اختیار اور بے قرار بیٹھ گیا۔ کچھ عرصہ کے بعد بادشاہ کو خبر ملی کہ ایک فقیر شہزادی کے عشق میں بیٹھا ہوا ہے تو اُسے اپنے مشیروں اور وزیروں سے مشورہ کیا فیصلہ یہ کیا کہ صبح اُس فقیر کو پھانسی پر لٹکا دیا جائے تاکہ میرا وقار اور عزت بحال ہو جائے اور عوام کو اس واقعہ سے عبرت حاصل ہو اور آئندہ کسی کو ایسی جرئت نہ ہو۔ یہ بات افواہ میں اڑتی ہوئی شہزادی کے کانوں تک پہنچی یہ سُن کر دردِ مفارقت میں افتاں خیزاں رات کو میاں فقیر کے پاس آگئی اور اُسے اس سرگشت سے آگاہ کرتے ہوئے کہا کہ بہتر یہ ہے کہ تو انتفاغ فتنہ کیلئے یہاں سے فوراً چلا جا۔ فقیر نے دُکھاکہ تیری محبت کے الزام میں میرا پھانسی پہ لٹکایا جانا قیامت کے دن باعثِ افتخار



ہو گا یہ تو ایک جان ہے تجھ پہ سو جان بھی قربان کر سکتا ہوں یہی باتیں کرتے اور ایک دوسرے کو گلے لگاتے ہوئے کھڑے رہے حتیٰ کہ صبح ہو گئی ادھر ادھر سے لوگ آکر جمع ہوتے گئے حتیٰ کہ مجمع کثیر ہو گیا جب ان دونوں کو دیکھا تو معلوم ہوا کہ ان کی روہیں پرواز کر گئی ہیں۔

آپ نے فرمایا ایک طاؤس (مور) کسی جمیلہ عورت پر عاشق تھا جو اسے سارا درخ تکتا رہتا تھا اور ناچتا رہتا تھا۔ اس عورت کو کسی عورت نے طعنہ دیا کہ تیرا عاشق تو ایک پنکھی ہے آدمی تو تجھ پہ آج تک عاشق نہیں ہوا۔ یہ سن کر اسے غصہ آ گیا اور طاؤس کو پکڑ کر اس کی دونوں آنکھیں نکال دیں وہ بے چارہ اسی وقت اس کے سامنے تڑپتا ہوا مر گیا یہ حالت دیکھ کر عورت کو بہت رنج ہوا وہ اس کے غم میں تڑپ کر مر گئی۔

(ان حکایات کا مقصد یہ ہے کہ مجازی اور فانی عشق والے اس عشق میں اتنے کمال کو پہنچیں اور ہم اپنے محبوب حقیقی پر جان قربان نہ کریں یہ کتنا عجیب بات ہے) حضور تقرر فرماتے رہے۔ لوگ محفوظ ہوتے رہے جمعہ کا دن تھا آپ نے غسل فرمایا اور جامع مسجد جمعہ پڑھنے تشریف لے گئے۔ نماز کے بعد مولود خوانی ہوئی جس سے صوفیاء کرام پر جذبہ و جدتاری ہو گیا۔

آپ نے فرمایا جس مولوی کے پیچھے نماز پڑھی ہے اس نے قرآن شریف غلط پڑھا ہے اور دائرہ بھی حد شرع سے کم ہے۔ میں تو انشاء اللہ نماز کا اعادہ کروں گا اور آپ نے فرمایا جس کی دائرہ قبضہ سے کم ہو اس کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے جب محمد کبیر کے ہاں تشریف لائے تو راجن پور کا بڑا تحصیلدار جو خلیفہ محمد نجش صاحب کے سلوک مراقبہ احدیت تک طے کر چکا تھا حضرت غوث الاعظم کی زیارت کے لئے حاضر ہوا مگر افسوس کہ اس کی دائرہ پر مشین پھری ہوئی تھی آپ نے اسے دیکھ کر جو فرمایا امید ہے اسے وہ دم زیست یاد رکھے گا۔



چنانچہ حضرت غوث الاعظم نے فرمایا ہم بڑے پیٹ والوں ملازموں اور حاکموں (حکام) سے ہرگز نہیں ڈرتے بلکہ میں تو انہیں چیونٹیوں سے بھی کمزور سمجھتا ہوں۔ یہ لوگ اہل حکومت غرور اور کبر میں مبتلا ہوتے ہیں۔ اَلْکِبْرُ مَعَ الْکِبْرِ عَدْلٌ (متکبر کے ساتھ تکبر کرنا انصاف ہے)، ہم تو اس پر عامل ہیں۔ آپ نے فرمایا ایک نقال نے اپنے ساتھی نقال سے کہا (یہ لوگ نقالی کر کے لوگوں کو ہنسلاتے ہیں) ارے بھائی ملا لوگ بہشت کی بہت تعریف کرتے ہیں اور ذرا بہشت کا پتہ کریں چنانچہ اس نے (صوفیوں کی طرح) مراقبہ میں سر جھکالیا اور پھر سر اٹھا کر کہا۔ یا ربہشت میں جلاتے ہی میرا دل بہت گھبرایا کیونکہ اس میں یا تو اندھے تھے یا کانے اور لنگڑے یا بہرے اور زیادہ تر ملا لوگ تھے۔ سائل نے کہا کیا وہاں سید بھی تھے بولا جی ہاں کوئی کوئی نظر آتا تھا۔ سائل نے کہا اب دوزخ کے متعلق کچھ احوال بتائیں وہاں کیا دیکھا لہذا نقال بصورت سابقہ مراقبہ کر کے سر اٹھایا اور کہا واہ واہ سبحان اللہ! دوزخ میں تو بہت روئیں لگی ہوئی تھیں۔ سائل نے کہا وہ کس طرح۔ بولا میں نے جو دوزخ کو دیکھا تو اس میں وہ لوگ تھے جن کے نام کے ساتھ دار لگا ہوا ہوتا ہے سائل نے کہا اس معرکہ کو حل کر دیجئے۔ اس نے کہا۔ چوکیدار۔ نمبردار۔ اور ذیلدار جمعدار اور صوبیدار تھانیدار۔ سررشتہ دار۔ تحصیلدار اور حوالدار یہ سب دار والے دار دوزخ میں رونق لگائے ہوئے تھے۔ آپ کی تقریر پر تنویر جہاں دوسرے لوگ توجہ سے سن رہے تھے وہاں تحصیلدار صاحب بھی بڑے خشوع کے ساتھ سنتا رہا جب تقریر ختم ہوئی تو تحصیلدار صاحب نے دوپے نڈانہ پیش کر کے منظور کرائے اور دعا کر کر اجازت لے کر چلا گیا۔

آپ نے اسی مسجد میں بہت سے لوگوں سے بیعت لی رات وہیں بسر فرما کر



صبح کے وقت دولت خانہ کی طرف روانہ ہو گئے۔ الحمد للہ رب العلمین تمام شد سفر واجل بتاریخ ۵ اشمال ۱۳۵۷ھ بمقام میاں اللہ وسایا آرائیں موضع پتی گھنیا۔

## سفر سندھ باب دوم

### مجلس اول

مورخہ ۲۸ ماہ جمادی الثانی ۱۳۲۸ھ میں حضرت غوث الزماں محبوب رحمان سکھر شہر میں تشریف افزا ہوئے اور یہ کمترین چند روز سے روٹری شریف میں قیام پذیر تھا تو وہ بندہ سکھر میں جا کر شرف قدم بوسی سے مستفیض ہوا آپ نے بعد نماز فجر پہلے مولوی سلیم اللہ صاحب ہندوستانی کی طبع پر سی فرمائی۔ بڈھو خاں کلیا نوی کو فرمایا تیرا نام اچھا نہیں ہے یہ تو عموماً ہندوؤں کا ہوتا ہے۔ اس نے عرض کیا جی! میرا نام اصل تو راحت یار ہے۔ فرمایا راحت یار خاں نیز اچھا نہیں ہے۔ بلکہ رحیم یار خاں ہوتا چاہیئے۔ اور پھر محمد خاں کنیشیبل کو فرمایا تم اور دوسرے ہماری جماعت والے سب اس کو رحیم یار خاں کے نام سے بلایا کرو۔

آپ نے فرمایا رات خواب دیکھا ہے کہ ایک سرخ گھوڑے پر سوار ہوں اور جماعت حسب معمول میرے پیچھے آ رہی ہے۔ اور گھوڑے کو میں تیز چلا رہا تھا اور بہت ارفع مکان میں جا داخل ہوا جس میں چند عورتیں موجود تھیں جنہوں نے شور و غل مچا دیا کہ یہ بیگانہ آدمی بغیر اجازت اندر کیوں چلا آیا ہے؟ میں نے کہا یہ گھوڑا زور سے اندر چلا آیا ہے۔ مت گھبراؤ۔ میں باہر ابھی واپس جا رہا ہوں اور پانی تو خواب میں بالکثرت دیکھتا رہتا ہوں۔ مولوی صاحب نے عرض کیا کہ اس کی تعبیر تو یہ معلوم ہوتی ہے کہ آپ سارے ملک میں فیض پہنچا رہے ہیں۔ آپ نے



فرمایا مولوی صاحب! میرا تو یہ خیال ہے کہ گھوڑے سے مراد دنیا ہے اور بفضلہ تعالیٰ میں اس پر سوار ہوں اور سرخ ہونا اس کا زر خالص سے تشبہ رکھتا ہے اور عورتوں سے مراد گناہ ہیں اس لئے کہ یہ ناقصات عقل والدین ہیں۔ تو اَللّٰہُمَّ دُنِیَا کے ساتھ میری محبت نہیں ہے اور گناہوں سے محترز رہتا ہوں۔ پانی سے مراد ذکر اور فیض ہے۔

پھر کمترین نے بنا بر ترخیص (اجازت کیلئے) ملفوظات شریف لکھنے کیلئے عرض کیا تو آپ نے فرمایا اگر قصہ ریا اور طلب تحسین کی دل میں نہ ہو اور مخلوق کے فائدہ کیلئے ہو تو ٹھیک ہے کمترین نے عرض کیا کہ حضور! سفرِ داخل کے دوران جو حضور کے ملفوظات اس احقر نے ترقیم کئے تھے (تحریر) اُن کے پڑھنے سے بہت ذوق اور وجد پیدا ہوتا ہے اور کسی ملفوظ میں ایسے تلذذ اور حظوظ نہیں پائے جاتے۔ تو آپ نے فرمایا میں تو ایک جاہل آدمی ہوں میرے الفاظ قابل تحریر کے نہیں ہیں مگر چونکہ آپ کا دل جو اچھا ہے اس لئے ملفوظات بھی آپ کو اچھے معلوم ہوتے ہیں۔ ۵

مادح خورشیدِ مداح خداست

اذا جارت المحبة ذہب الاعتراض

ترجمہ:- (سورج کی تعریف کرنے والا خدا کی تعریف کرتا ہے۔ اور جب محبت آ جاتی ہے تو اعتراض چلے جاتے ہیں۔) اور فرمایا یہ مصرعہ ویسے زبان پر آ گیا ہے۔ کسی کتاب کا نہیں ہے۔ فرمایا جس نے حضرت محبوب کبریا رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حسن عقیدت سے دیکھا جیسا کہ حضرت سیدنا ابوبکر بن الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو وہ مُصَدِّق اور متبع ہو گئے اور جس نے بد عقیدت سے دیکھا جیسے ابو جہل تو وہ مُتَرَدِّد اور مردود ہو گئے فرمایا تم نے دیکھا ہو گا کہ اپنا لڑکا اگر باپ کی داڑھی سے پکڑ کر کھینچے تو باپ پر گراں نہیں گزرتا



بلکہ اس کے اس فعل سے خوش ہوتا ہے اور معاذ اللہ دوسرے کا لڑکا اگر اس طرح پکڑ کر کھینچے تو بتاؤ وہ کیا کرے گا؟ بالفرض بڑے حوصلے والا بھی کیوں نہ ہو تھپڑ ضرور رسید کر دیگا۔ لڑکے اور اس کے والدین کو بد تہذیب کہا جائیگا۔ لیکن اس میں فرق یہ ہے کہ وہ تو اپنا ہے اور یہ غیر کا۔ آپ نے اس کمترین کو ارشاد فرمایا کہ دہلی والے خطوط کا میری طرف سے جواب لکھ دے اور لکھ کر مجھے دکھا دینا۔

اس کے بعد میاں محمد عمر بیگ کے لئے ناف کا تعویذ لکھا۔

آپ مسجد شریف سے ظہور محمد کے گھر تشریف لے گئے تو حسب الارشاد یہ بندہ ان خطوں کا جواب لکھ کر آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا، آپ نے پڑھ کر ایک لفظ کی تصحیح فرمائی۔ اور وہ اصل عبارت یہ تھی کہ ایک لحظہ مالک حقیقی سائیں کے ذکر سے غافل نہ ہونا۔ آپ نے فرمایا ”سائیں“ کا لفظ یہاں بے ضرورت ہے جب مالک حقیقی کا لفظ آگیا تو ”سائیں“ لکھنے کا کیا سود؟ آئندہ اسی طرح عبارت کے الفاظ کا خیال رکھا کرو۔

آپ اس وقت ایک کتاب کا مطالعہ فرما رہے تھے فرمایا اس کتاب میں لکھا ہوا ہے کہ ایک بزرگ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں میری طرف سے کہہ دینا کہ مجھے تیرے خدا ہونے کی کوئی ضرورت نہیں ہے اور تیرے رزق دینے کی بھی ضرورت نہیں ہے۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے یہ بات عرض کی تو باری تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔ اے کلیم میری طرف سے کہہ دینا کہ مجھے تیرے لئے خدا ہونے کی ضرورت ہے اور تیرے لئے رزق پہنچانے کی بھی ضرورت ہے۔

آپ نے فرمایا تین بزرگوں کے سامنے کسی نے شہد سے بھرا ہوا طشت رکھ دیا تو کھانے کے وقت ایک بال اس شہد سے نکلا۔ تو ایک بزرگ نے فرمایا ”شریعت اس



طشت سے روشن اور طریقت اس شہد سے شیریں اور اس پر چلنے کا طریقہ اس بال سے باریک ہے دوسرے نے فرمایا جنت المادی اس طبق سے روشن اور اس کے میوے اس شہد سے زیادہ لذیذ اور بہشت کا راستہ اس بال سے باریک ہے۔

تیسرے نے فرمایا، مسلمانی اس طشت سے روشن اور اسلام کے کام کرنا اس شہد سے شیریں تر اور اس مسلمانی پر چلنا بال سے باریک تر ہے۔

چوتھا وہ لڑکا جو شہد کا طشت لایا تھا بولا، مہمان داری کرنا اس طشت سے خوب تر اور کھانا کھلانا اس شہد سے خوشتر اور مہمانوں کے آداب بجالانا اس بال سے باریک تر ہے۔ آپ نے فرمایا ایک بزرگ جو کلام دن میں کرتا تھا اُسے لکھ لیتا تھا اور شام کو اُس کا مطالعہ کرتا تھا جو بات نیک ہوتی اس پر خوش ہوتا اور جو بات فحش ہوتی اس سے توبہ کرتا تھا۔

آپ نے فرمایا۔ اَتَّقُوا مَنْ فِرَاسَتِ الْمُؤْمِنِ فَإِنَّهُ يَنْظُرُ بِنُورِ اللَّهِ۔

ترجمہ:- کامل مؤمن کی فراست سے ڈور بیشک وہ تو اللہ تعالیٰ کے نور سے دیکھتا ہے۔ ! آپ نے فرمایا اولیاء اللہ کو دوست رکھو جو تمہاری طرف متوجہ ہوتے ہیں (اور توجہ سے فیض دیتے ہیں)۔

آپ نے فرمایا حضرت شیخ عبد القادر جیلانی قدس سرہ نے سونے کی میخوں سے گھوڑے باندھ رکھے تھے کسی نے عرض کیا یا حضرت سونے سے اتنا پیار کیوں ہے آپ نے فرمایا (جواب دیا) ”سونے کو ہم نے زمین میں گاڑ رکھا ہے نہ کہ دل میں۔“

آپ نے فرمایا، ایک عورت بچے کو بزرگ کی خدمت میں لے آئی اور عرض کیا، دعا فرمادیں یہ بچہ گڑبہت کھاتا ہے تو بزرگ نے فرمایا آج میں نے بھی گڑ کھایا ہے اس لئے میں خود توبہ کروں گا کل بچہ کو لے آنا پھر دعا کروں گا۔



فرمایا، موسیٰ علیہ السلام کے پاس حضرت عزرائیل علیہ السلام حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ آپ کی روح قبض کرنے آیا ہوں۔ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں میری طرف سے درخواست دینا کہ کوئی دوست اپنے دوست کو بھی مارتا ہے؟ حضرت عزرائیل علیہ السلام اللہ تعالیٰ کو ص بارگاہ سے پیغام لائے کہ اے موسیٰ کوئی دوست اپنے دوست کی ملاقات سے انکار بھی کرتا ہے؟ پھر تو حضرت موسیٰ علیہ السلام موت کے لیے بیتاب ہو گئے۔

فرمایا، ایک بزرگ فرمایا کرتے تھے کہ جو بات میرے اندر ہے وہ خدا کے اندر نہیں کسی نے عرض کیا کیا بات ہے جو آپ کے اندر ہے۔ فرمایا وہ عجز و انکساری ہے جو میرے اندر تو ہے مگر اللہ تعالیٰ اس سے پاک و منزه ہے۔

فرمایا، ایک نقال غار میں کنج نشیں اور گوشہ گزیں ہوا۔ اپنے آپ کو مستجاب الدعوات کہلاتا شروع کر دیا۔ آہستہ آہستہ یہ بات بادشاہ تک جا پہنچی بادشاہ نے جب یہ سنا تو وہ بھی اس نقال سے دُعا کرانے کی نیت سے اس کے پاس جا پہنچا اور ایک ہمیانی جس پر ص ہزار روپے تھے نذرانہ پیش کیا۔ اس غدار مکار نے لینے سے انکار کر دیا لیکن بادشاہ نے بار بار عرض کیا حضرت! یہ ہدیہ ضرور قبول فرمائیں مگر وہ نہ مانا۔ آخر بادشاہ مایوس ہو کر ہمیانی لئے واپس جا رہا تھا کہ وہ نقال اٹھ کر دوڑا اور بادشاہ سے راستہ میں جا ملا اور عرض کیا حضرت! وہ ہمیانی عطا فرمائیے! بادشاہ نے پوچھا تو کون ہے؟ اس نے کہا حضور! میں تو وہ نقال ہوں جو پہلے آپ سے بھیک مانگا کرتا تھا۔ بادشاہ نے فرمایا تو پھر تو نے اس وقت ہمیانی قبول کیوں نہ کی؟ بولا حضور! جس کی میں نقل کر رہا تھا اس کی عادت تھی کہ وہ بادشاہوں سے دنیا لینے سے انکار کر دیتے تھے اس لئے اگر میں لے لیتا تو نقل پوری نہ رہتی۔ فرمایا اس نقال نے کیسی عجیب نکتے کی بات بتائی ہے۔ ۵



مصرعہ: گزرق مراتب نہ کنی زندیقی \* ترجمہ: اگر تو ہر مرتبہ کو جدا جدا نہ کرے تو گمراہ ہوگا  
 فرمایا آج کے پیر تو غیر عورتوں سے پاؤں دلاتے ہیں۔ مونچھیں بڑھاتے اور داڑھی  
 منڈاتے ہیں اور لوگوں کو گمراہی کی طرف کھینچتے جا رہے ہیں۔ لوگوں کا حال یہ ہے کہ انہیں کامل  
 اور ناقص پیر کی پہچان نہیں رہی۔ بس گل تو دیکھتے ہیں مگر دل نہیں دیکھتے۔ پیر کا معنی سفید  
 ہونا نہیں دل سفید ہونا چاہیئے۔ کامل پیر وہ ذات ہے من لہ المولیٰ فلہ الکل۔ (جس کا مولا  
 اس کا ہر کوئی) اپنے مولا کے دروازے کا دربان ہو۔ ۷

مصرعہ: سایہ یزداں بود بندہ خدا۔ (ترجمہ: بندہ خدا پروردگار کا سایہ رحمت ہوتا ہے)  
 چوں شوی دور از حضورِ اولیاء \* در حقیقت دور گشتی از خدا  
 ترجمہ: جب تو اولیاء اللہ کی بارگاہ سے دور ہوگا۔ تو در حقیقت خدا سے دور ہوگا۔  
 اور محبوبِ کبریا علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں۔ اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِيْ حُبَّكَ وَحُبَّ  
 مَنْ يُحِبُّكَ اَرْوَا حُنَّا اَجْسَادُنَا اَرْوَا حُنَّا۔ ترجمہ (اے اللہ مجھے اپنی محبت اور  
 اُن کی محبت جو تجھ سے محبت کرتے ہیں عطا فرما ہماری رو میں ہمارے جسم۔ ہمارے جسم ہماری <sup>روح</sup> میں  
 فرمایا حضرت پیر پیرانِ غوث الثقلین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ارشاد فرماتے ہیں۔ ولی اللہ  
 ایک وقت میں شتر جگہ دعوت کھا سکتا ہے۔

فرمایا، پیر کامل وہ ہے جو متبع سنت ہو۔ اس کے ایک ہاتھ میں شریعت کا جُزدان ہو  
 اور دوسرے ہاتھ میں عشق کا سُندان۔ مَنْ تَوَاصَعَ لِلّٰهِ رَفَعَهُ اللّٰهُ۔ ترجمہ: جو اللہ  
 کے لئے جھک گیا اللہ نے اُسے بلند کر دیا۔

فرمایا، ابو حفص رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بڑے عالم تھے مگر وعظانہ فرماتے تھے۔ لوگوں نے  
 وجہ پوچھی تو فرمایا میں نے یہودی کے پیاز کا پتہ سہواً کھالیا تھا اس لئے وعظ کرنے سے شرماتا



ہوں۔ لوگ جمع ہو کر یہودی کے پاس گئے اور کہا تو پیاز کا پتہ معاف کر دے یہودی نے کہا جب تک لاکھ روپے نہ لوں گا معافی نہ دوں گا یہ اُمید مجھ سے مت رکھو۔ آخر الحیل لاکھ روپے لیکر اس کے آگے رکھ دیئے یہودی نے اپنی جو رو (بیوی) سے مشورہ کیا۔ اس نے کہا ذرا غور تو کر! پیاز کے چھلکے کے لئے تجھ سے لاکھ روپے کے بدلے میں معافی مانگ رہے ہیں۔ اس سے ثابت ہوا انہیں اپنے رب کا خوف ہے اور خشیتِ دل میں رکھتے ہیں عذابِ آخرت سے ڈرتے ہیں۔ عقوبتِ عاقبت سے کانپتے ہیں۔ تجھے اب مان لینا چاہیئے کہ ان کا دین سچا ہے اور برگزیدہ ہے۔ حاصلِ خلاصہ یہ ہے کہ وہ یہودی ان کے اس عمل سے متاثر ہو کر اہل و عیال سمیت مسلمان ہو گیا۔ پھر حضرت ابو حفص بزرگ بڑے ذوق و شوق سے تبلیغ میں سرگرم عمل ہو گئے۔ ان کی تبلیغِ مبلغ سے ہزاروں بے دین دیندار ہو گئے سینکڑوں کافر مسلمان ہو گئے۔

فرمایا۔ ایک بزرگ منٹش بادشاہ (غالباً اورنگزیب) کو خازن نے بتایا کہ آپ کے خزانے میں ایک لعل ہے جس کی قیمت ہزار روپیہ ہے، بادشاہ نے کہا الحمد للہ۔ پھر دو دن کے بعد اسی خازن نے عرض کیا جناب وہ لعل گم ہو گیا ہے۔ بادشاہ نے پھر بھی کہا الحمد للہ۔ تو خزانچی حیرت سے بولا حضور! لعل کی موجودگی پر تو الحمد للہ کہنا مناسب ہے لیکن اس کے گم ہو جانے پر الحمد للہ کہنا کیسا ہے؟ بادشاہ نے فرمایا لعل کی موجودگی اور عدم موجودگی پر میں نے اپنے قلب پر نظر کی تو وہ مطمئن تھا۔ نہ موجودگی پر مسرت نہ عدم موجودگی پر اُسے کوئی غم تھا۔ اس کے اس بلیساں حال پر میں نے الحمد للہ پڑھا ہے اس لئے نہیں پڑھا کہ لعل موجود ہے۔ فرمایا، مجنوں ایک دن لیلیٰ کی ضیافت پر چلا گیا۔ لیلیٰ نے اس کا پیالا توڑ ڈالا مجنوں مسر ہو کر قص کرنے لگا۔ لوگوں نے کہا یہ کوئی خوشی کا موقع تھا اس نے پیالا توڑ کر نقصان



کر دیا ہے اور یہ خوشی میں قص کر رہا ہے۔ مجنوں نے کہا میری یہ تھوڑی خوش قسمتی ہے کہ لیلیٰ کو میں یاد ہوں لوگوں کے پیالے پر گر کے دو کر دیتے لیکن میرا پیالا ہاتھ میں لے کر اپنے سامنے توڑ ڈالا۔

جس کتاب کا آپ مطالعہ فرما رہے تھے اس میں لکھا تھا کہ حیونٹی پہاڑ سر نہیں اٹھا سکتی۔ فرمایا ایک شخص نے خواب دیکھا کہ حیونٹی اونٹ کو سر پر اٹھا کر دریا پر تیرتی جا رہی ہے۔

فرمایا بندہ اتنا فہم و فراست تو نہیں رکھتا لیکن اس کے تعبیر پوچھنے پر مجھے یہ سمجھ میں آیا ہے کہ حیونٹی سے مراد ولی اللہ ہے اور اونٹ سے مراد وہ بار امانت ہے جو رب نے قرآن شریف میں

بیان فرمایا ہے۔ کما قال اللہ تعالیٰ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَۃَ

عَلٰی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبٰیْنَ اَنْ یَّحْمِلْنَهَا وَاَشْفَقْنَ مِنْهَا فَحَمَلَهَا

الْاِنْسَانُ اِنَّہٗ كَانَ ظٰلُومًا جَبُوۡلًا ۝ ترجمہ: ہم نے آسمانوں زمینوں اور پہاڑوں پر

امانت پیش فرمائی انہوں نے اس کے اٹھانے سے انکار کیا کیوں کہ وہ اس معاملہ میں ڈر گئے۔

لیکن انسان نے اُسے اٹھا لیا بیشک انسان نے (خود پر) ظلم کیا اور انجام کو بھول گیا۔

فرمایا جس دریا پر حیونٹی جا رہی تھی وہ معرفت کا دریا ہے انسان اس معرفت کے دریا میں

تیرتا ہوا پار جا لگتا ہے۔

فرمایا حضرت خضر علیہ السلام نے کسی بزرگ سے فرمایا اگر ضرورت پیش آجائے تو مجھے

یا دکرنا بزرگ نے کہا تجھ سے کوئی ضرورت نہیں ہے لیکن خضر علیہ السلام نے بار بار اسرار فرمایا

تو بزرگ نے کہا اگر آپ کی مرضی یہی ہے تو جو چیز مجھے اوقات مقررہ پر ملتی ہے جیسا کہ کُلُّ اَمْرِ

مَرْهُوۡنٌ بِاَوْقَاتِہَا (کہ ہر چیز اپنے وقت کی تابع ہے) وہ چیز مجھے وقت سے پہلے ملادیجئے

اور جو کچھ اللہ تعالیٰ نے میری تقدیر میں لکھ دیا ہے جیسا کہ وَلَا تَجِدُ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِیْلًا

ترجمہ (یعنی تو اللہ تعالیٰ کے فیصلے میں تبدیلی نہ پائے گا)۔ تو آپ میرے اس نوشتہ مقدر کو



تبدیل کر دیجئے۔ تو حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا یہ دونوں امر ناممکن ہیں! تو بزرگ نے کہا اب تو فیصلہ ہو گیا۔ بس جب وقت آئے گا وہ چیز خود بخود مل جائے گی۔ اور جو مقدر میرے ہو گا مل جائے گا۔ (آپ کو کیوں یاد کروں)

## حکایت

فرمایا۔ ہارون رشید کی زوجہ زبیدہ خاتون پر ایک شخص عاشق ہو گیا جب یہ بات زبیدہ خاتون کو معلوم ہوئی تو اس نے وزیر کو فرمایا یہ رقم چھ ہزار روپے لے جا اور میرے اس عاشق کو دے کر کہہ دینا کہ یہاں سے چلا جائے میرے ساتھ محبت کرنا چھوڑ دے جب وزیر نے اس شخص کو رقم دی اور خاتون کا پیغام بھی سنایا تو وہ رقم لے کر وہاں سے چلا گیا۔ عرصہ کثیر کے بعد زبیدہ خاتون نے وزیر کو فرمایا اس خام عاشق شخص کو تلاش کر و اور اسے پھانسی پر لٹکا دو کیونکہ اس خام عاشق نے مجھے بدنام کیا ہے عشق کا دعویٰ کر کے چھ ہزار روپے پر راضی ہو گیا اور چل دیا۔

سرکار نقشبند حبیب مصطفیٰ حضرت قریشی صاحب نے ارشاد فرمایا۔ کسی اللہ والے کی بارگاہ عالیہ میں عادت سے مجبور سائل نے دنیا کا سوال کر دیا کہ حضور میں غریب آدمی ہوں میرے پاس دنیا کی کوئی نعمت نہیں۔ مہربانی فرما کر کچھ عنایت فرمائیں اس بحر عرفان کے خواص نے سائل سے فرمایا تجھے ایک ہزار روپے دے رہا ہوں ذرا اپنے دونوں کان کاٹ کر میرے حوالے کر دے۔ اس نے کہا جناب معاف کیجئے آپ تو ایک ہزار کہتے ہیں اگر آپ ایک لاکھ روپے بھی دیں تب بھی کان کاٹ کر نہیں دوں گا۔ اللہ والے نے فرمایا۔ اچھا بھلا ناک کاٹ کر دے دو۔ اس نے کہا نہیں ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا۔ بزرگ نے فرمایا آنکھ دیدو، کہا نہیں۔ آپ نے فرمایا کہ ہاتھ کاٹنے دو کہا نہیں، فرمایا بھلا ٹانگ کاٹ دو، کہا نہیں۔ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کے اسقدر عارف نے فرمایا! اے اللہ کے ناشکر گزار بندے جب تو اتنا بڑا قیمتی آدمی ہے اور ایسے



نایاب نعمتوں کا مالک ہے تو پھر کیوں کہتا ہے میرے پاس کچھ نہیں۔

حضرت غوثِ معظم شہنشاہِ ولایت ایک نظر سے مردہ دلوں کو یادِ خدا سے زندہ کرنے والے محبوبِ خدا نے فرمایا۔ تجارتی قافلہ سامانِ تجارت کے ساتھ ایک بیابان میں رہروان تھا۔ اس قافلہ میں حضرت بایزید بسطامی قدس سرہ کا ارادت مند بھی شامل تھا۔ اچانک کاروانِ تجارت پر رہزنوں نے حملہ کر دیا اور متاعِ معاش لوٹنا شروع کر دیا۔ قافلے والوں نے اپنے پروردگار کو پکارنا شروع کر دیا مگر بچارے ان قزاقوں کی زد سے نہ بچ سکے۔ لیکن بایزید کے مرید نے حضرت بایزید کی بارگاہ میں غائبانہ درخواست دیتے ہوئے پکارنا شروع کر دیا۔ قدرتِ کا کرشمہ دیکھئے کہ اپنے شیخ کو پکارنے والا قزاقوں کے حملہ سے محفوظ رہا قافلے والے حیرت زدہ ہو گئے کہ ہم نے اللہ تعالیٰ کو پکارا تو نہ بچ سکے اور اس نے اپنے شیخ کو پکارا تو وہ بچ گیا۔ آخر یہ معجزہ کیا ہے؟ جب بارگاہِ بسطامی میں باریاب ہوئے اور واقعہ سنا کر استفسار کیا تو شیخ نے ارشاد فرمایا! اے راہِ راست سے بھٹکے ہوئے مسافر! تمہارا اپنے پروردگار سے رابطہ نہیں اور میرا اپنے مالکِ حقیقی سے پورا تعلق ہے۔ اس لئے جب میں نے اپنے مرید کے پکارنے پر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دُعا مانگی تو اس ارحم الراحمین نے میری دُعا فوراً منظور فرمائی (اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِي بِي) رب نے فرمایا بندہ کے گمان کے مطابق معاملہ کرتا ہوں) مگر تمہارا رابطہ محبتِ قوی نہ تھا اس لئے تمہاری دُعا منظور نہ ہوئی۔ فرمایا! جَذْبُهُ مِّنْ جَذَبَاتِ الْحَقِّ مُتَفَوِّقٌ مِّنْ عِبَادَةِ الثَّقَلَيْنِ ۝ یعنی جو جذبِ محبتِ حق کے جذبات سے ہے وہ دونوں جہان کی عبادت سے بھی زیادہ فوقیت رکھتی ہے۔

اتنے میں صاحبِ دعوت غوثِ محمد حاضر ہوا عرض کیا حضور! کھانا تیار ہے۔ لبِ شیریں پر مسکراہٹ کے پھول کھلے۔ اور فرمایا اگر کھانا تیار ہے تو میں بھی تیار ہوں۔ اور



پوچھا بھلا یہ تو بتاؤ کھانے کیلئے کتنا درجہ ناپڑے گا؟ خادم نے جھک کر عرض کیا حضور  
 میاں علی محمد کے گھر کے قریب ہے۔ طالبانِ حق کے راہنما نے میاں غلام محمد کے غریب خانہ  
 کو رشکِ ارم ہونے کا شرف بخشا۔ کھانے کو متبرک فرمایا اور وہاں سے فراغت کے بعد واپسی  
 تشریف افرما ہوئے۔ راستے میں آتے آتے معلوماتی دنیا سے ایک سبق آموز واقعہ سنایا فرمایا  
 بادشاہ کی صاحبزادی بیمار تھی اس نے دربار شاہی کے حکیم حاذق سے کہا کہ شہزادی کا  
 علاج کرو مگر نبض دیکھو بغیر بیماری کے متعلق تشخیص کرو۔ حکیم نے عرض کیا جناب اتنا وضو  
 ہو جانا چاہیے کہ شہزادی کی نبض پر ایک دھاگہ باندھ کر مجھے دید و میں خود تشخیص کر لوں گا۔  
 بادشاہ نے حکیم حاذق کی آزمائش کیلئے بلی کے گلے میں رسی باندھ کر اس کے ہاتھ میں پکڑادی  
 حکیم نے کہا جناب مریض نے چوہے کھائے ہیں۔ بادشاہ کے یقین میں سختی آگئی۔ اب اس نے  
 شہزادی کی نبض پر دھاگہ باندھ کر حکیم کے ہاتھ میں دیدیا۔ حکیم نے عرض کیا جناب اس کی  
 فصد کرنا ہوگی مطلب یہ ہے کہ خون نکلوانا پڑیگا۔ چنانچہ شہزادی کو بتائے بغیر زمین پر ریت  
 بچھوا کر اس میں نشتر چھپا دیا۔ اب شہزادی کو ننگے پاؤں ریت پر چلنے کو کہا۔ شہزادی ننگے پاؤں  
 ریت پر چلی تو نشتر اس کے پاؤں میں چبھ گیا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ حسبِ ضرورت خون خارج کر کر  
 پی کر دی لیکن شہزادی نے سمجھا شاید پاؤں میں کانٹا چبھا ہے اس لئے اُس کی قسم کی گھبراہٹ  
 نہ ہوئی۔

حضرت نے مغرب کی نماز امام بخش کے گھر پر روٹری شریف میں ادا فرمائی اتنے میں  
 عاشقانِ ادلیام زائرین باصفا کا اثر دھام (ہجوم) ہو گیا سب کو مخاطب فرماتے ہوئے ارشاد  
 فرمایا۔ اے اللہ کے رسول کے دیوانو، ذرا اپنی داڑھی کا خیال رکھو یہ سنتِ رسول ہے اسے  
 نہ منڈاؤ۔ داڑھی منڈانا ہنود کی رسم ہے تم ہندوؤں کی مصنوعات بالکل نہ کھاؤ۔ ۷



مصرعہ: چسیت تقویٰ ترک شہوات و حرام، ترجمہ: تقویٰ کیا ہے؟ حرام اور شبہ والی اشیاء سے پرہیز کرنا، فقیر و اچھاتی بڑی گراں قیمت شے ہے۔ اس کو برباد نہ کرو اس دار فانی کی فانی اشیاء سے محبت نہ کرو۔ دل لگانا ہے تو ان چیزوں سے لگاؤ جو ہمیشہ پائندہ اور باقی رہنے والی ہیں وہ کیا ہیں، وہ اعمالِ صالحہ ہیں۔ ذرا اپنے دل کی اتھاہ گہرائیوں میں ڈوب کر سوچو تو سہی تم کس کا نام لیتے ہو؟ یہ اس ذاتِ مقدس کا نام ہے جو حُیُّ الْقَیُّوْم ہے۔ یاد رکھو اس نام کی لذت بغیر شیخِ کامل کی صحبت کے حاصل نہیں ہو سکتی۔ لوگو! تم نے قبرستان میں دیکھا ہوگا کہ دنیا داروں کی قبروں پر کوئی فاتحہ بھی نہیں پڑھتا دیکھو تو مٹی کے ٹیلوں کے سوا کچھ نظر نہیں آتا۔ مگر دوسری طرف اللہ کے پاک باز بندوں اور اس کے عاشقوں کی مزارات پر نظر دوڑاؤ کتنے زائرین روزانہ ان کے مزارات پر حاضری دیتے ہیں۔ عوام تو عوام ہیں ان کی بارگاہ سے بھیک مانگنے والوں کی صفوں میں اغنیاء اور زمانے کے بادشاہ بھی شامل ہوتے ہیں۔ آپ نے اپنی جیب سے گھڑی نکالتے ہوئے فرمایا اچھا یہ بتاؤ سولہ روپے میں کتنا لوہا ملیگا۔ لوگوں نے جواب دیا جناب سولہ روپے میں بہت سا لوہا آسکتا ہے۔ فرمایا دیکھو یہ گھڑی لوہے کی ہے مگر اس کا وزن کتنا تھوڑا ہے پھر سولہ روپے میں مل رہی ہے۔ آخر کیوں؟ کبھی سوچا تم نے اگر اس کے وزن کا لوہا لیا جائے تو بالکل تھوڑے پیسے خرچ ہوں گے اس تھوڑے سے لوہے کی اتنی زیادہ قیمت کیوں ہے؟ وجہ یہ ہے کہ اس کو کسی کاریگر ذی فنون کا ہاتھ لگا ہے جس کی وجہ سے یہ اتنی قیمت میں بک رہا ہے۔ ٹھیک اسی طرح انسان کے بیکار دلوں کو بنانے والے کاریگر بھی ہوتے ہیں جب ایسے استادِ کامل کا ہاتھ لگ جاتا ہے تو انسان کوئی اعلیٰ چیز بن جاتا ہے پھر فرمایا اللہ کے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بتائی ہوئی شریعت پر عمل کرو۔ ہندوؤں کی رسومات پر تو بے دھڑک عمل کرتے ہو مگر ہادیِ برحق راہبرِ کامل شافعِ روزِ جزا کے حکموں



کی پردہ نہیں کرتے۔ آخر تم کس کے نام لیوا ہو کس کا کلمہ پڑھتے ہو۔ اپنے پروردگار کے حضور تمہیں پیش ہونا ہے اس کا کچھ تو خوف تمہارے دلوں میں ہونا چاہیے۔ شرم کرو و کوشش کرو اس طرح آپ نے لوگوں کو بہت تنبیہ اور تحذیر فرمائی۔

## المجلس الثانی

حضور نے صبح کی نماز سے قبل اس محترم سے فرمایا، فضل الدین دکاندار کو اطلاع کر دو کہ پروگرام کے مطابق آج کی دعوت کا بند و بست ان کے ذمہ ہے۔ اس لئے وہ انتظام کرے نمازِ فجر سے فارغ ہوئے تو ایک شخص سے ارشاد فرمایا تیرا نام کیا ہے اور کام کیا کرتا ہے؟ اس نے عرض کیا جناب مراد علی میرا نام ہے اور میں جانوروں کی ڈھک کا منشی ہوں۔ فرمایا تیری شکل ہندوؤں سے مشابہت رکھتی ہے اس لئے میں نے یہی سمجھا کہ شاید ہندو ہے فرمایا۔ اے مسلمان! کیوں کفار سے مشابہت رکھتے ہو؟ وہ بولا جناب سچ ہے مگر کیا کریں رسم پڑ گئی ہے۔ آپ نے فرمایا شریعت تو رسومات کی بیخ کنی کرنے والی ہے، کہاں تک رسومات پر کاربند رہو گے میں دیکھ رہا ہوں اور دیکھتا رہتا ہوں جس شہر میں جاؤ جس گاؤں میں جاؤ دیکھو ہر جگہ نئی نئی رسم موجود ہے۔ اے مسلمانو! رسومات کو بالکل چھوڑ دو۔ آؤ اللہ اللہ کرو اور کثرت سے کرو آپ منشی تو بن گئے مگر کسی سے علم النشاہ اور ملالہ بھی تو سیکھا ہو گا گھر بیٹھے تو منشی نہیں بن گئے۔ منشی بولا اچی ہاں بالکل درست فرمایا آپ نے، واقعی سیکھ کر منشی بنا ہوں۔ تو آپ نے فرمایا، اسی طرح اللہ اللہ سکھانے والے بھی ہوتے ہیں! تم نے دیکھا ہو گا کہ جس کے پاس ٹکٹ ہوتی ہے اُسے بلا لیتے ہیں اور کہتے ہیں جلدی آؤ۔ مگر جس کے پاس ٹکٹ نہیں ہوتی اُسے دھکے مار کر نکال دیتے ہیں اور خوب پٹائی بھی کرتے ہیں۔ اگر تاوان یا جرمانہ ادا کر سکتا



ہے تو وصول کرتے ہیں ورنہ اُسے ملزم بنا کر چالان کر دیتے ہیں۔

سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے ارشاد فرمایا۔ آج کل کے زمانہ میں کوئی نواب ٹوئن کے فسٹ کلاس کے ڈبے میں اکیلا سفر کر رہا تھا۔ چلتی گاڑی میں اس کا پیغام اجل آپہنچا۔ مگر اُسے بڑے غور و فکر سے پہنچانے کی کوشش کی گئی لیکن پہنچانا نہیں گیا کسی نے کہا ہندو بے کسی نے کہا معلوم نہیں کون ہے، اس کی شکل و صورت ہندوؤں کی سی تھی اس لئے اُسے جلا دیا گیا۔

پھر فرمایا ایک دن گاڑی میں کیا دیکھا کہ سید مسلمان دوسرا زمیندار مسلمان تھیرا ہندو سفر کر رہے تھے میں نے اپنے رفیق سے کہا دیکھو ان تینوں میں کوئی امتیاز نظر آتا ہے، کیا معلوم ہو سکتا ہے؟ کون ہندو ہے کون مسلمان اور کون عام مسلمان ہے، افسوس ہے کہ مسلمان کو اسلام کا توپتہ ہی نہیں رہا۔ نہ فرائض کا علم ہے نہ واجبات کا اور نہ سنت کا نہ مستحب کا۔ بھلا بتاؤ تو ہسی! تم تو شہر کے باشندہ ہو فرائض کیا ہیں۔ منشی بولا جی مجھے معلوم نہیں۔ فرمایا اگر اس شہر میں تمہارا دشمن رہتا ہو تو اُسے قتل کر دو گے؟ اس نے کہا جی نہیں فرمایا اس لئے کہ تمہیں یہ خوف ہوتا ہے کہ شاید پکڑے جائیں اور قصاص میں قتل کر دیے جائیں تو وہ بولا جی ہاں فرمایا افسوس ہے تم دنیا کے حکام سے تو ڈرتے ہو مگر احکم الحاکمین سے نہیں ڈرتے۔ تمام عمر گناہوں میں اور ارتکاب جرائم میں بسر کر ڈالی اور شریعت کی حدود کو توڑ ڈالا۔

آپ نے مراد علی کو فرمایا ادھر آ! تجھے ذکر بتا دوں اللہ تعالیٰ غنی الاغنیاء ہے تم اس سے مانگتے کیوں نہیں۔ پھر

**دل کا پتہ کیوں پوچھا**

فرمایا یہ تو بتا تیرا دل کہاں ہے اس نے اپنی چھاتی پر ہاتھ رکھ دیا آپ نے فرمایا تیرا کان کہاں ہے اس نے کان پر ہاتھ رکھ دیا۔ پھر پوچھا تیرا ناک کہاں ہے اس نے ناک پر ہاتھ رکھا



فرمایا سارے اعضاء سے تو واقف ہے مگر آج تک دل کا پتہ کیوں نہ پوچھا کیا تو دل کو بیکار سمجھتا ہے، اس سے کام کیوں نہیں لیا جب کہ سارے اعضاء سے تو نے کام لیا ہے۔ پھر آپ نے اس کے قلب پر انگلی مبارک رکھ کر ذکر اللہ سمجھایا اور فرمایا جب دل ذکر اللہ سے زندہ ہو جاتا ہے تو قبر میں بھی زندہ رہتا ہے۔ فرمایا دیکھو اولیاء کرام بھی انسان تھے کھاتے پیتے تھے اور چلتے پھرتے تھے لیکن ان کا دل زندہ تھا اس لئے اب وہ قبر میں بھی زندہ ہیں دنیا کے لوگ اس لئے ان کے محتاج ہیں۔ پھر فرمایا اولیاء اللہ مرنے کے بعد اس طرح ہوتے ہیں جس طرح میں نے چادر اوڑھ رکھی ہے اگر میں اسے اتار دوں تو جسم ننگا ہو جائے گا اولیاء کرام سے بھی روح والی چادر دور ہو جاتی ہے تو ان کا دل بدستور زندہ رہ جاتا ہے۔

آپ نے فرمایا۔ ناک کٹا ہوا ہو تو آدمی بہت بُرا معلوم ہوتا ہے۔ اسی طرح داڑھی منڈا آدمی بھی بُرا معلوم ہوتا ہے۔ ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء ہوئے ہیں ان سب کی داڑھی مبارک تھی امت محمدیہ علیہ آلہ افضل الصلوٰۃ والسلام میں اصحابہ کرام ہوں یا اولیاء کرام سب کی داڑھیاں تھیں۔ اس کے بعد مجلس ذکر قائم ہوئی آپ نے مراقبہ کرایا اس کے بعد میاں فضل الدین کے مکان پر تشریف لے گئے وہاں سکھ والی جماعت بھی موجود تھی سب اہل الذکر تھے میاں فضل الدین کی داڑھی قبضہ سے کم تھی تو آپ کو غصہ آگیا اور بڑے جوش سے فرمایا کہ اس کو چوہا کب تک کاٹتا رہے گا۔ تمہیں یہ تو تجربہ ہے کہ کسی کی عمر ساٹھ سال کسی کی ستر یا اسی یا نوے سال زیادہ سے زیادہ سو سال اس سے زیادہ مشکل سے کسی کی عمر ہو جاتی ہے مگر آخرت کی حیاتی پدموں سال ہوگی جس کی کوئی حد ہوگی نہ شمار، آخرت کے سکھ کی انتہا نہ ہوگی ابد الابد جس کی غایت نہ نہایت ہے۔ اب خود حساب کرو اس کے مقابلہ یہ زندگی سیکند ہوگی عبد الغفور خان کنیسٹبل نے عرض کیا جناب یہ دنیا کچھ بھی نہیں۔ آپ نے فرمایا کیوں اس



لاشئ اور فانی زندگی کی ترقی اور ترفیع چاہتے ہو اور آخرت کی زندگی کو پس پشت ڈال کر گناہوں پر دلیر ہو گئے ہو۔ اگر آخرت کا بھلا چاہتے ہو تو دارِ طہی نہ منڈاؤ سخت گناہ ہے، فضل الدین کو اس بارے میں سخت تنبیہ فرمائی۔ آخر اس نے توبہ کر لی کہ آئندہ دارِ طہی نہ منڈوائے گا۔

**درخت کا پتہ توڑ کر** | فرمایا ایک بزرگ کے سامنے کسی مرید نے درخت کا پتہ توڑ کر اسے ہاتھ میں مل کر پھینک دیا تو بزرگ نے فرمایا تو نے

میرے سامنے پانچ گناہ کئے۔ ایک تو جو چیز سبز ہو وہ اللہ کا ذکر کرتی ہے اُسے بے ضرورت توڑ ڈالا۔ دوسرے یہ کہ پیر کے سامنے گستاخی کی تیسرے یہ کہ ہاتھوں سے کھیل کا کام لیا۔ چوتھے یہ کہ دوسروں کا اس فعل میں پیسوا بنا۔ پانچواں یہ کہ اُسے آوارہ پھینک دیا۔ فرمایا لوگ تو گناہوں پر بہت دلیر ہو گئے ہیں۔ نماز نہیں پڑھتے۔ زنا کرتے ہیں۔ چوری کے عادی ہو گئے ہیں بلکہ پیشہ بنا لیا ہے اس پر بہت حرصیں اور راغب نظر آتے ہیں۔

**عقل کی قسمیں** | فرمایا عقل دو ہوتے ہیں ایک معاش کا اور دوسرا معاد کا معاش کا عقل تو چوڑھوں چاروں کو بھی بہت ہوتا ہے اور ہندوؤں وغیرہ

مسلموں کو بھی ہوتا ہے مگر معاد کا عقل اولیاء کرام کو ملتا ہے۔ اولیاء کو معاد کا عقل کامل طور پر ملتا ہے۔

**ایک دانہ گہیوں** | فرمایا ایک نبی سے ایک دانہ گہیوں کا گر کر گم ہو گیا تو وہ اُسے آٹھ دن تک ڈھونڈتے رہے تاکہ بے ادبی نہ ہو۔ مگر اُن

عورتیں گہیوں اور جو کے آٹے سے چیکو بنا کر اپنی پیشاب دانی کو مارتی ہیں۔ جب وہ آٹا نیچے گرتا ہے تو اُسے پاؤں سے دبا دیا جاتا ہے۔

نور محمد روہڑی شریف والے کو دیکھا جو بے چارہ نقوہ کی مرض میں عرصہ کثیر سے



بتلا ہے فرمایا رات میں نے خواب میں دیکھا ہے کچھ لوگ ایک آدمی کو مارنا چاہتے ہیں میں آگے بڑھا تو مجھے کہا آپ اس معاملے میں مداخلت نہ کریں شاید وہ شخص نور محمد تھا۔

اس کے بعد کتاب اصول اربعہ تردید الوہابیت تالیف

شدہ حضرت مولینا حسن جان سرہندی نقشبندی ساکن ترنہ اسامیں داد پڑھنا شروع فرمائی۔ کچھ دیر بعد آپ نے فرمایا اس کتاب میں لکھا ہے کہ حضرت خواجہ محمد باقی باللہ صلیا قدس سرہ نے خواب دیکھا کہ ایک درخت کی سبز شاخ پر ایک طوطی خوشنما بیٹھی ہے دیکھتے ہی دل میں خیال آیا کہ کسی طرح یہ طوطی میرے ہاتھ پر آبیٹھے تو بہتر ہے یہ خیال آنا تھا وہ طوطی اڑ کر میرے ہاتھ پر آبیٹھی۔ میں نے شکر لیکر اس کے منہ میں ڈال دی۔ یہ خواب جب اپنے پیر و مرشد حضرت خواجہ محمد املنگی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بارگاہ میں عرض کیا تو انہوں نے ارشاد فرمایا جائے طوطیان ہندوستان ہے ہندوستان کے لوگ تجھ سے مستفید ہوں گے۔ اس کے بعد ہندوستان فیض یاب کرنے کیلئے اجازت عنایت فرمائی۔

فرمایا سیدنا حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ باوجودیکہ کمال جود و سخا کے مالک تھے صرف سوار و پیہ کی پوشاک زیب تن فرماتے تھے۔

فرمایا حضرت بہاؤ الدین ذکر یا ملتانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے دو صاحبزادے

**حکایت**

تھے۔ ایک کا نام حضرت صدر الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تھا حضرت بہاؤ الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے وصال شریف کے بعد دونوں بھائیوں کو چودہ چودہ

لاکھ روپے وراثت میں ملے حضرت صدر الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تو تین دن کے اندر

اتنی کثیر رقم مساکین پر تقسیم فرمادی کسی نے عرض کیا حضرت آپ کے والد ماجد نے تو یہ

رقم جمع فرمائی تھی آپ نے اسے تھوڑے عرصہ میں اڑا دیا۔ آپ نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ



یہ دنیا کالا سانپ ہے جس کا منتر اور افسوں میرے والد صاحب کے پاس تھا اس لئے وہ اس کے جمع کرنے میں بے خوف تھے مگر مجھے اس کا منتر نہیں آتا اس لئے اسے دور کر دیا خدا کی قدرت دوسرے بھائی سے اس وقت کے بادشاہ نے چودہ لاکھ روپے چھین لیے اور اسکو کہلا بھیجا کہ دنیا اور خزانے رکھنا بادشاہ کا کام ہے۔ فقیروں کا اس سے کیا تعلق۔

**ایکس کروڑ روپے** | فرمایا سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایکس کروڑ روپے ایک دن میں تقسیم فرما دیئے جب گھر تشریف لے گئے تو پوچھا

کچھ کھانے کیلئے ہو تو لاؤ، انہوں نے عرض کیا حضرت اگر چار آنہ بھیج دیتے تو اب کھانا تیار ہو جاتا اب تو اللہ کا نام موجود ہے۔

**رتموں نے ہسٹو سے کہا** | فرمایا دو آدمی تھے ایک کا نام ہسٹو تھا اور دوسرے کا نام رتموں تھا، ہسٹو کو ہسنے کی عادت تھی اور رتموں کو رونے کی عادت تھی۔

ہسٹو ہسٹو چھوڑے رونے تے دھرجیت ★ جنہا رونا سکھیا او گئے بازی جیت  
یعنی ہسٹو کو تنبیہ کرتے ہوئے کہا کہ ہسٹو خاں زیادہ ہسٹو چھوڑ دے جنہوں نے رونے کی عادت  
سیکھ لی وہ بازی جیت گئے، تو ہسٹو نے رتموں کو کہا۔ ۵

رونا ہسٹو ایک ہے مت سمجھو دو ★ کسے نے پایا، ہس کے کسے نے پایا رو

یعنی رونا ہسٹو ایک بات ہے کسی نے ہس کے یار منالیا کسی نے رو کے رب منالیا۔

**واقعہ:** فرمایا شاہ ایران کا دستور تھا کہ عشرہ محرم میں ایک شخص کو یزید مقرر کر کے اُس کا منہ کالا کر کے پوچھتے تھے کہ تیرا نام کیا ہے وہ کہتا میرا نام یزید ہے پھر تمام شیعہ آتے لات مارتے اور تھپڑ رسید کرتے تھے۔ بعد انقضائے عشرہ محرم اس مصنوعی یزید کو بہت



سار سپیہ دیتے تھے، وہ بچار، ہمیشہ اس طرح یزید بنتا اور رقم لیتا رہا ایک دن وہ فوت ہو گیا۔ عشرہ محرم کے موقع پر شیعوں نے ایسے آدمی کو تلاش کیا جو بناؤنی یزید بن سکے آخر ایک دل جلا مل گیا اُس نے کہا یزید تو بنوں گا لیکن رقم پہلے وصول کروں گا انہوں نے اُسے مقررہ رقم ادا کر دی اور پھر میعاد مقررہ اور جگہ مقررہ پر اُسے لے آئے، حسب معمول اُس سے پوچھا بتاؤ کون ہے؟ اس نے کہا میں امام حسین ہوں پھر تو شیعہ سب نادم ہوئے اور رقم اس آدمی کو ہضم ہو گئی۔

**لطیفہ** | مولوی مراد علی صاحب روٹری شریف والے نے عرض کیا کہ نواب ریاست خیر پور والے کا بھی یہی دستور تھا وہ ایک آدمی کو عمر مقرر کرتا تھا۔ اور سب شیعہ اُسے مار دھاڑ کرتے تھے اور منہ بھی کالا کرتے تھے جب وہ آدمی مر گیا تو انہوں نے دوسرا آدمی تلاش کیا جب وہ آیا تو اس نے کہا رقم پہلے ادا کر دو انہوں نے اُسے رقم دیدی جب مقررہ جگہ پر اُسے لے کر آئے اور اس سے حسب دستور پوچھا تو کون ہے؟ اس نے کہا کہ میں علی المرتضیٰ ہوں پھر تو سب شیعہ بہت نادم ہوئے۔

**لطیفہ** | آپ نے فرمایا شیعہ کا معنی گروہ ہے۔ اگر چار پانچ کتے جمع ہو جائیں تو ان کو شیعہ کہہ سکتے ہیں اور چار پانچ گدھے جمع ہو جائیں تو انہیں بھی شیعہ کہہ سکتے ہو اور یہ لامذہب فرقہ ہے۔

**لطیفہ** | مولوی سلیم اللہ نے حضوری میں عرض کیا کہ ایک شخص کھڑے ہو کر پیشاب کر رہا تھا کسی شیعہ نے اُسے دیکھ لیا۔ کیوں کہ شیعہ کھڑے ہو کر پیشاب کرنا ثواب سمجھتے ہیں۔ اس لئے شیعہ نے طعنہ دیا کہ کام تو سنٹیوں والے کرتا ہے اور پیشاب شیعوں والا اس نے جواب دیا کہ میں ہمیشہ شیعہ مذہب پر پیشاب کرتا رہتا ہوں۔



جہانگیر بادشاہ اہلسنت تھا | اور سلیم اللہ نے عرض کیا کہ جہانگیر بادشاہ اہلسنت تھا  
اس کی عورت متعصبہ شیعہ تھی وہ ہمیشہ بادشاہ کو

شیعہ ہونے کی دعوت دیتی رہتی تھی مگر بادشاہ نہ مانتا تھا۔ آخر دونوں نے طے کر لیا کہ شیعہ و سنی  
مناظرہ ہونا چاہیے جو غالب آگیا ہم دونوں وہ مذہب اختیار کر لیں گے، چنانچہ میدانِ مناظرہ  
میں دونوں مذہبوں کے علماء منگوائے گئے اور مناظرہ کرایا گیا۔ پھر تو علمائے اہلسنت شیعوں  
پر غالب آگئے۔ پھر بھی متعصبہ سنی نے شوہر یعنی بادشاہ سے کہا کہ علمائے اہلسنت کو بھانسی  
پہ لٹکا دے۔ بادشاہ نے کہا۔ اے جانناں! جان تر دادم، ایمان ترانہ دادم۔

مولوی سلیم اللہ نے عرض کیا کہ اکبر بادشاہ بڑا سرکش اور تکبر آدمی تھا۔ اگر مُلا دو پیادہ  
اس کے پاس نہ ہوتا تو بیربل بادشاہ کو ضرور مرتد بنا لیتا۔ بیربل نے ایک کتاب تدوین کر کے  
زمین میں دفن کر رکھی تھی۔ اُس کا مقصد یہ تھا کہ کسی دن بادشاہ کو پیش کر کے کہے گا کہ اللہ تعالیٰ  
نے تجھ پر یہ کتاب نازل فرمائی ہے جس میں یہ آیت مصنوعی بنا کر رکھ رکھی تھی۔  
يَا أَيُّهَا الْأَكْبَرُ لَا تَذِبحُ الْبَقَرُ وَلَا تَشْرِبُ الْخَمْرُ۔  
ترجمہ:- اے اکبر گائے ذبح نہ کی جائے اور شراب نہ پیے۔

مُلا دو پیادہ کو یہ بیربل کی تزویر (فریب) معلوم ہوئی تو اُس نے حکمتِ عملی سے بادشاہ  
کو بچا لیا۔ ورنہ اُس کے بعد وہ نبوت کا دعویٰ کر دیتا۔

آپ نے فرمایا ایک بد بخت نے حرمِ محترم بیت اللہ شریف میں جا کر اُسے نجاست  
سے مُلوٹ کر دیا جب باہر نکلا تو ایک بدوی نے اُس ملعون کو قتل کر دیا۔

فرمایا، مکہ معظمہ ہو یا مدینہ منورہ دونوں شہر اسلام کی بنیاد ہیں تم مجھے وہاں  
کوئی شیعہ دکھا دو۔ چار آئمہ کے چار مُصلّے تو ہیں لیکن شیعہ کا ہاں پانچواں مُصلّے نہیں ہے،



**خنزیر کو قتل کیا ہے** | قاضی غلام حسین صاحب روٹری والے نے عرض کیا کہ اس شہر میں ایک نقشبندی بزرگ رہتے تھے جس کے

خانقاہ اس شہر کے کنارے پر واقع ہے۔ اس نے دیکھا کہ ایک شیعہ امیر آدمی نے جوتے پر صحابہ کبار کے نام لکھے ہوئے تھے۔ اس بزرگ نے اپنے ایک مخلص مرید کو حکم دیا کہ اسے قتل کر دے۔ چنانچہ اُسے اُسے قتل کر دیا۔ پولیس نے اُس آدمی کو پکڑ کر عدالت میں پیش کیا۔ عدالت میں بیان دیتے ہوئے اُس نے کہا اگر خنزیر کو قتل کر دیا جائے تو کیا اُس کے قاتل پر قصاص واجب ہے۔ عدالت نے کہا نہیں۔ تو اس نے کہا میں نے تو خنزیر کو قتل کیا ہے۔ جب جا کر دیکھا تو واقعی وہ سر خنزیر کا ہو چکا تھا اور باقی بدن آدمی کا تھا پھر تو نزاع مرفوع ہو گیا (یعنی جھگڑا ختم ہو گیا) وہی سر ایک پہاڑ کی چوٹی پر دفن کیا گیا اور اُس پر ایک قبہ بنایا گیا۔ آج تک سُر کی قبی کے نام سے مشہور ہے۔

آپ نے فرمایا ایک بھنگی چرسہ شیعہ ہانڈی پکا رہا تھا۔ جب ہانڈی جوش سے ابلنے لگی تو اُس نے اُس میں کچھ چلانا شروع کیا۔ اسی اثناء میں اُسے پیشاب کا تقاضہ ہوا۔ جب پیشاب کرنے گیا اور پیشاب کرنے بیٹھا تو پیشاب کی جھاگ ظاہر ہوئی تو اس میں کچھ چلانا شروع کر دیا اور کہنے لگا ہانڈی آج تو بہت ابل رہی ہے، کسی نے سن کر کہا ارے نامراد یہ تو پیشاب ہے۔ ہانڈی کہاں ہے بڑا شرمندہ ہوا۔

## المجلس الثالث

جنڈ وڈ شاہ صاحب دادو والے نے دعوت کی تھی اس نے چار آدمیوں کا کرایہ بھیج دیا تھا آپ ریل گاڑی پر سوار ہو کر روانہ ہوئے۔ دوران سفر آپ نے ارشاد فرمایا۔



واقعہ:- حضرت جلال الدین رومی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بیوی صاحبہ نوجوان تھی اور آپ کچھ عمر رسیدہ تھے۔ بیوی صاحبہ کے دل میں خیال آیا آپ بوڑھے ہو چکے ہیں میں جوان ہوں، آپ کو اس بات کا انکشاف ہو گیا چنانچہ اس رات آپ نے کئی دفعہ اپنی بیوی سے محامعت کی حتیٰ کہ وہ برداشت نہ کر سکی۔ ے

قوتِ جبریل از مطنخ نہ بود، ترجمہ:- (جبریل کی طاقت کھلنے وغیرہ کے ذریعہ نہ تھی۔) آپ نے فرمایا حضرت یازید لبطانی قدس سرہ نے ایک دن ایک فرشتے کو دیکھا اور حیران ہو گئے۔ تھوڑی دیر کے بعد روح الامین کا نور دیکھا تو سبحان اللہ عجب بخشنده و تاباں تھا۔ دل میں خیال آیا کہ اللہ تعالیٰ نے نور تو فرشتوں کو عطا فرما دیا ہے۔ اور پھر اپنی قلب کی طرف توجہ فرمائی جس سے نور کی شعاع ایسی ظاہر ہوئی جس سے تمام انوارِ ملکوتی مفقود ہو گئے۔ فرمایا مومن جب پلِ دُرخ سے گزرے گا تو دُرخ کہے گا، جِدْ يَا مُؤْمِنُ فَإِنَّ نَوِيكَ أَطْفَاءَ لَهْبِي۔

فرمایا حضرت جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں جس پتھر سے آگ نکلتی ہے اگر وہ پتھر تو سال تک پانی میں پڑا رہے پھر نکال لیا جائے تب بھی اُس سے آگ نکلے گی۔ فرمایا مومن قبروں میں مٹی بھی ہو جائیں لیکن دنِ قیامت کے جب اُٹھیں گے اُن کے چہرے پُر نور اور چمکدار ہوں گے۔

آپ تقریباً گیارہ بجے دادو شہر میں پہنچے، فوراً بعد میاں نور محمد سبوق الذکر کو خطا کر کے فرمایا۔ ایک عورت نے شکایت کی ہے کہ اُس کا مزاج سرد ہے میں نے اُسے اللہ کا ذکر سمجھایا۔ جب اس نے قلبی ذکر کرنا شروع کر دیا تو ذکر کی صراحت اور اس کے بے برکت سے اس کی سرد مزاجی ختم ہو گئی۔ اس ذکر کی برکت سے وہ نماز کی پابند ہو گئی اور



ذکر کی بھی عادی ہو گئی اس کا خاوند اس کی نیکی سے متاثر ہو کر نمازی پڑھ گیا اور صلا ذکر ہو گیا۔ نماز ظہر کے بعد لوگوں کا بڑا اجتماع ہو گیا تو آپ نے فرمایا کہ ہمارے محبوب نبی صلی اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام، ایک رحیم خلیق شفیق اور مسکین تھے۔ مسکینوں کے مجلس اور انیس تھے۔ اُمراء اور مترفین لوگ کہتے تھے۔ یا رسول اللہ! ہم تو آپ کی صحبت میں نہیں بیٹھ سکتے کیوں کہ آپ کے چوگرد غریب اور مسکین فقیر لوگ بیٹھے ہوتے ہیں۔ ان دلق پوشوں میں ہمیں تعفن اور بدبو آتی ہے۔

آپ نے فرمایا قسم ازل نے عقل کے سو حصے کئے، ننانوے حصے صرف سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرمائے۔ باقی ایک حصہ کے پھر سو حصے بنائے ان میں سے ننانوے حصے پھر دوبارہ حضور سید الکونین علیہ وآلہ افضل الصلوٰۃ والسلام کو عطا فرمائے پھر باقی ایک حصہ کے پھر سو حصے کئے ننانوے حصے تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو تقسیم فرمادیئے۔ ایک حصہ کو پھر سو حصے تقسیم کیا۔ ننانوے حصے اولیاء کرام رحمہم اللہ علیہم اجمعین کو دے دیئے باقی ایک حصہ کو ساری خلائق تقسیم کر دیا۔ اب اگر کوئی شخص حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صرف ایک خلق پر عمل کرے تو ساری کائنات کو اپنا گرویدہ اور مطیع بنالے حضور سرور کائنات علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام اتنے بڑے عقل کے مالک ہوتے ہوئے بھی یہ دعا فرماتے ہیں۔ اَللّٰهُمَّ اَحْيِنِيْ مُسْكِيْنًا وَّ اَمِتْنِيْ مُسْكِيْنًا وَّ اَحْشُرْنِيْ فِيْ زُمْرَةِ الْمَسَاكِيْنِ۔ ترجمہ:- اے اللہ مجھے مسکین بنا کر رکھ اور مسکین کی حالت میں دنیا سے لیجا اور قیامت میں مسکینوں کے ساتھ میرا حشر فرما۔ آپ اندازہ فرمائیں سو حصے والے تو مسکین ہی اختیار فرمائیں۔ اور تم لوگ حال صاحب اور وڈیرہ صاحب بننے کیلئے ہاتھ پاؤں مارتے ہو۔ جب تم بڑے آدمی بن گئے تو غریب بچارے تمہاری جفا



کاریوں اور دل آزاریوں کے شکار ہو گئے اور تم جفار کا دل آزار بن گئے۔ ایک کتاب میں دیکھا تھا کہ غرور کرنے والے قیامت کے دن پاؤں کے نیچے چیونٹی کی طرح پائمال ہوں گے اور رگڑے جائیں گے تم لوگ مسکین اور فقراء کی صحبت سے تو نفرت کرتے ہو مگر انگریزوں سے محبت رکھتے ہو۔ اُن کے ساتھ وضع قطع شکل و صورت میں مشابہت پیدا کرتے ہو اور اُن کے ساتھ کرسیوں پر بیٹھنے کیلئے ہزاروں روپے خرچ کر دیتے ہو۔ بڑے بڑے عہدوں کیلئے کوشش اور تدارک کرتے رہتے ہو، اب تم شریعت کے چور ہو۔ بتاؤ تم نے مونچھیں کیوں بڑھا رکھی ہیں اور داڑھی کیوں منڈاتے ہو تمہیں دوزخ کا خوف نہیں ہے کیا؟ دوزخ اپنی حرارت سے اور شدت برودت سے تنگ آکر باری تعالیٰ کی بارگاہ میں استغاثہ پیش کیا۔ حکم ہوا طبقات حرارت اور برودت سے ایک ایک سانس نکال لیا کرو۔ یہی سبب ہے کہ اس کے حرارت کے سانس سے گرمی اور برودت سے سردی ہو جاتی ہے لیکن مؤمن پل صراط سے جب گزر کر یگا تو دوزخ بڑی زاری سے التجا کریگی۔ جِزْیَا مُؤْمِنٍ اِنَّ نُوْرًا کَ اَظْهٰی لَھِیْ۔ اے مؤمن جلدی گزر جا تمیر انور میرے شعلے کو بجھا دے گا۔

**جلد بازی اچھی نہیں** | فرمایا ایک شخص کو یکبارگی توجہ دے دی۔ اُس نے کہا۔ اب میرے روئیں روئیں ذکر جاری ہو گیا ہے۔ لیکن کتنا

عرضہ ہوا واپس نہیں آیا۔ یکبارگی ذکر توجہ اور فیض جیسی نعمت دیدی جائے تو اُس کی قدر نہ ہوگی رفتہ رفتہ محنت سے اگر حاصل کی جائے تو اُس کی قدر قیمت معلوم ہوتی ہے فرمایا ایک عورت کو انتظار شدید کے بعد اللہ تعالیٰ نے لڑکا عطا فرمایا فرط محبت میں آکر اُس نے بچہ کو بہت سا حلوہ کھلا دیا جس کی وجہ سے وہ ابھر کر مر گیا۔ دیکھو لوگ گھروں میں قسم قسم کے



کھانے تیار کر کے کھاتے ہیں مگر چھوٹے شیر خوار بچے کو صرف دودھ دیتے ہیں اور کچھ نہیں دیتے۔  
ایک ایسے آدمی کو جسے پیاس نہ لگی ہو پانی لا کر دو اور کہو پی لے! تو وہ نہیں پیئے گا۔ اگر دل  
نخواستہ پی بھی لے گا تو اس کا شکریہ ادا نہ کرے گا۔ لیکن اگر پیاسے آدمی کو ٹھنڈا پانی لا کر  
دے گا تو وہ اُمید ہے کہ مرتے دم تک تمہاری اس خوبی کو یاد رکھے گا۔

فرمایا طبیب کے پاس مریض جاتا ہے وہ اُسے دوائی دے کر کہتا ہے۔ گوشت نہ کھانا  
کیا مریض کہہ سکتا ہے؟ کہ جناب میں گوشت ضرور کھاؤں گا۔ آپ بتائیں؟ طبیب عقلمند  
ہوتا ہے یا کہ بیمار؟

ایک شخص نے آنکھ پھڑکنے کی تعبیر پوچھی۔ فرمایا میری بائیں ہتھیلی پھڑکتی ہے تو معلوم  
ہوتا ہے۔ کوئی چیز ملے گی۔ دائیں ہتھیلی پھڑکتی ہے تو یہ سمجھے کوئی چیز دوں گا۔  
فرمایا اگر کچھ دینا پڑے تو دائیں ہاتھ سے دیا جائے، لینا پڑے تو بائیں سے لے۔  
اس لئے کہ دینے کا مرتبہ لینے سے زیادہ ہے۔ اَلْعُلَیَّا اَفْضَلُ مِنَ السُّفْلٰی ترجمہ:-  
اوپر والا نیچے والے سے افضل ہے۔ ذکر قلبی اور باطنی فیض دینے کے متعلق فرمایا کہ میں اس  
نعمت کے دینے میں بڑا حرص ہوں۔

آپ نے اللہ داد خاں گرد اور (سپر وائزر) سے فرمایا! تیرا اعتقاد تو ہمارے ساتھ  
اچھا ہے مگر مونچھیں تیری کیوں بڑھی ہوئی ہیں؟ انہیں کٹا دو پھر اس کمترین (پیر مٹھا) سے  
فرمایا پہلے اس بروہی صاحب کی مونچھیں درست کرو۔ پھر اس خاں کی مونچھیں بھی  
سنت کے مطابق ٹھیک کر دے۔ چنانچہ بندہ نے حسب الارشاد بروہی کی مونچھیں کتر دیں۔  
اس کے بعد اللہ داد خاں کی مونچھیں جو بچھو کی دم کی طرح ہونٹوں پر پیچ و تاب کھا رہی تھیں کٹ  
دیں اور درست کر دیں۔ پہلے تو خاں صاحب نے بہت کوشش کی کہ یا حضرت! میں جب نیشن



پر جاؤں گا تو مونچھیں شریعت کے مطابق رکھوں گا فی الحال اجازت دیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا۔ بندہ خدا اگر نیشن لینے سے پہلے مر گیا تو کیا ہو سکے گا۔ فرمایا بارگاہ نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام میں کچھ مونچھوں والے آئے تو آپ نے اعراض فرمایا (منہ پھیر لیا)۔

فرشتوں کی ایک جماعت ہے جنکا ورد یہ ہے۔ سُبْحَانَ مَنْ ذَرَيْنِ الرَّجَالِ بِاللَّحَى وَسُبْحَانَ مَنْ ذَرَيْنِ النِّسَاءِ بِالذَّوَابِ۔ ترجمہ (پاک ہے وہ جس نے مردوں کو داڑھیوں سے زینت بخشی اور پاک ہے وہ (رب) جس نے عورتوں کو زلفوں سے زینت عطا کی)۔ فرمایا عورتیں ناقصات العقل والدین ہونے کے باوجود نہ سر کی گندھی ہوئی مینڈھیلا کھولتی ہیں نہ کبھی کتراتی ہیں اور تم مرد عقل مند ہونے کے باوجود داڑھی جیسی زینت اور سنت کو ہمیشہ صفا اور چٹ کر کے رکھتے ہو۔ فرمایا اگر داڑھی زینت کے لئے نہ ہوتی تو ہمارے پیارے اور اللہ کے محبوب علیہ وآلہ افضل الصلوٰۃ واکمل التحیۃ کی داڑھی مبارک نہ ہوتی۔ یہ شان اور شرف صرف مردوں کو بخشا گیا ہے۔ اگرچہ عورت بڑی نازنین اور مہذبہ ہیں کیوں نہ ہو صرف تھوڑے بال داڑھی کی جگہ پر آگ آئیں تو کتنا بھدے معلوم ہوں گے اور ان کی صورت قبیح نظر آئیگی۔ لوگو! حیاتی کا تمہیں کیا بھروسہ ہے۔ دیکھتے نہیں بشتاد نے کتنے سنوئل لمبی بہشت بنوائی تھی جس کا ماستری نقشہ نما انجینیر شیطان بعین تھا۔ تین سو برس تک رہی۔ اُس پر ایک اینٹ چاندی اور ایک سونے کی لگا کر درود یوار بنائے گئے۔ سونا چاندی استعمال ہوتا رہا۔ فرش پر جواہرات، مرجان، زمرہ کا کام ہوا۔ اس کے اندر دودھ اور شہد کی ہریں جاری ہو گئیں۔ تین سو سال کی اتھک کوشش کے بعد جب بہشت مکمل ہو گئی تو وہ اُسے دیکھنے کیلئے بڑے شان و شوکت سے پہنچا ایک پاؤں اندر اور ایک باہر ہی تھا کہ ! ملک الموت آ پہنچے اُس کا نام صفحہ مستی سے مٹا دیا کیونکہ کفار کو بہشت کا داخلہ ممنوع ہے۔



میاں نور محمد صاحب روہڑی والے نے عرض کیا حضرت! مجھے بیماری کا عارضہ ہو گیا ہے، آپ نے ارشاد فرمایا۔ ہمارے ہاں ایک طبیب صاحب تھے جب کوئی انھیں صے بلانے جاتا تو وہ بڑی منت و سماجت کے بعد مریض کو دیکھنے آتا تھا مگر عزرائیل علیہ السلام تو منت کراتے ہی نہیں۔ حکیم صاحب جب تک کسی کو مریضوں منت نہ بنائیں خدا دراز کار چھوڑے ہی نہیں۔ حکیم صاحب کو بلا یا گیا نبض پر ہاتھ رکھا اور کہتا شروع کر دیا۔ ہا ہا ہا ہا تو بہ۔ پوچھا گیا۔ ارے حکیم صاحب! کیا ہو گیا؟ حکیم صاحب بڑی حیرت سے بولے، ہا ہا تو بہ تو بہ۔ لوگوں کو اس بیماری کا کیا علم ہے میں بتاؤں ذرا غور سے سنو! اس بیماری کے تین درجے ہوتے ہیں۔ جب تین سے گزر کر آگے بڑھ جائے تو بیمار کے بچنے کی امید مفقود ہو جاتی ہے۔ اس کی مرض بھی تیسرے درجہ کے قرینہ پنچ چکی ہے۔ میرے پاس ایک دوائی ہے جس کی قیمت پانچ روپے ہوگی۔ (حضرت قریشی صاحب کے زمانہ میں چاندی ایک روپیہ تو تھی) لیکن مفید اتنا ہے کہ بیمار کو ہاتھ سے پکڑ کر اٹھا دیتی ہے۔ پھر تو ہزار منت کے حکیم صاحب نے یہ دوائی دی اور پانچ روپے لے لئے (جو آج کے حساب سے تقریباً ساڑھے چار سو روپے بنتے ہیں) دو روپے فیس بھی لے لی حکیم صاحب تو چلتے بنے اگر مریض فوت ہو جائے تو حکیم صاحب کہہ دیتے ہیں میں نے تمہیں پہلے ہی بتا دیا تھا کہ مرض تین درجہ کے قریب ہے اگر کچھ بڑھ گئی تو بچنا مشکل ہو جائے گا۔ اگر مریض صحت یاب ہو جائے تو بولے۔ دیکھا میری دوائی کی مسیحائی یہ تو مردوں کو زندہ کر دیتی ہے۔

فرمایا ایک مُلّا اور ایک دنی شکار پرکے، جال میں ایک بٹیر اور ایک پدی پھنس گئے مُلّا صاحب نے اُن دنی سے کہا۔ اگر پدی تم لے لو تو بٹیر میں نونگا۔ اگر بٹیر مجھے دو تو پدی تم لے لو مطلب تھا کہ بٹیر جلال کا وہی طریقہ سے مل جائے اور پدی صراہ ہے وہ عام آدمی کے حصّہ میں جائے اس لئے یہ معمر بنا کر تقسیم کرنے لگا۔



## المجلس الرابع

صبح سویرے حضرت غوث الاعظم (غلبہ محبت کی وجہ سے حضرت قریشی صاحب کو لکھتے تھے) اور جیون شاہ صاحب موٹر پر سوار ہو کر حضرت مخدوم بلال صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خانقاہ شریف میں پہنچے، اُس دن خانقاہ شریف پر میلہ تھا۔ اس لئے لوگ بہت آئے ہوئے تھے چنانچہ جیون شاہ صاحب نے تشریف کرتے ہوئے فرمایا لوگو! آج میں تمہیں تین مبارکیاں پیش کرتا ہوں، اول مبارک یہ ہے کہ ہمارے علاقہ میں سیلاب طغیانی آئی جس نے ہماری کھتیاں ختم کر دیں اور مزید جان کا بھی خطرہ ہو گیا تھا مگر الحمد للہ جانیں محفوظ رہیں۔ دوسرا یہ کہ ہمارے علاقہ میں مرض اسہال نے بہت سی جانیں تلف کر دیں پھر اللہ تعالیٰ نے اس موزی مرض سے بھی ہمیں نجات عطا فرمادی ان تکالیف کا اللہ تعالیٰ نے یہ بدل عطا فرمایا ہے کہ ہمارے ہاں ایک زبردست ولی اللہ تشریف لائے ہیں جو کہ ملک پنجاب سے آئے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت ہے جو اس زمانے میں ایسے بزرگ تشریف لائے ہیں جن کی توجہ سے مردہ دل زندہ ہو جاتے ہیں۔ پھر تو مخلوق حضرت صاحب دیوانہ وار ٹوٹ پڑی اور آپ نے بہت سے لوگوں کو ذکر سمجھایا اور بیعت بھی فرمائی۔

پھر آپ خانقاہ کے اندر تشریف لے گئے اور مراقبہ فرمایا بعد از فراغت والپیرے تشریف لائے۔ ارشاد فرمایا، مخدوم صاحب نے فرمایا ہے کہ جیون شاہ صاحب کو شادی کرنے کی ضرورت ہے اس فکر اور شوق میں رہتے ہیں۔ مخدوم صاحب نے فرمایا ہے کہ فلاں بوڑھا جو تیرے پاس بیٹھا کرتا ہے اُسے میرا سلام کہہ دینا اور اُسے کہنا وہ اپنی لڑکی سے جیون شاہ صاحب کا نکاح کر دے دوسری بات انہوں نے یہ فرمائی ہے کہ!



مولوی حضرات کو ہدایت کر وہ محض خلوص دل سے رضائے الہی کیلئے تقریر کیا کریں۔ دل میں کسی قسم کا طمع اور ریاکاری نہیں ہونی چاہیے اور تیسری بات یہ فرمائی ہے کہ میری خانقاہ میں عورتیں مت آیا کریں۔

آپ (قرشی صاحب) کی خدمت میں ایک شخص نے عرض کیا کہ حضرت مخدوم بلاول صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جو لاہور کا کام کرتے تھے۔ ایک دن مستی میں آگئے اور پاں جو آٹا سے پتلا آتش بنا کر رکھتے ہیں تاکہ کچے دھاگہ پر مار کر مضبوط کریں وہ اٹھا کر اپنے بدن پر لپیٹ کر دیا اور سر پر انڈیل دیا جو سارے بدن پر لگ گیا پھر ارشاد فرمایا کہ جو شخص میرے بدن سے یہ آتش چاٹ لے گا وہ درجہ ولایت پہ پہنچ جائے گا۔ بہت سے نیک نصیبہ والے لوگوں نے چاٹ کر صاف کر دیا۔ آخر میں ایک ایک شخص آیا اور ملتس ہوا کہ اسے چاٹنے دیا جائے آپ نے فرمایا اب تو میرا بدن بالکل صاف ہو گیا ہے صرف ناخنوں میں کچھ پھنسا ہوا ہے اس نے بڑی عقیدت سے ناخن چاٹ لئے تو وہ کامل دلی اللہ بن گیا۔

آپ کی ایک عقیدت مند عورت نے کسی ظالم بادشاہ کے پیر کو کچھ مضرت پہنچائی تو اس ظالم نے پیر کے انتقام میں حضرت مخدوم بلاول رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو کوہو میں سپرد کیا۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

پھر حضور فجر کی نماز کے بعد اسٹیشن پھلجی سے شکار پور کی طرف روانہ ہوئے راستے میں مولوی سلیم اللہ سے فرمایا کہ مخدوم صاحب نے مجھے مراقبہ میں ارشاد فرمایا تھا کہ۔ از آمدن شما ما عید میکنیم و ما برائے استقبال شما در داد و آمدہ بودیم لیکن بسبب اشتغال ذکر بسوئے ما توجہ نفر دید۔ یعنی دتمہاری آمد پر ہم خوشیاں منا رہے ہیں۔ اور ہم آپ کے استقبال کو داد دیں آئے تھے مگر ذکر میں مشغول ہونے کے سبب ہماری



طرف متوجہ نہ ہوئے۔) یہ سارا مضمون فارسی میں تھا۔ شکارپور میں آپ نیاز محمد خاں جمعدار کے مکان پر تشریف لے گئے (مجلس خاص میں شکارپور کی طرف سفر کا تھوڑا سا واقعہ بیان کیا گیا ہے پھر مجلس سادس شروع ہو رہی ہے)

## المجلس السادس

فخر کے وقت مولوی سلیم اللہ صاحب نے اس بہترین سے کہا کہ حضرت غوث الاعظم (قریشی صاحب) نے جو یہ بیت پڑھا تھا وہ لکھ لینا چاہیے۔ وہ لکھ لیا گیا تھا۔

چار بودم سے شدم اکتوں دوم  
دوئی چوں بگذرم بسے واسلم

۵

آپ نے فرمایا چار سے مراد چار عناصر ہیں جب ان چاروں کی نفی ہو گئی تو لا ہو گیا۔ جب نفی مطلق ہوئی۔ تو اصل ہو گیا۔ ترجمہ بیت کا یہ ہے۔ (میں چار تھا تین ہوا اب دس ہوا جب دوئی سے گذر گیا بس واسل ہو گیا۔) ”مسرور سابقہ بے خرچ“۔

اور میاں کمال الدین فقیر نے اپنا خواب بیان کیا جس کا مطلب ہے کہ حضرت قبلہ عالم کو کھانا وہ کھلائے جو پکائے اور داڑھی منڈا ہاتھ نہ لگائے اور رات کو حضرت کے ساتھ لوگ سوئیں جو پرانے ارادت مند ہوں اور نئے آدمیوں کو بالکل دور سلایا جائے۔ بعض لوگ حضرت کو اکیلا دعا کے لئے گھر لے جاتے ہیں حضرت کے ساتھ جماعت ہمراہ جایا کرے۔

آپ نے فرمایا کہ ایک دن میں نماز میں تھا جناب باری تعالیٰ نے میرے رخسار پر بوسہ دیا اور ارشاد فرمایا۔ اے قریشی میں نے تمہیں اپنا محبوب بنایا ہے۔ اور فرمایا ہے کہ اہل درجہ شیخ عبدالقادر جیلانی کو دوسرا درجہ محبوبیت کا شیخ نظام الدین دلیا



کو اور تیسرا درجہ میں نے تجھے دیا ہے۔

(رخسار پر بوسہ دینا اللہ کا ایسا ہی سمجھا جائے جیسا کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ شب معراج اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ مبارک کو میری پشت پر رکھا تو اس کی ٹھنڈک مجھے اپنے سینہ میں محسوس ہوئی

”مستدرسابقہ بے خرچ غفاری“

آپ نے فرمایا ایک دفعہ میں حضرت شیخ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مزار پر مراقب ہوا۔ تو حضرت نظام الدین رحمۃ اللہ

**لعاب دہن**

تعالیٰ علیہ نے وہ لعاب دہن میرے منہ میں ڈال دیا جو انہیں حضرت رسول کریم علیہ وآلہ افضل الصلوٰۃ والسلام نے میرے لئے امانت کے طور پر دیا تھا جس کی وجہ سے میں مست ہو گیا

آپ نے فرمایا جب میں حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مزار شریف پر پہنچا تو ایک آدمی نے کچھ آم ہدیہ کے طور پر میرے سامنے پیش کئے، میں نے وہ آم تو کھالیئے مگر اس کے چھلکے رکھتا گیا اور دل میں خیال کیا کہ دیکھیں یہ چھلکے کس کے نصیب ہوتے ہیں۔ کیا دیکھتا ہوں کہ خلیفہ کرم حسین نے وہ سب چھلکے اٹھا کر کھالیئے۔

**چھلکے رکھتا گیا**

آپ نے فرمایا مجھے موسیٰ زئی شریف اپنے مرشد کی بارگاہ میں خیال آیا کہ آپ سے اجازت لے کر سکھر چلا جاؤں اور وہاں رہ کر مزدوری کروں۔ جب آپ کی خدمت میں اجازت کیلئے حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا: تسلیشی جی! ہ

ملک عمر ضائع بتحصیل مال کہ ہم نرض گوہر بننا شد سغال

ترجمہ:- (مال کی تلاش میں حیاتی ضائع نہ کر، کیونکہ ٹھیکریاں گوہر کے بھاؤ نہیں ہوتیں۔)



آپ نے فرمایا جو شخص بوجھیں بڑھائے اور داڑھی منڈائے تو اس کے لئے حضور علیہ  
 آلہ افضل الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ میں قیامت کے دن اس کی شفاعت نہ کروں گا۔  
 ایک پٹھان موجود تھا جس نے کہا لوگ فرائض کی پرداہ نہیں کرتے یہ تو سنت ہے جو معمولی  
 سمجھی جاتی ہے۔ آپ نے جواب میں فرمایا اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے اٰطِيعُوا اللّٰهَ وَاَطِيعُوا الرَّسُوْلَ  
 یعنی اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرو اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اطاعت کرو۔ پھر سنت کو  
 معمولی کیوں سمجھا جائے گا نہیں نہیں ہرگز نہیں۔

کسی نے فجر کی نماز قضا کے متعلق مسئلہ پوچھا تو جواب میں فرمایا کہ زوال سے پہلے فرض  
 جمعہ سنت کی قضا کرے اور زوال کے بعد صرف فرض کی قضا پڑھ سکتا ہے۔ اور باقی نمازوں  
 کی قضا بعد نماز عصر تا مغرب جائز نہیں۔

کسی نے نماز سفر کے متعلق مسئلہ پوچھا تو جواب میں آپ نے فرمایا۔ آدمی کی ایک  
 دن کی سیر نو کو س ہے تو تین دن کا حساب چھتیس میل ہو گیا تو بیس چھتیس میل میں سفر ہو گا۔  
 آپ نے فرمایا حضرت سلیمان علیہ السلام کا تخت ہوا پراڑنا تھا عَدُوٌّ وَهَاشْهُرٌ  
 وَدَوَاحُهَا شَهْرٌ۔ یعنی ایک ماہ کا سفر صبح کو اور ایک ماہ کا سفر شام کو کرتے تھے اور  
 آپ نے حضرت سلیمان علیہ السلام کا قصہ بڑی تفصیل سے بیان فرمایا اور اس کے بعد ارشاد  
 فرمایا کہ حضرت خاقانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔

پس از سی سال این معنی محقق شد خاقانی

کہ یکدم با خدا بودن بہ از ملک سلیمانی

۱۔ حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔

نہ آنجا نفس و قلب دم نہ آنجا روح جسمانی  
 دے نامحرم است آنجا غلط گفت است خاقانی  
 دے نامحرم است آنجا جسم در اسم شد خاقانی  
 از حضرت علامہ رفیق احمد شاہ صاحب قریشی مسکین پور



ترجمہ:- (تیس سال کے بعد خاقانی پر یہ مطلب کھلا یا کہ ایک ساعت ذکر خدا ہونا حضرت سلیمان علیہ السلام کی (دنیاوی) بادشاہی سے بہتر ہے) سبحان اللہ، اللہ تعالیٰ کے ذکر کی کیا شان ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی ذیشان شاہی سے بھی مرتبہ میں بڑھ گیا محض اس لئے کہ وہ شاہی خانی تھی اور یہ شاہی باقی رہے گی۔

فرمایا دنیا کے بادشاہ اردلی اور چویدار رکھتے ہیں۔ لیکن اُس بادشاہ حقیقی کا کوئی بھی چویدار در اردلی نہیں ہے۔ اِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ ترجمہ: (جب میرے متعلق میرے بندے سوال کریں تو انہیں بتا دیں کہ میں بیشک قریب ہوں) وَمَن كَانَ أَقْرَبَ إِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيدِ۔ ترجمہ:- (میں اُسکی رگ جاں سے بھی اُس کے زیادہ قریب ہیں۔) فرمایا اور بادشاہ تو سوجاتے ہیں اور اُنکی دربار بھی بند ہو جاتی ہے لیکن بادشاہ حقیقی تو فرماتا ہے۔ فَادْكُرُوا فِى اَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوا لِي وَلا تَكْفُرُوْنَ۔

آپ نے فرمایا۔ غنی لوگوں کے سامنے میں عاجزی نہیں کرتا۔ حدیث میں آیا ہے۔ مَنْ تَوَاضَعَ لِغَنِيِّيْ لِيُغْنَاهُ۔ یعنی

فرمایا۔ اے ازاں بر ملائک شرف داشتند \* خود راز سگ بد پنداشتند، (اللہ والے ملائکہ سے بھی شرف میں بڑھ جاتے ہیں لیکن اپنے آپ کو کتے سے بھی بد سمجھتے ہیں)۔ پھر آپ نے اصحاب کہف کا قصہ بالتفصیل بیان فرمایا

مثلاً دقیانوس کا خدائی کا دعویٰ کرنا۔ چوہے کا بلیکے ڈر سے دقیانوس کے سینے پر چڑھ جانا۔ اور اُسے کا ڈر کی وجہ سے کانپ جانا۔ اور یملیخا کا اُسکی خدائی سے بے اعتقاد ہونا۔ بکرواں کا اور اُس کے کتے کا اُن کے ساتھ جانا۔ غار میں تین سو برس کے بعد جاگنا۔ اور بادشاہ جو قیامت اور شر و شرک مانگ رہا تھا اُسکا سلیمان ہونا۔



فرمایا بزرگان سلف پاکیزہ کھانے کی تلاش کرتے تھے کیونکہ یہاں ایٹھا اُن مٹی  
طعاماً موجود ہے۔ اور اتقار کے ہمیشہ پابند تھے۔ اِنَّا اَكْرَمُكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اتَّقَاكُمْ  
پیشک تم میں سے زیادہ پرہیزگار اللہ کے ہاں معزز ہیں۔ اور آج کے مسلمان تو بالکل پرواہ  
نہیں کرتے بلکہ ہندوؤں کی چیزیں ہڈی مار بیٹا کر جاتے ہیں۔ ہندوؤں کے نزدیک تو کتا  
گائے کا پیشاب اور گلے کا سرگیں (گوبر) سب پاک ہیں۔

فرمایا۔ قیامت کے دن اصحاب کہف کے گتے کی کھان بلعم کو پہنائیں گے اور بلعم کھے  
کھال گتے کو پہنا کر بہشت میں داخل کریں گے۔

سگ اصحاب کہف روزے چند ★ پتے نیکاں گرفت مردم شد  
یعنی بزرگوں کی صحبت میں کتا آیا تو وہ بھی بندہ بن گیا اور بہشت میں داخل ہو گا معلوم  
نہیں سبب کیا ہے کہ لوگ اولیاء اللہ کی صحبت سے کیوں بھلے گئے ہیں۔

یک زمانہ صحبت با ولیاء ★ بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا  
فرمایا، ایک بزرگ کے پاس ایک مُلازم آیا تو بزرگ نے پوچھا تم کیا کام کرتے  
ہو؟ وہ بولا، اپنے افسر کو کھانا کھلاتا ہوں۔ پانی پلاتا ہوں۔ جب سو جاتا ہے تو میرے  
پنکھا جھلتا ہوں۔ اور جاگتا ہے تو چوکیداری کرتا ہوں۔ بزرگ نے پوچھا اگر تجھ سے  
قصور یا غلطی ہو جائے تو وہ تیرے ساتھ کیا سلوک کرتا ہے۔ اُس نے کہا تو وہ خفا ہوتا  
ہے اور مجھ پر جبرمانہ رکھ دیتا ہے۔ بزرگ نے فرمایا، تیرے حاکم سے تو میرا حکم بہت اچھا  
ہے۔ سنو! جب میں سو جاتا ہوں تو پنکھا جھلتا ہے بھوک لگے تو وہ مجھے کھانا کھلاتا  
ہے۔ پیاس ہو تو پانی پلاتا ہے۔ وہ خود نہیں کھاتا مجھے کھلاتا ہے میں سو جاتا ہوں  
وہ نہیں سوتا۔ اگر مجھ سے قصور ہو جائے تو معافی دے دیتا ہے، اور سزا دیتا ہے کہ،



وَمَنْ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا اللَّهُ۔ یعنی کون ہے جو اللہ کے سوا گناہ معاف کرتا ہے، اور فرماتا ہے۔ اُجِيبْ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَا۔ یعنی میں دُعا مانگنے والے کی دُعا قبول کرتا ہوں جسے وقت بھی وہ دُعا مانگے۔ اور حدیث پاک ہے۔ اَلْتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ كَمَنْ لَا ذَنْبَ لَهُ۔ یعنی جس نے توبہ کی گناہوں سے وہ اُس شخص کے مثل ہے جس نے گناہ کیا ہی نہ ہو۔

**ناموں کو سکر منسنا** | نیاز محمد کے تین بھائی تھے، جب وہ حاضر ہوئے تو آپ نے اُن سے نام پوچھے ایک نے کہا میرا نام کرڑ ہے۔ دوسرے نے کہا۔ میرا نام کنڈا ہے اور تیسرے نے کہا۔ میرا نام کنڈیرا ہے۔ یہ سُن کر لوگ بہت ہنسے۔ آپ نے فرمایا، مولوی صاحب ان کے ناموں کو لکھ لو۔ آپ نے فرمایا سندھ میں علم کا بڑا زور ہے۔ دیکھو اذان میں حَسْبِيَ عَلَى الصَّلَاةِ ایک طرف دو دفعہ کہنا چاہئے مگر یہاں کے مُلّا ایک دفعہ کہتے ہیں۔ اسی طرح حَسْبِيَ عَلَى الْفَلَاحِ اور قدامت الصَّلَاةِ وغیرہ کا حال ہے۔

**بادشاہ کی دعوت** | فرمایا ایک بزرگ اپنی جماعت سمیت ایک بادشاہ کی دعوت میں شریف لے گئے، بادشاہ کے ساتھیوں میں کسی نے بطور استہزاء (مذاق) کہا۔ آج تو کونو لے پیٹ بھر کر خوب کھائیں گے۔ یہ بات بزرگ نے سُن لی۔ چنانچہ اُس نے ایک صوفی کو توجہ دیدی۔ جو بادشاہ کے دسترخوان پر کھانا تھایا باقی جو بھی پکا ہوا تھا وہ اکیلا کھا گیا۔ بادشاہ کو جب اس سارے واقعہ کی خبر ہوئی تو بھاگا بھاگا آیا اور لگا معافی مانگنے، بزرگ نے فرمایا۔ رزق رساں اللہ تعالیٰ کی ذات ہے بادشاہ تو ہمارے ایک صوفی کو بھی پیٹ بھر کر نہ کھلا سکا۔



**گسیٹ نام کا آدمی** | فرمایا ایک شخص کا نام گسیٹ تھا۔ اُسے شوق پیدا ہوا کہ وہ اپنے نام کی مہر بنوائے۔ چنانچہ وہ مہر بنانے والے کے پاس پہنچا۔ اور کہا میرے نام کی مہر بنا دو۔ اس نے نام پوچھا تو اُس نے کہا میرا نام گسیٹ ہے۔ پنجابی میں اُس کا مطلب ہے کہ زمین پر گھسیٹنا (مہر بنانے والے نے مہر پر اس طرح کندہ کر دیا۔ تیری داڑھی کنوں پکڑ کے گسیٹ یعنی تیری داڑھی سے پکڑ کر زمین پر کسی نے گھسیٹا۔

**سکھو اور ہندوؤں کے نام** | آپ نے فرمایا سکھوں اور ہندوؤں کے نام تو بہت بُرے ہوتے ہیں۔ دیکھو! کسی کا نام گھنڑا سنگھ۔ کسی کا نام رنجیت سنگھ وغیرہ، اور ہندو بیویوں کے نام مرلی مل۔ کھوتا مل، وغیرہ ہوتے ہیں جب یہ شادی کرتے ہیں تو پانچ پانچ سال گھر نہیں جاتے لیکن پیچھے بال بچے پیدا ہوتے رہتے ہیں، اور بھائی رات دن کھائی کرتے رہتے ہیں۔

**خاوند کی پہنچاں نہیں** | میان پھور محمد خاں نے عرض کیا کہ ایک ہندو عورت کی شادی ہو گئی۔ دو تین دن تک مختلف آدمی اس کے ساتھ سوتے رہے۔ تو اس نے اپنی ساس سے پوچھا میرا خاوند کون ہے۔ اس نے کہا۔ یہ کیا پوچھ رہی ہو اتنا جلدی میں، مجھے تو ساری زندگی گزری ہے آج تک معلوم نہ ہو سکا کہ میرا خاوند کون ہے۔

## المجلس السابع

**دل سیاہ کا علاج** | ایک شخص نے عرض کیا۔ میرا دل کالا ہو گیا ہے، کچھ مَصْفٰی ہو جائے۔ تب اُس پر کسی شے کا اثر ہو سکتا ہے۔



آپ نے فرمایا دل کو پانی سے تو نہیں غسل دیا جاسکتا ہے، یہی اسم ذات کا ذکر ہے جس سے دل پاک اور صاف ہوتا ہے یہی علاج ہے۔

**مراقبہ میں تسبیح پڑھنا** | آپ مراقبہ کر رہے تھے مراقبہ میں بیٹھا ہوا ایک شخص تسبیح پڑھ رہا تھا آپ نے فرمایا معالج دو قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک تو

ظاہری بیماری کا علاج کرتے ہیں۔ اور دوسرا باطنی بیماری کا۔ ظاہر والے بدن کی بیماری کا علاج کرتے ہیں باطن والے روحانی علاج کرتے ہیں۔ روحانی معالج فرماتے ہیں کہ مبتدی کے لئے اللہ کرنا دود شریف پڑھنے سے زیادہ مفید ہے۔

**۲۲ چوبیس ہزار سانس** | فرمایا سانس انسان کے لئے اللہ تعالیٰ کی بڑی نعمت ہے۔ چوبیس ہزار دفعہ سانس لیتا ہے۔ قیامت کے دن ایک

ایک سانس کا حساب ہوگا۔ باقی نعمتوں کا حساب اس سے علاوہ ہوگا۔

فرمایا ملازم لوگ اپنے آفیسروں کے حکموں کی پابندی میں رات دن مصروف رہتے ہیں۔ اگر اللہ انہیں تندرستی و صحت عطا نہ فرماتا۔ تو یہ لوگ ملازمت کا کام کس طرح کر سکتے۔ بالفرض آنکھوں سے بصارت چھین لے یا قوت بازو سلب کر لے تو پھر کیا کریں گے۔

۵۔ تو نہ بزر خریدی جاں را قدر نمیدانی۔ (تو نے جان زر سے نہیں خریدی اور قدر بھی نہیں جانتا)

آپ نے اس محترمین سے فرمایا یہ مصرعہ لکھ لے۔ برائے دو جہاں شد گل محمد فرمایا اسکو مہر پر کندہ کرائے کوئی تو بہت عمدہ ہے۔

**کمی بصارت کا دم** | ایک آدمی کو کمی بصارت کا علاج یہ ارشاد فرمایا۔ اول و آخر ایک ایک دفعہ دود شریف پھر نو مرتبہ۔ فکشفنا

عَنْكَ غِطَاءَكَ فَبَصَّرَكَ الْيَوْمَ حَيْدِيْد۔ پڑھ کر ہر نماز کے بعد دونوں



ناخنوں پر دم کر کے دونوں آنکھوں پر پھر لیا کرے۔

**نسخہ کمی بصارت** | فرمایا، گھیوں کا آٹا بھون کر، ناریل، مغز بادام، چلغوزہ، کشمش، پستہ، یہ سب ہموزن کوٹ کر ملائے صبح سویرے

کھالیا کرے۔ تقویت بصارت ہوگی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

**مصرعہ کی تکمیل** | آپ نے فرمایا، گل محمد والا مصرعہ لکھ لیا تھا، کمترین نے عرض کیا، جی ہاں! تو پھر سرمایا ایک مولوی کا نام گل محمد تھا۔

کسی نے اسے کہا مولوی صاحب ذرا یہاں سے اٹھ کر وہاں بیٹھ جاؤ۔ تو وہ بولا۔

برائے دو جہاں شد گل محمد زمین جنبہ نہ جنبہ گل محمد۔

آپ نے فرمایا حقہ کا بہت رواج ہو گیا۔ اگر حقہ کی نٹری پر کپڑا رکھ کر حقہ کا دھواں اوپر کھینچا جائے تو کپڑا فوراً سیاہ ہو جاتا ہے۔ اس طرح حقہ پیتے پیتے دل سیاہ ہو جاتا ہے۔

فرمایا۔ لوگ اپنی عورتیں بازار کو سودا لینے کے لئے بھیج دیتے ہیں، وہ سارا دن بیٹیوں کی دکانوں پر بیٹھی رہتی ہیں اور پستان چاک گلے سے نکال کر بچوں کو دودھ پلاتی رہتی ہیں۔ یہ کتنی بُری بات ہے۔

حضرت خلیفہ نور بخش صاحب کے مرید کا کہنے نام تھا۔ آپ نے فرمایا تیرا نام الہی بخش ہونا چاہئے۔ فرمایا دیکھو ہر کس کی یہ ہی تمنا ہوتی ہے کہ الہی بخش! یعنی اے میرے اللہ بخش دے، آمین۔

فرمایا ایک بزرگ نے فرمایا تھا۔ سی سال مجاہدہ کر دم نفس من تنالید چوے  
بر شریعت نفس را جبار کر دم بنالید یعنی تیس سال تک میں نے ریاضت کی میرا



نفس نہیں رو یا جب میں نے اسے شریعت پر عمل کیلئے مجبور کیا تو رونے لگا۔

**زیر ناف بال اور ڈھکے** | حضرت خلیفہ مولوی عبداللہ صاحب کا ایک مرید موجود تھا جس نے ڈاڑھی منڈا رکھی تھی۔ اسے

دیکھ کر آپ نے فرمایا۔ بدن میں بعض بال منڈانے کے لئے ہوتے ہیں اور بعض بال رکھنے کے لئے، اُن کا رکھنا ثواب ہے ان کا منڈانا ثواب ہے، افسوس زیر ناف بال منڈاتے ہیں تو اس کے ساتھ ڈاڑھی کے بال بھی منڈا دیتے ہیں ان کے نزدیک دونوں کا ایک درجہ ہے۔ **كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ** (ترجمہ: یعنی تم بہتر امت ہو لوگوں کے لئے بھیجے گئے ہو حکم کرتے ہو نیکی کا اور بُرائی سے روکتے ہو) اور لوگ یہ جواب دیتے ہیں کہ ہمارا کیا نقصان ہے عیسیٰ بدیں خود اور موسیٰ بدیں خود۔ یہ دیکھو کیسا جواب ہے۔ یہ جواب با ثواب نہیں ہے۔ لیکن اے فقیر! تم حق بات ضرور کہہ دیا کرو کیونکہ تسلیم کرے یا نہ کرے۔ انشاء اللہ تعالیٰ تمہارا امر بالمعروف کا ثواب ضائع نہ ہوگا۔

**تمباکو اور سواری چھوڑنے کا نسخہ** | ایک شخص نسوار ناک میں دیتا تھا۔ آپ نے اُس کو کوزہ مصری اور سندھ پر کچھ پڑھ کر دم کر دیا

اور فرمایا ان کو پیس کر سونگھتا رہے۔ دوسرے تمباکو والے کو جو منہ میں رکھتا تھا فرمایا۔ نمک اور مرچ سیاہ دم کر کر منہ میں رکھتے رہو اور تمباکو کو چھوڑ دو فیضول خرمی میں شامل ہے۔

ایک شخص نے فقر اہل ذکر کیلئے چاول پکائے اور ان میں گڑ ڈالا تھا۔ آپ نے فقر کو منع فرمایا کہ نہ کھاؤ۔ اور صاحبِ دعوت کو فرمایا گھبرانہیں دوسرے مسکینوں کو کھلا دو۔



**آخرت کا سبق کچا ہے** | فرمایا ایک آدمی نے اپنے لڑکے سے پوچھا۔ کیوں روتا ہے؟ اس نے کہا میرا سبق کچا ہے مجھے استاد دے

گا۔ ایک بوڑھا یہ بات سُن کر رونے لگا۔ کسی نے پوچھا کیوں روتا ہے، اس نے کہا، میرا ساری عمر کا سبق کچا ہے۔ دن قیامت کے کیا جواب دوں گا۔

**حضرت قمر لہنی صاحب کا مہر کندہ** | آپ نے مولوی سلیم اللہ صاحب کو اُس وقت فرمایا جب آپ شکار پور سے باگڑجی تشریف لائے

کہ میرے نام کا مہر کندہ یہ مصرعہ بہت عمدہ ہے۔ **بِفَضْلِ ذُو الْفَضْلِ شَدَّ نَامُ فَضْلُمُ**

آپ نے فرمایا دین پور والے بزرگ کے نام کا مہر کندہ یہ ہے۔ (یہ بزرگ امروٹی صاحب کے خلیفہ تھے۔ خان پور ضلع رحیم یار خاں میں ہیں) مہر کندہ:- بنائے بہ بخت خود کہ غلام محمد

**اچے کا تازہ مصرعہ** | آپ نے فرمایا ایک اور بیت دل سے آیا ہے۔ غلام محمد شرف یافتہ \* کہ مہر محمد بدل تافتہ

مولوی سلیم اللہ صاحب نے عرض کیا۔ حضرت یہ مصرعہ ابھی بنا ہے۔ آپ نے فرمایا جی ہاں۔

اس کمترین (پیر مٹھا) نے عرض کیا۔ ہمارے ہاں لعل خاں اور شیر خاں دونوں ذیلدار تھے، لعل خاں کا مہر کندہ یہ تھا۔ ے چوں لعل کردہ آہم نگاہ دار۔ اور شیر خاں کا مہر کندہ یہ تھا۔ ے چوں شیرم کردہ شرم نگہدار،

**حضرت پیر پکارا کا مہر کندہ** | آپ نے فرمایا پیر پکارا حضرت صرب اللہ شاہ صاحب کا مہر کندہ یہ تھا۔ بیت ہے

درِ زبانِ صرب اللہ \* کلمہ لا الہ الا اللہ

**لطیفہ:-** فرمایا ایک طالب العلم کا نام عبداللہ تھا وہ ایک آنکھ سے کانٹا تھا۔



تو مولوی صاحب جب اُسے بلاتے تو عبداللہ کے بجائے عبداللہ کہہ کر بلاتے۔ اور وہ اُس کی تاویل اس طرح کرتے کہ عربی میں عین کا معنی آنکھ ہے۔ تو جو آنکھ میں نکتہ ہے تو عین پر بھی ضرور ہونا چاہیے کہوں کہ اس نام میں دلالت مطابقی پائی جاتی ہے۔ لہذا عبداللہ کہنا بے جا نہ ہوگا۔

آپ کا ایک تازہ بیعت:- فرمایا۔ ایک کا نا آدمی دیکھا۔ تو کچھ بیعت دل میں بنتے چلے گئے۔ اُن میں سے ایک یہ ہے۔ ۵۔

یک حتم تو حسن است و گرجیم حسین ✽ یک فتح خیر و گرجیم فتح حنین

اس اثناء میں میاں نور الدین تماچانی والا خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے اُسے دیکھ کر فرمایا۔ مولوی صاحب! دیکھو! خواب میں بیعت

اس شخص نے خواب میں میری بیعت کی تھی تو مولوی خلیفہ نور بخش صاحب کھروالے سے اس عاجز کا پتہ مکان معلوم کر کے فقیر پور پہنچا اور آتے ہی بیعت ہو گیا۔ (فقیر پور ضلع مظفر گڑھ)

## المجلس الثامن

بعد از نماز فجر آپ نے فرمایا۔ حضرت مجدد منور الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص ذکر سے اور قلبی حالات، جذبات اور واردات سے مملو ہے۔ لیکن شیخ کی محبت سے بالکل معرّا ہے تو اس کے منزل سے گرجانے کا احتمال ہے اور فرمایا ایک شخص کو نہ غلبہ ذکر ہے نہ جذبہ ہے۔ نہ ذوق و شوق ہے۔ لیکن شیخ کی محبت میں مستغرق ہے تو یہ شخص لغزش سے بالضرور محفوظ ہے گا۔ مصرعہ:- سایہ رہبر باست از ذکر حق۔



آپ نے فرمایا مولوی عبدالغفور صاد بنیروا نے اس عاجز سے کہا کہ پہلے کی نسبت اب دل میں خطرات زیادہ پڑتے ہیں تو بندہ نے عرض کیا مولوی صاحب! آپ کو مبارک ہو۔ دیکھو ایک قطرہ گھی زمین میں پر ڈالا جائے کتنی چونٹیاں جمع ہو جاتی ہیں اور چھوٹے لڑکے کے ہاتھ میں روٹی کا ایک ٹکڑا ہو تو آپ نے کبھی دیکھا ہو گا۔ کتنے کوٹے جمع ہو جاتے ہیں۔ بس یہی مثال ہے شیطان مردود جب کسی کے پاس نعمت دیکھتا ہے تو اسے خطرات میں ڈالتا ہے، اس کے دل میں وساوس ڈالتا ہے۔ اس لعین کا اصل مطلب یہ ہوتا ہے کہ یہ شخص ایسے حظ عظیم سے محروم ہو جائے۔

فرمایا کسی نے حضرت شاہ غلام علی نقشبندی دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی جناب میں،

## شاہ غلام علی دہلوی بیعت

بیعت ہونے کی التماس کی۔ تو آپ نے اسے فرمایا کہ میرے طریقہ میں طریقہ مسانگ لیسیدن است (یعنی میرا طریقہ تمہر گھسانا) لہذا تو کسی اور کے پاس چلا جا جس کے پاس لذت اور وجدان ہو سکے۔ سائل نے عرض کیا: حضرت! مابراے استقامت آمدیم نہ کہ برائے کشف و کرامت آمدیم۔ (یعنی ہم استقامت کے لئے آئے ہیں نہ اس لئے کہ کشف و کرامت حاصل ہو۔) یہ بات سُن کر آپ بہت خوش ہوئے اور بیعت فرمالیا۔

ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا تنزل علیہم الملائکۃ ان لا تخافوا ولا تحزنوا والبشروا بالجنة التي كنتم توعدون۔ ترجمہ: بیشک جن لوگوں نے کہا۔ ہمارا رب اللہ ہے پھر انہوں نے اس بات پر استقامت کی۔ تو ان پر ملائکہ نازل ہو کر کہتے ہیں۔ یہ کہ خوف نہ کرو اور غم نہ کرو اور ہم خوش خبری دیتے ہیں اس جنت کی جس کا تمہیں وعدہ دیا گیا ہے۔



## عاشق کی تمنا

فرمایا ایک بزرگ کہا کرتے تھے کہ جب رب العلمین دیدار کرائے گا تو میں عرض کرں گا کہ جب تک میرے پیر کی صورت میں دیدار نہ ہوگا۔ میں نہ دیکھوں گا۔ (یہ بزرگ فنا فی الشیخ کا درجہ رکھتے تھے)

فرمایا۔ حضرت خواجہ غریب نواز معین الدین چشتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے مرشد حضرت خواجہ محمد عثمان ہارونی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں بیس سال کا عرصہ صحبت میں رہے لیکن خواجہ صاحب نے اتنا بھی نہ پوچھا کہ تو کون ہے؟ لیکن اجمیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بڑی استقامت سے لشکر کی خدمت کرتے رہے۔ ایک ولی اللہ کا استغنا ہے تو دوسری طرف ولی اللہ کی بے بہا استقامت کا پتہ چلتا ہے۔ اولیاءِ ماسلف ایسے تھے۔

## ایک بوڑھی عورت کے لئے لوح محفوظ پر تصرف

فرمایا حضرت خواجہ محمد عثمان ہارونی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی

بارگاہ میں ایک بوڑھی عورت پیش ہوئی عرض کیا دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ مجھے لڑکا عطا فرمائے خواجہ صاحب نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تو جواب ملا۔ اس کے لئے لوح محفوظ میرے اولاد نہیں ہے۔ یہ سن کر خواجہ صاحب بت خانہ کی طرف روانہ ہوئے (یہ اندازِ محبوبیت تھا) تاکہ اللہ تعالیٰ اگر نہیں مانتا تو وہ بتوں سے طلب کریں گے چنانچہ وہ بت خانہ میں داخل ہوئے کے بعد ابھی سر نہ جھکانے پائے تھے کہ ہاتھ تے آواز دی کہ عثمان! اپنے ہاتھ سے اس بوڑھی کیلے اولاد لکھ لے، تو آپ نے اس کے لئے سات بیٹے لوح محفوظ میں لکھ دیئے۔ لیکن آپ کی جماعت کے ساٹھ آدمی اس لائق تھے کہ آپ انہیں خلافت عطا فرماتے جب انہوں نے حضرت خواجہ صاحب کو بت خانہ میں داخل ہوتے دیکھا تو وہ سب بے اعتقاد ہو کر چلے گئے لیکن حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آپ کے ساتھ رہے۔ آپ نے



اُن ساٹھ آدمیوں کی خلافت اور باطنی نعمت اور خود خواجہ اجمیری کی نعمت (حصّے کی) سب کی سب خواجہ اجمیری کو عطا فرمادی۔ خواجہ اجمیری رحمۃ اللہ تعالیٰ کو اپنے پیر پر پورا اعتقاد تھا۔ آپ نے فرمایا ہونا بھی ایسا ہی چاہیے۔

بمئے سجادہ رنگیں کن گرت پیر مغاں گوید ✽ کہ سالک بخبر نہ بود ز راہ دہم مشکلبا۔  
ترجمہ: مُصلّے الشّراب سے رنگیں کر اگر تجھے مرشد حکم کرے، کیونکہ مرشد راہِ سلوک کے مشکلات بے خبر نہیں فرمایا۔ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے مرشد کی خدمت میں تین سال رہے مگر مرشد نے

ایک سال کے بعد ان سے پوچھا۔ بتاؤ کہاں آکے ہو؟ بولے جی بغداد سے، دوسرے سال کے بعد پھر پوچھا، تیرا نام کیا ہے؟ بولے، جی میرا نام جنید ہے۔ پھر تیسرے برس کے بعد پوچھا۔ کہاں جا رہے ہو؟ بولے جی حضور آپ کی خدمت میں رہنے کا ارادہ ہے۔ یہ سنتا تھا کہ حضرت جنید کو سینے سے لگا لیا اور فیض سے فوراً مالا مال کر دیا۔

فرمایا۔ ایک بزرگ بارہ سال مراقبہ میں بیٹھ رہے۔ ان کے سر کے بال دراز ہو گئے اس لئے اُن کا نام گیسوداز مشہور ہو گیا۔

فرمایا ایک بزرگ تکبیر تحریمہ کہہ کر کھڑے ہوئے تو بیس برس کھڑے رہے۔  
(یہ باتیں عقل سے درابر ہیں لیکن روحانی تصرفات کے ادنیٰ کرشمے ہیں)  
فرمایا۔ بعض بزرگ اسم اللہ کا نقش صرف تصور کراتے ہیں مگر ہمارے حضرات دل سے اللہ تصور ذکر کراتے ہیں۔ کیونکہ دراصل مقصود دل سے ذکر کرنا ہے نہ کہ

صرف نقش کو دیکھنا۔  
نماز میں تصوّر شیخ | مولوی بلال صاحب نے عرض کیا۔ حضور! نماز میں اگر اپنے



شیخ کا تصور آجائے تو کیا نماز میں خلل آجاتا ہے؟

آپ نے فرمایا: خاشاک بر سر دریا گذر کند۔ (یعنی تنکے دریا کی سطح پر گزرتے ہیں) تو دریا ویسا ہی بہتا رہتا ہے۔ فرمایا: حضرت امیر المؤمنین سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نماز کی حالت میں تحیہ (ارادہ) جنگ کرتا ہوں اور بھی شکر اسلام کی صفوں کو دست کرتا ہوں (یعنی تصوراً) لیکن میری نماز میں خلل نہیں آتا۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے اپنے اسرارِ رموز کے لائق صرف آدم علیہ السلام کو سمجھا اور خزانہ معرفت اس کے سینہ میں رکھ دیا جو تمام انبیاء اور اولیاء میں تقسیم ہوتا رہا اور منتقل ہوتا آیا ہے۔ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ اُنْ اُنْ لِيَعْرِفُوْنَ (ترجمہ: میں نے جنوں کو انسانوں کو صرف عبادت کے لئے پیدا کیا ہے یعنی معرفت کیلئے یہ نعمت معرفت نہ ملائکہ کو ملی نہ حوریں کو اور نہ جنوں کو صرف انسان کو ملی ہے۔

فرمایا پہنچانے اور جاننے میں بڑا فرق ہے۔ ایسے لوگ بھی ہیں جو اللہ تعالیٰ کا نام سنتے سنتے مر گئے۔ مگر خود نہ اللہ اللہ کیا اور نہ معرفت حاصل کر سکے۔

**مولویوں سے خطاب** | آپ تما چائی تشریف لے گئے۔ مغرب کی نماز پڑھ کر آپ نے تقریر فرمائی سبحان اللہ تقویٰ کے متعلق بڑی جامع مدلل تقریر تھی۔

فرمایا: مولویوں کی مثال ریل کے انجن کی طرح ہے۔ اگر انجن تیز رفتار ہو تو ڈبے بھی تیز چلتے ہیں اگر انجن سست ہو تو سب ڈبے سست ہو جاتی ہے۔ اسی طرح مولوی مستحب تک کر دیں تو لوگ سنت ترک کر دیتے ہیں۔ اگر مولوی سنت کو ترک کر دیں تو لوگ واجب ترک کر دیتے ہیں۔ اگر مولوی واجب چھوڑ دیں تو لوگ فرض چھوڑ دیتے ہیں۔ اور پھر مولوی صاحب کہتے ہیں کہ ہم اگر سچ کہہ دیتے ہیں تو لوگ بگڑ جاتے ہیں۔ ملامت کرتے اور گالیاں دیتے ہیں۔ اے مولویو!



کچھ خدا سے ڈرو، حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میں مردوں کو زندہ کرنے میں ہرگز عاجز نہیں ہوا مگر احمقوں کو تربیت دینے میں بڑی مشکل پیش آجاتی ہے۔ کسی مسخرے نے کیا خوب کہا ہے کہ ہندو تو جلدی مسلمان ہو سکتا ہے مگر مٹلا مشکل سے مسلمان ہوتا ہے۔ مٹلا تقویٰ کا نام نہیں لیتا صرف یجوز پر (جائز ہے) زور لگا رکھا ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ (بیشک اللہ تعالیٰ کے نزدیک معزز وہ ہیں جو تم میں زیادہ تقویٰ رکھتے ہیں) اور ادھر حال یہ ہے کہ مٹلا ہندو کی چیزیں اور بیویوں کی مصنوعات کھا جاتے ہیں حالانکہ ہندو ایسے نجس ہیں کہ کتے بھی ان کے نزدیک پاک ہیں جس برتن کو کتے چاٹتے رہیں وہ اُسے پلید نہیں سمجھتے اور گائے کا پیشاب تو برتنوں اور کھانے میں ڈالتے ہیں اور گائے کی گوبر کامکانوں میں لپکرتے ہیں۔ ایک چلوپانی سے استنجا کرتے ہیں۔ اور جنابت میں تو وہ ہمیشہ رہتے ہیں۔ میری اس بات کو اگر کوئی نہ مانے تو خود انہیں نہاتے ہوئے دیکھ لے۔ رب فرماتا ہے۔ اِنَّمَا الشِّرْكَوْنَ نَجَسٌ یَّقِیْنًا مشرک پلید ہیں۔ اور ہندو کو مسلمان کا ہاتھ لگ جاتے تو وہ پلید سمجھتے ہیں۔

عام لوگ تو بڑے بیوقوف ہیں نہ ان کے پاس دین ہے نہ عقل ہے۔ زنا کریں چوری کریں اور خدا کی بے فرمانی کرتے ہیں۔ بے علمی اور جہالت کا یہ حال ہے کہ سارا دن بدبودار حقہ پیتے اور غر غر کرتے رہتے ہیں۔ اور پھر سارے گاؤں کی عورتیں کنویں پر پانی بھرنے آتی ہیں سے مشکوں سے بھرتی ہیں۔ مشکوں کے نیچے جانوروں کی گوبر لگی ہوتی ہے۔ وہ مشکے اسی حالت میں رسی باند کر کنویں سے پانی نکال لیتی ہیں اور کنواں چونکہ وہ درودہ تو ہے نہیں اس لیے گوبر والے برتن سے پلید ہو جاتا ہے۔ اب مولوی صاحب سے پوچھو تو فرماتے ہیں عموم البلوٰی کی وجہ سے کنواں پاک ہے۔ ارے مولویو! خدا سے ڈرو۔ کیوں اپنا اور دوسرے مسلمانوں کا خانہ خراب



کرتے ہو۔ کیا گورنمنٹ نہیں ہے۔ کیا دوسرے کنویں نہیں ہیں جو تم عموم البلوی کا فتویٰ دیتے ہو اور اگر جب قریب میں کنویں موجود ہیں تو پھر کنویں مجبوری ہے جو مجوز کا فتویٰ لگا رہے ہو۔ تقویٰ تو اپنی جگہ پر رہا۔ یہ تو فتویٰ بھی صحیح نہیں دیتے۔ چنانچہ ایک مسجد میں چٹائیاں مرغیوں کی پنخاں (بیٹ) سے ملوث تھیں۔ میں نے کہا مولوی صاحب! یہ چٹائیاں تو پلید ہیں۔ ملاً صاحب بولے۔ کون پلید کہتا ہے؟ اور پھر بھاگے جلدی سے کتاب لے کر آگئے اور کہا لو پڑھ لو اس میں یہ عبارت تھی۔ خرد الطیور نجاسة خفيفة سوى الدجاجة۔ یعنی سب پرندوں کی بیٹ نجاست خفیفہ ہے۔ سو امرغی کے۔ پھر تو ملاً صاحب خاموش ہو گئے۔

## المجلس التاسع

فجر کی نماز کے بعد آپ نے گفتگو فرمائی۔ کہ فرعون کو اس کے وزراء نے مشورہ دیا کہ پہلے ملاً لوگوں کو دنیا کا لالچ دیکر اپنا تابع کر لو۔ پھر خدائی کا دعویٰ کر دے تو ملاً تیری مخالفت نہیں کریں گے۔ چنانچہ فرعون لعین نے ایسا ہی کیا۔

انگریزوں نے ملاؤں کو خریدنا فرمایا۔ آج کل سندھ میں انگریزوں نے ملاؤں کی تنخواہیں مقرر کر دی ہیں۔ (دیوبندی مولوی حضرات کی)

ان کی (انگریزوں کی) منشا یہ ہے کہ ملاً ان کے تابع ہو جائیں۔ ان کو تنخواہ دینے میں نیت اور پروگرام یہ ہے کہ اسلامی تعلیم کے مدرسین اور اردو اسکول کے اساتذہ کو انگریزی کتب

۱۔ چنانچہ خود دیوبندی اکابر مولوی شبیر احمد عثمانی رقم طراز ہیں کہ:- ”اس ضمن میں مولانا حفیظ الرحمن صاحب نے کہا کہ مولانا الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تبلیغی تحریک کو بھی ابتداءً حکومت کی طرف سے بذریعہ حاجی رشید احمد صفا کچھ روپیہ ملتا تھا پھر بند ہو گیا۔ حوالہ: مکالمۃ الصدرین ص ۱۳“ اور تحریر کرتے ہیں:- ”دیکھئے حضرت مولانا اشرف علی صاحب قادیان رحمۃ اللہ علیہ ہمارے آپ کے مسلم بزرگ پیشوا تھے ان کے متعلق بعض لوگوں کو یہ کہتے ہوئے سنا گیا کہ ان کو کچھ سو روپیہ (600) حکومت کی جانب سے دیے جاتے تھے۔ حوالہ: مکالمۃ الصدرین صفحہ نمبر 16۔ مسرور سابقہ بے صریح



ہمیا کی جائیں وہ طلباء کو انگریزی تعلیم دیں اور پھر ہر سال امتحن آیا کرے گا انگریزی وغیرہ کا امتحان لیا کریگا اور مولوی صاحبان کی تنخواہوں میں اضافہ ہوتا ہے گا۔ بڑا تعجب یہ ہے کہ ان کے تنخواہ دار مُلّا ان کی پالیسی کو نہیں سمجھ سکے۔ ان کو خیر خواہ سمجھتے ہیں۔

فرمایا۔ ایک پہلوان تھا جس کا نام غلام تھا۔ انگریز اسکول لندن لے گئے وہ بہت زور آور پہلوان تھا۔ انگریزوں نے ایک بہت بڑے پہلوان سے اس غلام کی کشتی کرائی۔ غلام نے لندن کے پہلوان کو ایسی ضرب لگائی کہ جان کنڈن تک پہنچا دیا۔ اور بہت سوا ہوئے واپسی پر زہر دیکر مار ڈالا۔

**راستے کا بٹوا** فرمایا۔ میں کراچی شہر کے ایک بازار میں جا رہا تھا۔ راستے میں ایک بٹوا پڑا نظر آیا جب میں اس کے قریب سے گذرا تو ایک آدمی دوڑتا ہوا آیا اور کہنے لگا اے اٹھانوا میں نے انکار کیا تو اس نے وہ اٹھالیا جب تھوڑا سا آگے چلا تو وہ آدمی آگ بگولا ہو کر آیا اور کہا میری انگوٹھی سونے کی یہاں گر پڑی ہے جو تو نے اٹھالی ہے۔ واپس کر دے۔ میں نے کہا غلط کہتے ہو میں نے نہیں اٹھائی۔ اس نے تلاشی لینا چاہی۔ تلاشی لی تو کچھ نہ برآمد ہوا۔ اس لئے وہ چپ ہو گیا جب میں نے اپنے رفقاء سے تذکرہ کیا تو انہوں نے کہا اچھا ہو جو آپ نے وہ بٹوا نہ اٹھایا۔ اگر اٹھالیتے تو بڑا شور برپا ہو جاتا۔ بالفرض آپ اس پہلے آدمی کے کہنے پر بٹوا اٹھالیتے تو وہ آپ سے دوست بن کر آدمی رقم لے لیتا۔ پھر وہ شخص جو انگوٹھی کا دعویٰ کر رہا تھا آتا اور رو کر خدا کا واسطہ دیکر کہتا کہ اس کا بٹوا پندرہ روپے کا مگر گیا ہے۔ وہ دید واپھر وہ پہلے والا دوست سفارش کرتا کہ دیکھو یار بچا را غریب رو رہا ہے اور اللہ کا واسطہ دے رہا ہے اسکا بٹوا اور رقم واپس دید۔ جب آپ واپس دیدیتے تو وہ لیکر پھر دعویٰ کرتا کہ میرے چالیس روپے تھے۔ وہ دے دو اور دھمکیاں بھی دیتا۔ پھر



پہلا رفیق اس طرح کہتا کہ چلو جی بیس روپے میں دیتا ہوں بیس روپے تم دیدو۔ ورنہ پولیس میں یہ ہمیں بہت خراب کریگا۔ اس طرح آپ سے بیس روپے بھی لیتا اور آپ پھنس جاتے۔ اچھا کیا وہ بٹوا نہیں اٹھایا۔ یہ ہے آج کل لوگوں کا حال۔ دیکھو! یہ میرا بٹوانہ اٹھانا تقویٰ کی برکت تھی۔

واقعہ: فرمایا ایک شخص نے بتایا تھا کہ وہ بمبئی میں ایک جگہ پہنچا تو ایک آدمی مٹھائی لے کر آگیا اور کہا اس پر ختم شریف پڑھ دو، میں نے پڑھا اور تھوڑی سی مٹھائی کھالی۔ تو فوراً میں سے بے ہوش ہو گیا۔ اس نے میری جیب سے پندرہ روپے نکلے اور چلتا بنا۔

**ملتان کا جیب تراش** | فرمایا۔ ملتان شریف میں ہاتھی دیکھنے کیلئے لوگوں کا ہجوم ہو گیا تھا۔ میں وہاں سے گذرنا تو ارادہ میں سے ایک لڑکے نے میری جیب میں ہاتھ ڈالا میں نے پکڑ لیا۔ پہلے ایک تھپڑ مارنے کا ارادہ تو کیا۔ مگر اس خیال سے اس کو چھوڑ دیا کہ شاید یتیم ہو یا طالب علم ہو۔

**ہمیانی حیرانی** | فرمایا۔ ایک آدمی ایک لڑکے کو مار رہا تھا یعنی زد و کوب کر رہا تھا۔ کسی رحم کھا کر چھڑانا چاہا۔ وہ لڑکا اس کو لپٹ گیا اور کہا مجھے بچاؤ۔ لیکرنے مارنے والے آدمی نے اس لڑکے کو کھینچنا شروع کر دیا جس کو لڑکا چمٹ گیا تھا اس کے پاس رقم کی ہمیانی تھی تو وہ لڑکے کو کھینچنے کے بہانے اس کی ہمیانی چر کر چلا گیا۔

**مکھن میں گوبر** | فرمایا۔ ایک جاٹ آدمی گوبر سے مٹر کا بھر کر اوپر تھوڑا سا مکھن رکھ کر بنیلے کے پاس لے آیا۔ اور کہانی الحال پندرہ روپے دید میں بازار

سے کچھ سود لے کر آتا ہوں۔ بعد میں مکھن کا وزن کر کے حساب کر لیں گے۔ چنانچہ پندرہ روپے لے کر چلتا ہوا۔ بڑی دیر کے بعد شام کو بنیلے نے مٹر کا دیکھا تو گوبر سے بھرا ہوا تھا۔



**ٹھگ آدمی** فرمایا۔ ایک ٹھگ آدمی نے پہلے اعلان کرایا کہ میں دن کو لوگوں سے کچھ ٹھگ لوں گا لوگ ہوشیار ہو گئے۔ اُس نے ٹانگہ کرایہ پر لیا۔ اُس پر پردہ لٹکا دیا

اندر چھپ کر بیٹھ گیا۔ اسی حالت میں ایک صراف کے پاس ٹانگہ رکوا دیا۔ صراف سے کہا سیٹھ صاحب کی بیگم صاحبہ کچھ سونا خریدنا چاہتی ہیں۔ ذرا دکھا دو۔ انہوں نے چھ ہزار روپے کی قیمت کا سونا دیا۔ تو ٹھگ نے لیکر پردہ کے اندر منہ اور ہاتھ اس طرح چھپایا کہ گویا وہ بیگم صاحبہ کو دکھا رہا ہے۔ پھر اتر کر آیا اور کہا بیگم صاحبہ نے فرمایا ہے کہ میں یہ زیورات سیٹھ صاحبہ کو صرف دکھا کر آجاؤں۔ صراف نے اجازت دیدی۔ وہ ٹانگہ بمع پردہ اور کوچوان کو وہی چھوڑ کر چلا گیا اور واپس نہ آیا۔

فرمایا۔ انگریز کتنا بیوقوف ہے۔ کہ خزانہ کی حفاظت کے لئے چوکیدار کو کھڑا کر دیتے ہیں اسے سمجھا دیتے ہیں کہ اگر کوئی آدمی نظر آجائے تو تین دفعہ ہلٹ کہو۔ اگر جواب نہ آئے تو گولی مار دو۔ چنانچہ ایک پریدار سپاہی کا باپ جاٹ آدمی تھا وہ بیٹے کو ملنے آیا تو ایک گلی میں پیشاب کرنے بیٹھ گیا۔ خزانہ یہاں سے قریب تھا۔ اور اُس کے بیٹے کا پرہ دینے کا نمبر تھا۔ اس نے اُسے تین دفعہ ہلٹ کہا مگر جواب نہ ملا تو اُس نے گولی چلا دی دیکھا تو باپ مر گیا تھا۔

**مرزائی تحصیلدار** اسٹیشن باگرٹھی سے پانچ بجے کے قریب سکھ تشریف لائے۔ فرمایا۔ ایک دفعہ میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک بڑا ریچھ ہے اس کے ساتھ

پانچ کتے ہیں جو اُسے سونگھتے ہیں اور اُس کے ارد گرد گھومتے ہیں اور ناز کرتے ہیں اور شرقی طرف سے آہے تھے۔ اس خواب کی تعبیر اس طرح ظاہر ہوئی کہ صبح تقریباً دس بجے تھے کہ ایک مرزائی قادیانی تحصیلدار آگیا اُس کے ساتھ چار پانچ نمبردار بھی تھے جو اس کی خوشامد کرتے پھرتے تھے۔ ایک نمبردار نے کہا تحصیلدار کیلئے چار پانی لاؤ۔ میں نے کہا کہاں سے لاؤں؟ میں



خود زمین پر بیٹھا ہوں۔ یہ بھی بیٹھ جائے اتنے میں تحصیلدار نے مجھے کہا کہ آپ مرزا صاحب کی کتابیں اپنے پاس رکھا کریں میں نے کہا کیوں؟ وہ بولا کہ مرزا مجد ہے میں نے کہا اس کے مجد ہونے کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔ وہ جھوٹا ہے تحصیلدار غصے میں بھر گیا۔ اور جوزین نے غیر آباد تھی اسکو آباد لکھ کر چلا گیا۔ تاکہ آبیانہ وغیرہ زیادہ وصول کر سکے۔

## المجلس العاشر

نور محمد کو خطرات و وساوس | فجر کی نماز کے بعد آپ نے مراقبہ فرمایا۔ مراقبہ سے فارغ ہو کر نور محمد سوار شاد فرمایا

مجھے رب العالمین کی طرف سے الہام ہوا ہے کہ نور محمد کے دل میں خطرات اور وساوس پیدا ہو رہے ہیں اور پیدا ہوتے رہتے ہیں۔ اُسے کہہ دو وہ خطرات کو روکے اور تیرے کہنے پر عمل کرے اور جس چیز پر آپ دم کر کے اُسے دیں وہ اس پر حسن اعتقاد رکھے۔ اور بے دین بد عمل لوگوں سے محترز رہے اور علیحدگی اختیار کرے۔ تقویٰ کا بہت خیال رکھے۔ رہی بیماری تو تھوڑی سی کسر باقی رہ گئی ہے انشاء اللہ تعالیٰ فوراً آرام ہو جائے گا۔ اُس کے بیوی بھی اس عارضہ اور تکلیف میں مبتلا ہے کیوں کہ نور محمد کا اُس پر بھی اثر پڑتا ہے، نور محمد سے مزید فرمایا۔ نور محمد! بزرگوں کا بتلانا اچھلے یا ذات باری تعالیٰ کا؟ جس کے تمام انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام سائل اور محتاج ہیں۔

فرمایا تمام اولیاء کرام میرے ساتھ بڑی محبت اور پیار رکھتے ہیں۔ صاحب کشف ہو تو خود دریافت کر لے کہ میں سچ کہتا ہوں یا جھوٹ بولتا ہوں۔

فرمایا میں ایک بزرگ کی مزار شریف پر بیٹھ کر ختم پڑھ رہا تھا جب ختم کا ثواب دیا



تو اور بزرگ کا نام زبان پر آگیا تو صاحب مزار نے فرمایا۔ پڑھ تو میرے لئے رہے ہو اور بخش دوسرے کو دیا۔ تو میں نے کہا، اُس بزرگ کا نام میری زبان پر بے اختیار آگیا ہے۔

رحمۃ اللہ تعالیٰ | فرمایا حضرت مجدد منور الف ثانی قدس سرہ کی مزار شریف پر میں نے نصیحتِ مجدد علیہ مراقبہ کیا، تو حضرت مجدد صاحب نے مجھے مرشدانہ مشفقانہ نصیحت

فرمائی۔ جب لاہور میں حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی مزار شریف پر مراقبہ کیا تو آپ نے فرمایا۔ میں بھی تجھے وہی نصیحت کرتا ہوں جو مجدد صاحب نے کی ہے۔

فرمایا، ایک بزرگ کی مزار پر میں نے مراقبہ کیا، تو کیا دیکھتا ہوں، ایک رتچھ اُس بزرگ کے سامنے ناچتا ہے۔ بزرگ نے فرمایا۔ یہ رتچھ میری اولاد سے ہے کیونکہ یہ بد مذہب ہو گیا ہے اِس لئے اِسکی یہ صورت ہو گئی ہے۔ بزرگ نے مجھے ایک گھوڑا اور تلوار عطا فرما کر ارشاد فرمایا، اس پلید کو فوراً قتل کر دینا! لیکن یہ بات مجھے نسیان ہو گئی۔ عرصہ کثیر کے بعد میں نے ایک اور بزرگ کی مزار پر مراقبہ کیا، تو انہوں نے فرمایا۔ گھوڑا اور تلوار جو تجھے دی گئی تھی اُس کام کو کیوں بھلا دیا۔ فرمایا باطنی معاملہ بڑا عجیب ہوتا ہے۔ (دیکھو کہاں کی بات کہاں کے بزرگ کو بھی معلوم ہے)۔

آپ نے اِس کمترین کو ارشاد فرمایا۔ اِس رات کُتّیہ کا نوزائندہ بچہ سردی کے سبب چونکتا اور چلاتا رہا۔ مجھے ساری رات نیند نہیں آئی اور دل دکھتا رہا۔ خیال تو یہی تھا کہ اُسے اٹھا کر اندر لے آؤں مگر اِس لئے رُکار ہا کہ شاید شیطان لوگوں کو بہکائے۔

فرمایا میں نے سُننا ہے کہ مولوی اللہ دتہ ایک بیمار کتے کو اٹھا کر پانی پلا رہا تھا۔ یہ بات اُس میں ذکر کی بدولت پیدا ہو گئی ہے ورنہ پہلے وہ بڑا سخت آدمی تھا۔ یہ سب نعمت بزرگوں کی صحبت میں حاصل ہوتی ہے۔



**چور حضرت جنید کے گھر** | فرمایا، ایک چور حضرت جنید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے گھر کو لوٹنے جا رہا تھا تو راستے میں حضرت جنید اُس کو

بل گئے۔ اس نے پوچھا تم کون ہو؟ آپ نے فرمایا چور ہوں، اُس نے کہا جنید کا گھر لوٹنے کو جا رہا ہوں، آپ نے فرمایا، چلو میں بھی ساتھ چلتا ہوں آپ نے سارا سامان اٹھا کر اُسکے حوالے کر دیا۔ وہ لیکر چلا گیا۔ صبح بازار میں وہ سامان فروخت کر رہا تھا۔ آپ کے ایک مرید نے حضرت جنید کا پیرا ہن پہنچان لیا اور چور کو پکڑ لیا۔ حضرت جنید نے سنا تو وہاں تشریف لے گئے اور فرمایا اسے چھوڑ دے یہ پیرا ہن اسی کا ہے۔

**شہر بمبئی کا تھے** | فرمایا شہر بمبئی میں ایک شخص تھا جس کا نام ذکر یا تھا وہ نیک اور سخی تھا۔ وہ کھجوریں تقسیم کر رہا تھا۔ ایک خراسانی کو کھجوریں دیں تو کسی نے اُس کے ہاتھ سے پھین لیں خراسانی نے غصہ میں آکر اُسے قتل کر دیا یعنی ذکر یا سخی کو قتل کر دیا جب اُس کا آخری وقت آیا تو کہا میں نے اُس خراسانی کو معاف کر دیا ہے۔ میرے بدلے میں اُس کو قتل نہ کرنا۔

شنیدم کہ مردان راہ خدا | دل دشمنان ہم نکر و نہ تنگ

تو بادشمنان دوستی کئے کئی | کہ بادشاہات خلافت جنگ

ترجمہ :- میں نے سنا ہے کہ اللہ کے بندے، دشمنوں کا دل بھی نہیں دکھاتے ہیں

تو دشمن کے ساتھ بھلائی کب کر سکتا ہے، جب کہ دوستوں سے تیری لڑائی اور مخالفت ہے

فرمایا، ایک کتے نے دوسرے کتے سے خیریت اور احوال مزاج پوچھا تو اُس نے کہا

مجھے نہ گدھے نے تکلیف دی اور نہ گھوڑے نے۔ مجھے اگر کسی نے رنج پہنچایا ہے تو

میری اپنی برادری نے پہنچایا ہے۔ ہرچہ کر دبا من آشنا کر د۔



**شیطان لوگوں کو کیسے لڑاتا ہے** فرمایا حضرت یحضر علیہ السلام نے شیطان سے  
 ہمارے لعین! تو آپس میں لوگوں کو کیسے لڑاتا ہے

اُس نے کہا ادھر آؤ! میں ابھی تجربہ کر کے دکھاتا ہوں۔ چنانچہ اس نے تھوڑا سا گڑے کر دیوار  
 پر لگا دیا چھپکلا گڑ پر لپکی تو بلی نے اُس پر حملہ کر دیا، یہ دیکھ کر کتے نے بلی پر حملہ کر دیا  
 اور مار دیا۔ بلی کے مالک نے اپنی پالتو بلی کے بدلے میں کتے کو مار ڈالا۔ کتے کے مالک  
 کو غصہ آگیا، اُس نے بلی کے مالک کو قتل کر دیا۔ حضرت خضر علیہ السلام حیران ہو گئے۔

حضرت سیدنا ابو بکر بن الصدیق اور سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما  
 کا آپس میں معمولی سا نزاع واقع ہو گیا۔ جب بارگاہ نبوی علیہ علی آلہ بارک وسلم میں حاضر  
 ہوئے تو آپ نے اصل واقعہ اور سبب نزاع کے بارے میں پوچھا تو حضرت صدیق اکبر نے  
 عرض کیا: حضور! میرا قصور ہے اور حضرت عمر نے عرض کیا حضور! میرا قصور ہے۔ دونوں  
 حضرات نے اپنا عیب دیکھا۔

فرمایا۔ ایک غلام کے ہاتھ سے بادشاہ کے سر پر گرم پانی کا ایک قطرہ گر پڑا بادشاہ  
 نے اُسی وقت حکم سنایا کہ اس کو پھانسی پر لٹکا دیا جائے یہ سنتے ہی غلام نے گیم پانی  
 کا سارا لوطا بادشاہ کے سر پر انڈیل دیا۔ غلام سے پوچھا گیا کہ یہ حرکت تو نے کیوں کی؟  
 اس نے کہا مجھے پھانسی پر صرف ایک قطرہ کے بدلے چڑھانے کا گناہ بادشاہ کے سر پر رہا  
 تھا۔ اسلئے میں نے سارا لوطا پانی کا ڈال دیا تاکہ میرا گناہ بھی تو کچھ اتنا ہونا چاہیے جس  
 کا بدلہ لیا جائے۔

فرمایا۔ مدینے میں مدت سے دو قبیلوں اوس اور خزرج کی لڑائی ہو رہی تھی  
 مگر حضور رسول کریم علیہ علی آلہ افضل الصلوٰۃ والسلام کے طفیل دونوں قبیلے مسلمان



ہو گئے اور آپس میں بھائی بھائی بن گئے۔

## المجلس الحادی عشر

### کشف الہام

صبح کی نماز کے بعد مراقبہ کیا گیا، میاں ظہور محمد سے فرمایا کہ رب العالمین جل شانہ نے ارشاد فرمایا ہے کہ ظہور محمد کی چھٹی کی درخواست اسلئے منظور نہیں ہوئی کہ اس نے زبان سے یہ کہا تھا کہ درخواست ضرور منظور ہو جائے گی اور انشاء اللہ نہیں کہا تھا۔ وَلَا تَقُولُوا الشَّيْءَ اِنِّي فَاعِلٌ ذَالِكِ غَدًا اِلَّا اِنْ يَشَاءَ اللّٰهُ ترجمہ اور کسی شے کیلئے یوں نہ کہو کہ میں کل یہ ضرور کروں گا مگر ساتھ انشاء اللہ کہا کرو۔ آپ نے فرمایا سبحان اللہ جتنا قرب زیادہ ہوتا ہے اتنا امتحان بھی زیادہ ہوتا ہے۔

آپ نے سلیم اللہ سے فرمایا کہ تیرے بارے میں یہ ارشاد ہوا ہے کہ خطرہ دل میں نہ لائے کوئی وقت ایسا آئے گا کہ اس پر کشف و اسرار نمودار ہوں گے ہمیشہ استقامت رکھے فرمایا حضرت مجدد منور الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ طالب ذوق و شوق طالب خدا نیست۔

فرمایا جب کوئی کتابوں کا مطالعہ کرے اور مختلف اقوال پڑھے تو یہ اختلاف

حجاب بن جاتا ہے۔

فرمایا، اللہ تعالیٰ نے بذریعہ الہام ارشاد فرمایا ہے کہ جو شخص میری رضا کا طالب ہو اُسے تین کاموں کی پابندی کرنا پڑے گی۔ ۱۔ ذکر بہت کرے۔ ۲۔ تقویٰ پر سختی سے پابند ہو۔ ۳۔ قریشی وہ تیرے ساتھ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اور میرے



ساتھ محبت رکھے۔ یہ تینوں چیزیں درجہ ثواب میں برابر ہیں۔

فرمایا۔ قَالَ بِئِی قَائِلًا اِنِّیْ كَتَبْتُكَ مِنَ الصّٰدِقِیْنَ۔ الحمد للہ علی ذالک

ترجمہ: میرے لئے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے بیشک میں نے تجھے صدیق لکھ دیا ہے،

فرمایا۔ ایک ہمارے صوفی نے پوچھا کہ اس کے ذکر میں کمی آگئی ہے۔ اس کا کیا

سبب ہے؟ میں نے اُسے کہا کہ مجھے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تم نے بھینسے کا گوشت کھایا

ہے اُس نے کہا، ہاں جی کھایا ہے، میں نے کہا وہ بھینس چوری کی تھی۔

فرمایا، بتاؤ! تم لوگ اپنا وطن چھوڑ کر سفر کر کے نوکری اور

## سبق آموز نصیحت

مزدوری کرتے ہو اور پھر ہندوؤں کے ہاں دنیا بے شمس

پڑی ہوئی دیکھتے ہو۔ اُسے چوری کر کے کیوں نہیں اٹھا لیتے؟ ایک مولوی امام مسجد بیٹھا

ہوا تھا اُس نے کہا۔ جناب! صرف حکومت کے ڈر سے نہیں اٹھاتے۔ آپ نے فرمایا افسوس

ہے۔ تم لوگ مجازی حکومت سے تو ڈرتے ہو! مگر جو احکم الحاکمین ہے اور حُشِ القیوم

ہے اُس ذات سے نہیں ڈرتے۔ اور گناہوں میں رات دن گستاخ بن کر مصروف رہتے

ہو۔ فرمایا بتاؤ! ہمارے نبی کریم علیہ علی آلہ افضل الصلوٰۃ والسلام کی سنت اور ان کے

شرعیات اچھی ہے یا کہ نہیں؟ بولے ہاں! فرمایا پھر تم اس پیارے رسول کریم علیہ علی آلہ

افضل الصلوٰۃ کے حکم پر عمل کیوں نہیں کرتے۔ بتاؤ! اڑھی کیوں منڈاتے ہو؟ یہ کس کے

مشابہت اختیار کرتے ہو حضرت محبوب کبریا علیہ آلہ افضل الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں

مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ۔ جو شخص کسی قوم کے ساتھ مشابہت رکھے گا وہ اُسی قوم

سے ہوگا۔ دیکھو! آج کل ہندوؤں اور مسلمانوں میں اسی تشبیہ کی وجہ سے کوئی امتیاز

نہیں ہو سکتا۔ فرمایا، ارے مسلمانو! تمہارا عقل مارا گیا ہے۔ بتاؤ! تمہیں کیا ہو گیا؟



دیکھو! جو کتابیں قبل ازیں مُنَزَّلٌ مِنَ اللّٰہِ میں تورات ہو یا انجیل، زبور ہو یا اور صحیفہ، وہ سب اس قرآن مجید کے نزول سے منسوخ ہو گئیں۔ دیکھو ان کے احکام اجزاء اجزاء اور متفرق ہو گئے ہیں۔ لیکن قرآن مجید ویسا ہی ہے جیسا اوّل تھا۔ اس میں تغیر و تبدل کوئی نہیں کر سکتا صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے قلوب میں خوفِ خدا اور خشیت تھی۔ ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آیت شریف یَوْمَ یَقُومُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعَالَمِیْنَ سُن کر بے ہوش ہو گئے۔ ان کی کچھ نمازیں بھی اس دوران قضا ہو گئیں۔ اور آج تم لوگ قرآن سے اس طرح بیگانے ہو کہ طوطی کی طرح زبان پر تو ہے لیکن دل میں نہیں ہے اور وہ بھی غلط پڑھتے ہو۔ امتحان لیا جائے تو ما شمار اللہ سو میں سے صرف ایک آدمی ہی صحیح پڑھنے والا ظاہر ہو گا۔ ایک بوڑھی عورت تعویذ کیلئے آئی۔ میں نے تاکید کی۔ بوڑھی! نماز پڑھتی رہنا۔ کہنے لگی، پیرجی! نماز تو مجھے آتی ہی نہیں۔ افسوس اے مسلمانو! تم رات دن اللہ و رسول کی بے فرمانی کر رہے ہو اور پھر رسول کریم علیہ علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام کی شفاعت کی بھی امید رکھتے ہو!

فرمایا، اگر میں تم سے ایک پیسہ بھی مانگوں تو بیشک نہ دینا۔ مجھے کوئی ضرورت بھی نہیں کیونکہ جو تمہیں رزق دیتا ہے وہ مجھے بھی دے گا۔ میں تم سے کیوں مانگوں اور خالق سے مخلوق کو زیادہ کارساز کیوں سمجھوں۔

فرمایا، جو آدمی بے نماز عورت سے شادی کے بعد مجامعت کرے، وہ ایسا سمجھے کہ وہ خنزیر سے مجامعت کر رہا ہے، اسی طرح بے نماز مرد کو بھی عورت ایسا ہی سمجھے زنا بہت ہو گیا ہے اور غیرت اڑ گئی ہے۔ مسلمانو! پردہ چار دیواری بنو اور اپنی بیویوں کو حجاب میں رکھو۔ آٹھ دن معتبر بنتے ہو۔ چار سال انگریز کی قید میں گزارتے ہو! جب دُش سے قرضہ اٹھاتے ہو۔ سود دینا کرتے ہو۔ وہ سود در سود لگا لگا کر اتنا رقم بڑھا لیتے ہیں کہ



تم قرضہ ادا نہیں کر سکتے۔ آخر میں جیل دیکھتے ہی ہو۔ دہلی میں ایک مولوی صاحب میرے لئے چلے لے آئے۔ میں نے اُسے کہا یہ تو صرف حَظِّ نَفْس کیلئے ہے اس کی ضرورت کیا ہے۔ ایک آدمی کو میں نے کہا تو نے داڑھی کیوں منڈا رکھی ہے اور مونچھیں کیوں بڑھا رکھی ہیں۔ اُس نے جواب دیا کہ آج کل رُاج ہو گیا ہے۔ میں نے کہا، تو رُاج پر ایمان لایا ہے یا شریعت پر؟ مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ۔ بتاؤ ایک شخص سر پر ہیٹ رکھتا ہے پتلون پہنتا ہے وہ انگریز معلوم ہوتا ہے یا نہیں؟ اسی طرح جس کا کوئی تشبہ اختیار کرے گا وہ اُسی فرقہ سے گنا جاتا ہے۔ فرمایا حاجی دوست محمد قندھاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ساری رات مراقبہ کرتے تھے اور صبح کو فرماتے تھے۔ شب سپہ کوتاہی کر دے رات کیوں چھوٹی ہو گئی۔ اللہ والے بڑے صریح ہوتے ہیں۔

**ذکر کی لذت** فرمایا ایک بزرگ نے لکھا ہے کہ ذکر اللہ کے لذت سے تو باکرہ عورتوں کی لذت سے صحبت سے بھی برتر ہے۔ فرمایا فرخ بادشاہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے آثار و اجداد میں سے ہے جب وہ ذکر کی لذت سے مالا مال ہوا تو شاہی چھوڑ کر ایک غار میں جا بیٹھا، اب تک وہ پیارے فرخ (بادشاہ) کے نام سے مشہور ہے۔

فرمایا۔ مَنْ أَرَادَ أَنْ يَجْلِسَ مَعَ اللَّهِ فَيَجْلِسْ مَعَ أَوْلِيَاءِهِ۔ یعنی جس کا ارادہ ہو کہ وہ اللہ تعالیٰ سے مجلس کرے تو وہ اولیاء کی مجلسوں میں بیٹھا کرے مجنوں کو لیلیٰ کی سنگت اور مجلس کے بغیر آرام نہ آتا تھا۔

تاجار و بکلا نرو بجے راہ ★ کئے رسی در مقام الا اللہ  
جب تک لا کی جھاڑو سے راستہ صاف نہ کریگا مقام الا اللہ تک کیسے پہنچے گا۔



فرمایا، حضرت شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مرشد کا نام حضرت نجم الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تھا۔ آپ فرماتے ہیں کہ سگ شد منظور نجم الدین سگانر اسر و راست یعنی وہ کتا جو نجم الدین کا منظور نظر ہو گیا وہ تمام کتوں کا سردار ہو گیا۔

فرمایا جسمانی صحت کا کتنا خیال رکھنا پڑتا ہے تھوڑی سی مرض عائد ہونے سے مداوات میں تمام تر سعی اور کوشش کی جاتی ہے۔ لیکن روحانی بیماری میں دل مبتلا ہے۔ اس کی طرف توجہ ہی نہیں کرتے۔

فرمایا، شرف الدین لاہوری پر حضرت شہباز قلندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا روح نازل ہوا تو فرمایا کہ ملا لوگ کلمہ شریف کا معنی صحیح نہیں کرتے۔ کہتے ہیں نہیں کوئی معبود بدو اللہ کے۔ صرف بتوں کی نفی کرتے ہیں مگر باقی ہر چیز کا اور اپنے وجود کا اثبات کرتے ہیں۔ حالانکہ ماسوا اللہ کی نفی کرنا بھی ضروری ہے۔

فرمایا، ایک بزرگ نے ممولہ پرندہ کو دیکھا کہ اس پر باز حملہ کر رہا ہے تو بزرگ نے ممولہ کو توجہ بالنی دیدی۔ چنانچہ ممولہ باز پر غالب آگیا۔

فرمایا، ایک بزرگ نے پانی میں سے گزر فرمایا تو کوئی چیز اُن کے پاؤں میں اٹک گئی فرمایا دوستو! یہ چیز یا تو لوہا

ہے۔ یا لکڑی ہے، یا پتھر ہے۔ اب لوگ وہاں جاتے ہیں وہ چیز موجود ہے مگر پتہ نہیں چلتا کہ ان تینوں میں سے کون سی چیز ہے۔

فرمایا، ایک بزرگ کشتی میں سوار تھا۔ دوسرے بزرگ نے توجہ سے اس کشتی کو دیکھا وہیں روک کر ٹھہرا دیا، کشتی والے بزرگ نے

توجہ دیکر اس بزرگ کو چلنے سے روک کر کھڑا کر دیا آخر ایک دوسرے سے معافی مانگی اور روانہ ہو گئے۔



مولوی سلیم اللہ نے عرض کیا کہ ایک بزرگ نے فرمایا کہ میں ایسا چلتا ہوں جیسے یہ دیوار چلتی ہے ان کا یہ کہنا تھا کہ دیوار چل پڑی۔ تو بزرگ نے فرمایا اٹھ جا! میں تو دیسے بات کر رہا تھا۔

آپ نے فرمایا جس وقت حضرت شاہ سعید احمد مدنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت دوست محمد قندھاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو اجازت خلافت عطا فرمائی۔ تو حضرت دوست محمد قندھاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے مرشد کو توجہ ڈالی وہ چلتے ہوئے گر پڑے۔ شاہ صاحب نے فرمایا یہ کیوں؟ آپ نے فرمایا حضور! بس ذرا توجہ کو آزمانے کا خیال آگیا تھا۔

**انگوٹھی اتارنے کا حکم** آپ نے ایک شخص کے ہاتھ میں انگوٹھی دیکھ کر فرمایا۔ اسے اتار دے، اُس نے عرض کیا کہ علماء فرماتے ہیں کہ سفر میں

انگوٹھی جائز ہے کیوں کہ احتمال ہے کہ شاید عبرمانہ یا تادان دینا پڑ جائے۔ تو حضور نے فرمایا۔ ایک شخص دُعا مانگ رہا تھا کہ پیار سونا ہو جائے۔ دوسرے نے یہ سن کر کہا، اگر تجھ پر اس پہاڑ سے بھی دوہرا تادان پڑ جائے تو یہ ایک پہاڑ کیا کرے گا۔ فرمایا تم جو نوہیتہ ماں کے شکم میں رہے تھے، وہاں کون سی انگوٹھی پاس رکھی تھی۔ ارے خدا کے بندے! اللہ تعالیٰ کا بھروسہ رکھو۔ اُسے رزاق ذو القوۃ المتین سمجھو، ہاں ویسے اگر سونے کی انگوٹھی جیب میں رکھو تو کوئی ہرج نہیں ہے۔ لیکن اس کا پہننا بالکل حرام ہے۔ البتہ چار ماشہ چاندی انگوٹھی جائز ہے مگر وہ بھی قاضی یا نمبردار چوکیدار کیلئے۔

اسی انگوٹھی والے شخص نے عرض کیا حضرت بینک سے روپیہ لینا مباح ہے یا کہ

حرام؟ آپ نے فرمایا یہ حرام ہے۔ کیونکہ یہ سودی روپیہ ہے اور سود پر لینا حرام ہے وہ بولا مولوی عبدالغفور صاحب ہمایونی نے جائز لکھا ہے۔ آپ نے فرمایا کسی اور مولوی



کو چار آنہ دے دو۔ تو وہ بھی اس مسئلہ میں تم سے متفق ہو جائے گا وہ بولا حضرت سرور  
جائز ہے یا نہ؟ آپ نے فرمایا حرام ہیں۔ وہ بولا مولوی عبدالغفور کے گھر تو روزانہ بچے رہتے  
ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ اَعْلِنُوا النِّكَاحَ بِالْذَّفِّ۔ یعنی دف سے نکاح کا اعلان کرو، تو  
آیا ہے مگر اس دف کی وضع تو اس ملک میں موجود ہی نہیں۔ اور دف، الکل، چھوٹا کم آواز ہوتا ہے،  
مولوی صاحبان کو دیکھو تو یہ جواز پر بضد ہیں۔ حضرت رسول کریم و علی آلہ افضل الصلوٰۃ والسلام  
کے زمانہ اقدس میں تو عورتیں بھی مسجد میں نماز جماعت کے ساتھ پڑھتی تھیں اور اس وقت  
بالفرض ایک عورت بھی مسجد میں آکر نماز پڑھنا شروع کرے تو بے نمازی بھی نمازی بن جائیں  
مجلس احد عشر تمام شد



الحمد للہ ملفوظات فضلیہ علی صاحبہا الرحمۃ کے باب دوم کی مجلس احد عشر تک  
حصہ اول اپنے پڑھا،

دوسرا حصہ بہت جلد منظر عام پر لانے کی کوشش کی جائے گی، دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں  
بزرگوں کے اقوال مبارکہ کو زیادہ سے زیادہ منظر عام پر لانے کیلئے اور شائع کرنے کی  
ہمت عطا فرمائے اور قارئین سے التماس ہے کہ آپ خود بھی پڑھیں اور زیادہ سے زیادہ  
دوست احباب کو پڑھنے کی ترغیب دیں۔

فقر خدا بخش مسرور سابقہ بے خرچ





[www.maktabah.org](http://www.maktabah.org)





[www.maktabah.org](http://www.maktabah.org)